خاتم النبیین لا نبی بعدی

فیصلہ آسمانی

ملقب بہ

دلائل حقانی

حصہ سوم

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف اُسی ذات اقدس کے لئے زیبا ہے جو ہر عیب سے پاک اور اپنے بندوں پر کمال مہربان ہے جس نے ہماری ہدایت کیلئے اپنے برگزیدہ رسول بھیجے، حق اور باطل کے تمیز کرنے کے لئے عقل سلیم عنایت کی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِالْھَادِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیّنَ وَرَحْمَۃِ اللعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

برادران اسلام! اس ناچیز نے محض آپ کی خیرخواہی کے خیال سے رسالہ فیصلہ آسمانی لکھا ہے یہ اُس کا تیسرا حصہ ہے۔ طالبین حق سے میں التجا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو بنظر غور ملاحظہ کریں۔ مذہب اسلام کی روشنی جب سے پھیلی ہے اُس کے دوسری صدی سے ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہوئے جنھوں نے اسلام کو بظاہر مان کر اُس کی روشنی کو ماند کرنا چاہا اور اس بہترین اُمت کو فتنہ میں ڈالا، کتنوں نے نبوت کا دعویٰ کر کے خلق کو گمراہ کیا بعضے مہدی موعود بن کر بادشاہ ہو گئے۔ لاکھوں کے مقتداء قرار پائے، غرض کہ اپنی لیاقت اور ہمت اور کوشش کے بموجب کامیاب ہوئے اور بعض ناکام رہے ہندوستان میں بھی ایسے لوگ ہوئے مثلاً نویں صدی میں سید[۱] محمد جونپور میں ایک شخص ہوا،

---

[۱] سید محمد کی پوری حالت رسالہ ہدیہ مہدویہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔ یہ رسالہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۷ھ میں چھپا ہے۔ مرزا قادیانی کی حالت اس کے بہت مشابہ ہے اور اس کے مریدین کی حالت ان کے مریدین سے، جن حضرات کو مرزا قادیانی کی طرف میلان ہو وہ اس رسالہ کو دیکھیں اور اس کی حالت کو مرزا قادیانی کی حالت سے ملائیں، میں آپ کی محض خیرخواہی سے آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔

اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتایا اور اس کی سحر بیانی کی وجہ سے لاکھوں نے اسے مانا اور اس وقت اُسے مرے ہوئے چار سو برس سے زیادہ ہو گئے مگر اب تک اس کے ماننے والے حیدر آباد وغیرہ میں موجود ہیں۔ تیرھویں صدی میں علی[1] محمد بابی نے ملک فارس میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور باوجود حاکم وقت کی مخالفت کے کثرت سے اُس کے ماننے والے ہوئے اور اس وقت اُس کے ماننے والے بمبئی، رنگون، استنبول، مصر، شام، امریکہ، لندن وغیرہ میں موجود ہیں۔ اسی طرح چودھویں صدی میں ہندوستان کے خطۂ پنجاب میں یہ فتنہ اُٹھا اور مرزا غلام احمد ساکن قادیان نے معجون مرکب ہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی یہ کہا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے ''میں مہدی اور مسیح ہوں'' اور ہندوؤں کیلئے ''کرشن'' ہوں۔ اُن کے حالات معلوم کرنے سے اس کی بنیاد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتداء میں مرزا قادیانی اچھے مزاج اور ذی علم تھے اور مناظرہ اور تحریر کا ذوق طبعی تھا۔ اس کے ساتھ جبلی طور سے ان کی طبیعت میں علو اور کبر تھا۔ اتفاقاً اس وقت پادریوں کا زور تھا۔ اُن سے مقابلہ کا اتفاق ہوا اور اسلام کی حقانیت کے اثبات میں دلائل لکھنے کا ارادہ کیا۔ براہین احمدیہ لکھنا شروع کیا۔ پہلی دلیل جو انہوں نے لکھی چونکہ خلقی طور سے اُن کی طبیعت میں علو تھا۔ اس لئے وہ خود ان سے متاثر ہوئے اور اپنے آپ کو بہت ہی بڑا قابل اور مضمون نگار سمجھنے لگے اور ان کی قابلیت کی خیالی عظمت نے اُن کے

---

[1] علی محمد بابی کی حالت رسالہ مذہب الاسلام مطبوعہ پیسہ اخبار لاہور کے خاتمہ سے اور سفر نامہ حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری مطبوعہ مفید عام لاہور سے معلوم کرنی چاہیے۔ جن حضرات کو تحقیق حق کا شوق ہو اور مرزا قادیانی کی طرف انہیں رجحان ہو وہ اس کی حالت پر غور کریں۔ اس کے مریدین کی حالت جہاں تک سُنی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے مریدوں سے بہت اچھے تھے۔ کچھ عرصہ ہوا اُن کے خلیفہ عبدالبہاء لندن میں آئے تھے اور بعض اہل ولایت نے اُنہیں اعزاز سے لیا تھا اور ان کی تقریر سننے کے لئے وہاں کے لوگوں کو دعوت دی تھی اور انہوں نے فارسی میں لیکچر دیا تھا اور مترجم انگریزی میں ترجمہ کرتا گیا تھا۔ مرزا قادیانی کے ایک مرید خواجہ کمال الدین وہاں پہنچے ہیں اور ایک اخبار بھی جاری کیا ہے۔ مگر وہاں ان کی وقعت نہیں ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے لیکچر دینے کیلئے مجمع کیا مگر ان کی تقریر کی تمہید بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ اکثر لوگ چلے گئے۔

ذہن میں یہ جما دیا کہ ایسی ایسی تین سو دلیلیں ہم لکھ سکتے ہیں۔ اسی بنیاد پر انہوں نے بڑے زور سے نہایت جلی حرفوں میں اعلان کیا۔ (چونکہ وہ خیالی غلو کا ثمرہ تھا اس لئے وہ پورا نہ کر سکے) چونکہ براہین میں جو دلیل لکھی گئی تھی وہ عمدہ دعویٰ تھی اس لئے ہر طرف سے آفرین اور مرحبا کی صدا بلند ہوئی اور اُن کی طرف لوگ متوجہ ہوئے۔ تعریف ہونے لگی اور روپیہ بھی آنے لگا۔ اب خدا تعالیٰ کا امتحان شروع ہوا اور سخت ابتلاء پیش آیا جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہوا ہے۔ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَاابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَکْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیٓ اَکْرَمَنِ (فجر۱۵) پروردگار جب کسی انسان کو آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس کا اکرام کرتا ہے۔ یعنی خلق کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہے اور مخلوق اس کی عظمت کرنے لگتی ہے اور دنیاوی نعمتیں بھی اُسے ملنے لگتی ہیں۔ اس وقت یہ شخص سمجھتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عظمت کی میں مقبول خدا ہو گیا۔ اس حالت میں اُس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہتا اور جیسی طبیعت اس کی عالی ہوتی ہے ویسا ہی عالی دعویٰ کرنے لگتا ہے۔ خلق کا رجوع ہونا اور خوش حالی سے گزر ہونے لگنا سخت ابتلاء ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کا دماغ بگڑا اور پہلے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا پھر جس قدر لوگوں کی توجہ زیادہ ہوئی اور اہل کمال ذی علم نے قابل توجہ نہ سمجھ کر سکوت اختیار کیا اس وجہ سے مرزا قادیانی نے اپنے مقابل میں سب کو جاہل خیال کر کے جو جی میں آیا کہنا شروع کیا اور دلی خواہش اُن کی یہ ہو گئی کہ ساری دنیا مجھے اپنا مقتداء مان لے اور دنیا کے تمام باشندے یعنی ہندو، مسلمان، عیسائی وغیرہ سب مجھے اپنا پیشوا بنا لیں مگر افسوس ہے کہ بجز چند مسلمانوں کے اور کسی نے انہیں نہیں مانا اور اُن کی ذات سے مسلمانوں کی تعداد میں کچھ بھی اضافہ نہ ہوا اور بڑی حسرت اور افسوس کی بات یہ ہوئی کہ انہوں نے تمام اہل اسلام کے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ جنہوں نے انہیں نہیں مانا اور دنیا کے (۲۳) کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا دیا اور کسی کافر کو مسلمان نہ بنایا۔ اسلام کیلئے اس سے زیادہ اور کیا آفت ہو سکتی ہے کہ تمام دنیا سے اسلام گویا نابود ہو گیا؟ اب اُن کے خلیفہ اور صاحبزادے کا اس پر اصرار[1] ہے کہ سب کو کافر بنایا جائے اور

---

[1] رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء ملاحظہ ہو۔

کسی سے میل نہ رکھا جائے جس روز سے کوشش مرزا قادیانی نے اپنی شہرت اور پیشوا بننے میں کی اس کے لحاظ سے تو گویا ناکام رہے۔ کیونکہ دنیا کی آبادی میں جو بہت بڑے دو گروہ عیسائی اور ہندو ہیں اُن میں سے کوئی ان[1] پر ایمان نہ لایا اب رہے مسلمان ان میں سے بعض کا اُنہیں مان لینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ پہلے ان کی ظاہری اصلاح اور دینی حمایت یعنی عیسائی اور آریہ کے جوابات نے ان کی طرف بہت لوگوں کو متوجہ کر دیا۔ پھر دعویٰ مہدویت کے بعد انہوں نے اپنی پیچدار تحریروں کا ایسا سلسلہ پھیلایا کہ بعض اہل علم بھی اُس میں آگئے اور پھر نکلنا مشکل ہو گیا اور ہمیں بھی ماننے میں کیا عذر ہوسکتا تھا اگر اُن میں وہ باتیں پائی جاتیں جو مقتداء اور برگزیدۂ خدا حضرات میں ہونا چاہئیں۔ بزرگوں کے حالات کی کتابیں ملاحظہ کی جائیں اُن کی مفید ہدایات کو دیکھا جائے پھر مرزا قادیانی کے حالات پر غور سے نظر کی جائے تو بدیہی طور سے حق و باطل کا فرق معلوم ہوتا ہے مگر طلب حق ہو اور عنایت خداوندی اُس کی مدد کرے۔ حضرت امام مہدی کی علامتیں تو صحیح حدیثوں میں موجود ہیں۔ وہ اُن میں ہوتیں تو سر آنکھوں پر اُنہیں لیتے، مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ ان میں سے تو کوئی علامت مرزا قادیانی میں نہ پائی گئی

---

[1] میرے علم میں اُن کی تمام عمر کی کوشش میں ایک عیسائی یا ہندو اُن پر ایمان نہیں لایا اگر دو ایک غیر مشہور عیسائی یا ہندو اُن پر ایمان لائے ہوں تو اُن کے اس عظیم الشان دعویٰ اور ایسی بلیغ کوشش کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ جن دیندار علماء کو کچھ بھی اپنے فضل و کمال کا دعویٰ نہیں ہے اُن کے ہاتھ پر کتنے عیسائی اور ہندو توبہ کر چکے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کی عیسویت اور مہدویت کی خصوصیت کیا ہوئی ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ میں تثلیث کے ستون کو توڑنے آیا ہوں اب کوئی اُن کا ستون توڑنا دکھائے۔

بھائیو! کچھ تو خوف خدا کرو جو شخص بڑے زور سے یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اگر میں تثلیث پرستی کے ستون کو نہ توڑوں تو میں جھوٹا ہوں۔ اب تم انصاف سے کہو کہ جس کا یہ دعویٰ ہو اس کے ہاتھ پر سو دو سو عیسائی تثلیث پرست مسلمان نہیں ہوئے۔ پھر اس نے تثلیث پرستی کے ستون کو کس طرح توڑا؟ جب اتنا خفیف اثر بھی تثلیث پر اس کا نہ ہو تو کیا وجہ ہے کہ اس کے اقرار کے بموجب اسے کاذب نہ مانا جائے؟

اور بزرگوں کے حالات تاریخ میں دیکھو کہ اُن کی ذات سے کس قدر یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار اور گنہگار ان کے ہاتھ پر توبہ کرتے تھے۔

بلکہ اُن علامتوں کے بالکل برخلاف ظاہر ہوا اور ہو رہا ہے؟

بھائیو! ذرا غور کرو کہ مرزا قادیانی کے قبل کیسے کیسے عالی مرتبت اولیاء اللہ گزرے مثلاً[۱] حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ جن کے سلسلے میں خلیفہ قادیانی حکیم نورالدین مکہ معظمہ پہنچ کر داخل ہوئے تھے اور اب بھی اُن کا مرید بتاتے ہیں[۲] ان حضرات سے مسلمانوں کو اور اسلام کو بہت کچھ فائدہ پہنچا اور سینکڑوں اولیاء اللہ اُن کے سلسلہ میں ہوئے جن کی کرامات و نشانات کے دفتر لکھے ہوئے اس وقت موجود ہیں باایں ہمہ ان بزرگوں کی خبر قرآن و حدیث میں نہیں دی گئی مگر حضرت امام مہدیؑ اور حضرت مسیحؑ کا غل سینکڑوں برس سے ہے اور ان کے آنے کی خبر حدیثوں میں دی گئی ہے اور خاص و عام میں ان کا انتظار ہے پھر یہ کیوں ہے؟ یہ اس لئے ہے کہ ان کی ذات سے اسلام کو مسلمانوں کو ایسا عظیم الشان فائدہ دینی اور دنیاوی پہنچے گا کہ کسی اولیاء اللہ کی ذات مقدس سے نہ پہنچا ہوگا۔ اب یہ بتایا جائے کہ مرزا قادیانی

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ آپ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ حضرت کی کوئی مجلس یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار اور عصاۃ سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ آپ کی وجہ سے پانچ سو سے زیادہ یہود و نصاریٰ مسلمان ہوئے۔ مرزا قادیانی تو پچیس تیس برس کی بے انتہا کوشش اور اپنی مداح سرائی سے کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اس پر تمام اولیاء سے برتری کا دعویٰ ہے۔ اب اُن کے خلیفہ اور متبعین کوشش کر رہے ہیں۔ اس پر کیا ہوا خواجہ کمال الدین جولندن میں جا کر کوشش کر رہے ہیں تو اس وقت تک نفس مذہب اسلام پر لیکچر دیتے ہیں اگر وہاں کوئی مسلمان ہو تو وہ اسلام کی خوبی کا اثر ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ خواجہ صاحب مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے۔ درحقیقت وہ اس عظیم الشان مسئلہ میں مرزا قادیانی کے مخالف ہیں۔ اور بالفرض اگر وہاں کوئی مرزا قادیانی کو بھی مان گیا تو ایسا ہی ہوا جیسا بعض عیسائی شیخ علی محمد بابی اور شیخ عبدالبہاء کو مان چکے ہیں۔

۲۔ خلیفہ صاحب نے مکہ معظمہ میں شاہ عبدالغنی صاحب مرحوم سے بیعت کی تھی اور اخبار بدر میں خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں اب بھی ان کا مرید ہوں۔ شاہ صاحب مرحوم حضرت مجددؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے خلیفہ مولوی عبدالحق صاحب مہاجر مکہ معظمہ میں موجود ہیں وہ کہتے تھے کہ شاہ عبدالغنی صاحب فیض یافتہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی علیہ الرحمۃ کے تھے یعنی حضرت ممدوح سے بہت کچھ فیض حاصل کیا تھا۔

کے آنے سے کیا فائدہ پہنچا؟ اسلام کی کیا ترقی ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد میں کس قدر ترقی ہوئی ان کی نکبت اور پریشانی میں کیا کمی ہوئی؟ ذرا نظر اٹھا کر دیکھو پھر ہر طرف ناکامی اور تنزلی کی گھٹا چھائی ہوئی دیکھو گے۔ اگر آپ کو دنیا کی حالت پر نظر ہے اور مسلمانوں کے دلی دردمند ہیں تو ملاحظہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کا وجود شریف جب سے ہوا اور جب تک وہ زندہ رہے اور اب اُن کے خلیفہ موجود ہیں۔ اس عرصہ میں کس قدر مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حالت میں تنزل ہوا؟ کئی اسلامی سلطنتیں زیروزبر ہوگئیں۔ ہندوستان میں دیکھو کہ کتنی زمینداریاں مسلمانوں کی ہنود کے ہاتھ میں جا چکی ہیں اور مسلمان تاجروں کا کیا حال ہو رہا ہے۔ دینداری کی حالت دیکھی جائے کہ کیسی افسوسناک ہو رہی ہے۔ حدیثوں میں جو حالت مسلمانوں کے شوق عبادت کی امام مہدی کے وقت میں بیان ہوئی ہے اُسے خیال کیجئے اور اب مسلمانوں کی حالت کو دیکھئے تو رونا آتا ہے شوق عبادت تو بڑی بات ہے۔اب تو عبادت کا خیال بھی بہت کم معلوم ہوتا ہے جو ان (مرزا) پر ایمان لے آئے ہیں اور ان کی صحبت میں رہ کر صحابی کا لقب حاصل کر چکے ہیں۔ خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ان کی حالت بیان کرنے سے شرم آتی ہے اور دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں۔ نہ اُن کی صورت صلحاء کی سی ہے نہ ان کے حالات و اقوال نیکوں اور سچوں کے سے ہیں اور روحانیت کا غلبہ اور اہل دل ہونا تو عظیم الشان بات ہے۔ میں اس کی تفصیل نہیں کرتا دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں اور جنہیں خوف خدا اور طلب حق ہے وہ کچھ دن بُری صحبت سے علیحدہ ہو کر مرزا قادیانی اور ان کے متعلقین کے حالات پر انصاف سے غور کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے پوری امید ہے کہ امر حق اُن پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا۔ یہ ایسی بدیہی اور روشن باتیں ہیں کہ ان پر تھوڑا غور کرنے کے بعد کوئی حق پسند مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں تأمل نہیں کر سکتا اور کسی حجت اور دلیل کی اُسے حاجت نہیں رہتی مگر میں نے بنظر کمال خیر خواہی اور اتمام حجت اُن کے دلائل کی حالت بھی اظہر من الشمس کر دی ہے اور دکھایا ہے کہ جو دلیلیں ان کی صداقت میں پیش کی جاتی ہیں انہیں سے ان کا کاذب ہونا ثابت ہے مثلاً (۱) بعض وقت قرآن مجید کی بعض آیتوں سے ان کی صداقت

ثابت کیجاتی ہے۔ اس کا نمونہ رسالہ معیارالمسیح میں دکھایا گیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ یہی آیتیں ان کے کاذب ہونے کی دلیلیں ہیں اور حق پسند نظریں انہیں دیکھ چکی ہیں اور ان کے دلوں میں میرے بیان کی صداقت سما گئی ہوگی۔ ان مسلمانوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جن حضرات کی مختصر حالت ابھی بیان کی گئی، ان کی صداقت کا ثبوت قرآن مقدس میں سمجھتے ہیں۔ (۲) بڑی دلیل مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کی گہنوں کا اجتماع بیان کیا تھا اور اس کے بیان میں خاص رسالے لکھے تھے اور آسمانی شہادت اُسے ٹھہرایا تھا اور جابجا اپنے رسالوں میں بڑے شدومد سے اسے پیش کیا تھا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ۱۳۱۲ھ ماہ رمضان میں چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع ہوا تھا۔ مرزا قادیانی نے ایک نہایت ضعیف بلکہ موضوع روایت پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ اجتماع امام مہدی کے وقت میں ہوگا اس سے پیشتر کبھی اس کا ظہور نہ ہوا ہوگا۔ چونکہ یہ اجتماع میرے وقت میں ہوا اس لئے میں مہدی ہوں۔ اس غلط فہمی یا دانستہ غلطی کے اظہار میں رسالہ شہادت آسمانی لکھا گیا اور بحمد اللہ آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھایا گیا کہ یہ سب خیالات مرزا قادیانی کے محض غلط اور بے سروپا تھے۔ نہ گہنوں کے ایسے اجتماع کو کسی حدیث میں امام مہدی کی علامت بیان کیا ہے اور نہ یہ اجتماع عقلاً اور نقلاً علامت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ایسے اجتماع بہت ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ حضرات ناظرین اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ کریں۔ (۳) مرزا قادیانی کی صداقت کی وہ دلیل جسے انہوں نے نہایت ہی عظیم الشان ٹھہرایا تھا۔ یعنی منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا اوراس کے شوہر کا مرنا اس کا غلط ہونا تو ایسا روشن ہوا کہ ہر کہہ و مہہ نے اُسے دیکھ لیا اور معلوم کرلیا ہے کہ اسی کے بیان میں رسالہ فیصلہ آسمانی لکھا گیا۔ جس نے اظہر من الشمس کر دیا کہ مرزا قادیانی یقیناً کاذب تھے اور ان کا کاذب ہونا نصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ سے اور ان کے پختہ اقراروں سے نہایت روشن ہے اس سے بڑھ کر ان کے کاذب ہونے کا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔ اس پیشین گوئی کے غلط ہونے کے جواب میں عاجز ہو کر عجیب عجیب طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں مگر اس پر نظر نہیں کی جاتی کہ مرزا قادیانی اپنی صداقت کی دلیل میں نہایت عظیم الشان دلیل یہ پیش کرتے تھے

کہ میرا نکاح محمدی سے ہوگا اور اس کا شوہر میرے روبرو مرے گا۔ جب دنیا پر واقعات نے روشن کر دیا کہ محمدی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آئی اور اس کا شوہر مرزا قادیانی کے روبرو نہیں مرا تو اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے جس بات کو اپنی صداقت کا نہایت عظیم الشان نشان قرار دیا تھا۔ اس کا ظہور نہ ہوا اب اس کی وجہ جو ہو اس کو ماننا ہر طرح ضروری ہے کہ وہ معجزہ ظاہر نہیں ہوا جسے انہوں نے عظیم الشان قرار دے کر دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

الغرض مذکورہ رسائل کو دیکھ کر کسی طالب حق کو اس میں شبہ نہیں رہ سکتا کہ مرزا قادیانی کی دلیلیں محض غلط تھیں کسی دلیل سے ان کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار اور اپنے پختہ اقراروں سے کاذب ثابت ہوتے ہیں۔ الحمدللہ! اتمام حجت ہر طرح سے کر دیا گیا مگر افسوس ہے کہ مرزائی جماعت میں ایسے حضرات نظر نہیں آتے کہ ایسے محققانہ اور مہذبانہ رسالوں کو تحقیق و انصاف کی نظر سے دیکھیں بعض نے ہمارے خلاف میں کچھ لکھا بھی ہے مگر سوائے غلط دعوؤں کے دلیل کا نشان نہیں ہے۔ ان کی تحریر نہایت بے تہذیبی سے گندہ اور عقل و انصاف سے معرّا ہے اور اس وقت جو ان کے مقتداء ہیں باوجود دعویٰ مہذب ہونے کے ایسے بیہودہ اور بے عقلی کی تحریروں پر اپنی جماعت کو متنبہ نہیں کرتے بلکہ اپنے اخباروں میں ان گندہ اور محض غلط تحریروں کی تعریف چھاپتے ہیں اور خود جواب دینے کی جرأت نہیں کرتے مگر وہ ارشاد نبوی کو یاد رکھیں۔ کُلُّکُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ میدان حشر میں اس افسری کی حقیقت کھل جائے گی۔ اب میں بغرض حصول برکت اصل مقصد بیان کرنے سے پہلے ایک پیشین گوئی اصدق الصادقین حبیب رب العالمینؐ کی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ کو اُمت محمدیہؐ ہونے کا فخر حاصل ہے اور کامل یقین ہے کہ انسان کو حیات ابدی اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ حضور انور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا پورا پیرو اور ساری باتوں کا ماننے والا ہو اور بمقتضائے نفس نؤمن ببعض وّنکفر ببعض اُس کی حالت نہ ہو تو ضرور آپ توجہ سے اُسے ملاحظہ کریں گے اور اُسی کے بموجب اعتقاد رکھیں گے وہ رسولؐ برحق

کی سچی پیشین گوئی یہ ہے۔

سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلاثُوْنَ کلھُمْ یَزْ عَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ
وَاَنَاخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لاَنَبِیَّ بعدی

(ترمذی باب الاتقوم حتی یخرج کذابون ج۲ص ۴۵)

وَلاتَزَ الُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الحقِّ ظاھِرِیْنَ لایَضُرُّ ھم مَنْ
خَالَفَھُم حَتّٰی یَاتِیَ اَمْرُاللّٰہِ

(مسلم باب قولہ لاتزال طائفۃ ج۲ص ۱۴۳، ترمذی باب ماجاء فی ائمۃ المضلین ج ۲ ص ۴۷ ابوداؤد
واللفظ لہٗ باب ذکر الفتن ج۲ص۱۲۷ وغیرہم مِنْ اَئِمۃِ الحَدِیْثِ)

میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (اس لئے ان کا یہ دعویٰ کرنا ہی اُن کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے) میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا اُس کے مخالف اُسے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ خدا کا حکم یعنی قیامت آجائے۔

اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ میرے بعد نبوت کے جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے اور ان کے جھوٹے ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یعنی میرے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔ اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

اس حدیث سے اس کا بھی فیصلہ ہوگیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین کے ہیں یعنی کلام خدا و رسول میں جن کو نبی کہا گیا ہے ان سب کے بعد آنے والے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مان کر یہ کہنا کہ آپؐ تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں یا تمام انبیاء کے لئے زینت یا مہر ہیں محض غلط اور قرآن شریف میں تحریف کرنا ہے یہ دونوں تراشیدہ معنوں کی غلطی اس حدیث نے ظاہر کردی اگر خاتم النبیین کے معنی میں کوئی

تخصیص کی جائے یا اس کے دوسرے معنے لئے جائیں تو جملہ وانا خاتم النبیین اُن کاذبوں کے جھوٹے ہونے کی وجہ نہیں ہوسکتا۔ واقعات اور تاریخ سے ظاہر ہے کہ جن جھوٹے مدعیان نبوت نے جناب رسول اللہ ﷺ کو مان کر دعویٰ کیا ہے اُن میں کل یا اکثر ایسے ہی ہیں جنہوں نے نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ کیا ہے اس لئے ان کے کذب کیلئے حضور کا یہ ارشاد صحیح نہ ہوگا۔ (نعوذ باللہ)

الحاصل! یہ حدیث قرآن مجید کے مطابق اور آیت وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّنَ کے بعض مضمون کی تفسیر ہے۔ اس حدیث نے اول تو خاتم النبیین کے معنی بیان کر دیئے یعنی اتمام انبیاء کرام بمنزلہٗ مقدمۃ الجیش کے تھے۔ حضرت محمدؐ سلطان الانبیاء ہیں۔ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ آپؐ کی ہدایت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا اور آپؐ کی شریعت حقہ کی روشنی عمل کرنے والوں کے دلوں کو منور کرتی رہے گی۔ ہاں علمائے اُمت اور مجدد دین ہوں گے جو آپؐ کے دین مستقیم کی حقانیت کو ظاہر کرتے رہیں گے اور مسلمانوں کی خراب حالت کی درستگی اُن کا کام ہوگا اور یہ بھی بشارت حضور انور نے دے دی کہ یہ گروہ حقانی، جھوٹوں پر گمراہوں پر غالب رہے گا اس لئے کسی نبی

---

۱ نمونہ کے طور پر چند حدیثوں کے بعض الفاظ آپ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں تا کہ میرے دعوے کی صحت میں آپ کو تأمل نہ رہے۔

(۱) لو کان بعدی نبیٌ لکان عمر بن الخطاب (ترمذی باب مناقب عمرؓ ج ۲ ص ۲۰۹) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن الخطاب ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نبوت کا مرتبہ آپؐ کے بعد کسی کو نہیں ملے گا۔

(۲) لانبوۃ بعدی الاالمبشرات (مسند احمد ج ۵ ص ۴۵۴) میرے بعد نبوت نہیں مگر مبشرات ہیں۔ یعنی بزرگوں کو صلحاء کو خواب میں بعض باتیں معلوم ہوتی رہیں گی۔

(۳) ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیَ (ترمذی باب ذہبت النبوۃ وبقیۃ المبشرات ج ۲ ص ۵۳) بلا شبہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی ہے۔

(۴) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مکان سے تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا انا النبی الامی والا نبی بعدی (مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۲) میں نبی اُمی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے۔ یہ حدیثیں امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہیں۔

کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔ اسی مضمون کی شہادت میں بہت حدیثیں[۱] پیش ہوسکتی ہیں مگر بغرض اختصار صرف دو حدیثیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔ (مسلم باب فی اسمائیہ ج ۲ ص ۲۶۱) میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس طرح روایت کرتے ہیں۔ (۱) اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ" میں عاقب ہوں (یعنی پیچھے آنے والا) اور عاقب وہ ہے کہ اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

جناب رسول اللہ ﷺ کے نام بہت ہیں ان میں ایک نام عاقب بھی ہے اس کے معنی پیچھے آنے والا اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس نام کی شرح فرما دی جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام انبیاء کے پیچھے آنے والا اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس بیان نے خاتم النبیین کی نہایت واضح شرح کر دی یعنی پہلی حدیث میں تھا۔ اَنَا خَاتَم النبیین لاَ نبیَّ بَعْدِیْ اور یہاں اُس کی جگہ ارشاد ہوا۔ انا العاقب یعنی میں سب نبیوں کے بعد آنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس حدیث نے خاتم النبیین کے لفظی معنی آخر النبیین کے صاف طور سے کر دیئے اور یہی معنی محاورۂ عرب کے مطابق ہیں۔ جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

(بقیہ حاشیہ) اور مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ فختمت الانبیاء (مسلم باب ذکر خاتم النبیین ج ۲ ص ۲۴۸) وختم بی النبیون (مسلم باب المساجد ومواضع الصلوۃ ج ۱ ص ۱۹۹) یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انبیاء کا خاتمہ مجھ پر کیا گیا۔ اس مضمون کی روایتوں سے حدیث کی کتابیں بھری ہیں۔ بیس صحابی اس مضمون کے روایت کرنے والے اس وقت میرے پیش نظر ہیں اور کامل تلاش سے کس قدر ہوں گے۔ اسے میں نہیں کہہ سکتا۔ الغرض عام طور سے ختم نبوت کا ثبوت قرآن و حدیث سے کامل طور سے ہے، مگر نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق کر کے کسی ضعیف روایت میں بھی پتہ نہیں چلتا کہ نبوت غیر تشریعی ختم نہیں ہوئی۔ جن صحابہؓ نے ختم نبوت کی حدیثیں روایت کی ہیں اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ (۱) جابر بن عبداللہ (۲) ابوسعید خدری (۳) ابوالطفیل (۴) ابوہریرہ (۵) انس بن مالک (۶) عفان بن مسلم (۷) ابی معاویہ (۸) جبیر بن مطعم (۹) عبداللہ بن عمر (۱۰) ابی بن کعب (۱۱) حذیفہ (۱۲) ثوبان (۱۳) قتادہ (۱۴) عبادۃ بن الصامت (۱۵) عبداللہ بن مسعود (۱۶) جابر (۱۷) عبداللہ بن عمرو (۱۸) عائشہ (۱۹) عبداللہ بن عباس (۲۰) عطاء بن یسار رضی اللہ عنہم اجمعین۔

الغرض اس الہامی لفظ کے معنی صاحب الہام نے وہی بیان فرمائے جو عرب کے محاورہ کے بالکل مطابق ہیں۔

(۲۵) صحیح بخاری میں ہے۔

کانت بنو اِسْرَائیل تسوسهم الانبیاء کلّما هلک. نَبِیّ خَلفه نبیٌّ وانه لانبیّ بعدی وَسَیَکُونُ خلفاء فیکثرون قالوا فَمَا تَأمُرُنا قال فُوْابِبَیعةِ الاول فالاول اعطوهم حقهم فان اللّٰه سائلهم عما اسعر عاهم (بخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل ج۱ص ۴۹۱)

''بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے۔ جب کوئی نبی انتقال کرتا تو ان کی جگہ دوسرا نبی قائم ہوتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے البتہ خلفاً ہوں گے۔ (جو مسلمانوں کے تمام اُمور کا نظم کریں گے) اور ان کی کثرت ہوگی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپؐ ہم کو کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ (یعنی جب بہت سے ہوں گے تو اگر ایک وقت میں کئی ہوئے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے) حکم ہوا کہ جس سے پہلے بیعت کرلو اس کو پورا کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ خلفاء سے ماتحت کی نسبت سوال کرے گا کہ کس طرح انہوں نے رعیت سے برتاؤ کیا۔'' اس حدیث سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوگیا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔ اُمت کی سیاست خلفاء کے ہاتھ میں ہوگی اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ خلفاء سب راشدین ہوں گے۔ اس حدیث سے خود ظاہر ہے کہ اُن کی حالت اچھی نہ ہوگی مگر چونکہ حاکم ہوں گے اس لئے اُن کی اطاعت کیلئے ارشاد ہوا اور کہا گیا کہ اُن کی حالت کو خدا پر چھوڑ دینا خدا اُن سے باز پرس کرے گا۔ دوسری حدیث سے اس کا فیصلہ ہوجاتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف تیس برس کے اندر محدود ہے۔ یعنی حضور انورﷺ کے بعد تیس برس تک خلافت راشدہ رہے گی پھر خلافت کے ساتھ رشد کی صفت ضروری نہیں ہے۔

الحاصل ان حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضور انورﷺ کے بعد کسی کو

نبوت کا مرتبہ نہیں دیا جائے گا البتہ جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے۔ اب میں مختصر طور سے یہ بیان کرتا ہوں کہ خاتم النبیین کے جو معنی حدیث مذکور سے معلوم ہوئے اگر قرآن مجید کے الفاظ میں غور کیا جائے تو اُن سے بھی یہی معنی ثابت ہوتے ہیں کیونکہ خاتم النبیین میں جو لفظ خاتم ہے اُس میں صرف تا کو زَبَر بھی ہے اور زیر بھی ہے۔ اگرچہ روایت کے لحاظ سے زیر زیادہ مُستند اور معتبر ہے کیونکہ زبَر کی روایت کرنے والے صرف دو راوی ہیں باقی جتنے ماہرین قرآن اور قراء ہیں وہ سب زیر کے ساتھ روایت[1] کرتے ہیں۔ مگر ہندوستان میں زبر کے ساتھ معمول اور مشتہر ہو گیا ہے اس لئے عوام سمجھتے ہیں کہ صحیح یہی ہے، مگر یہ اُن کی ناواقفی ہے کلام عرب میں خاتم کے کئی معنی ہیں۔ انگوٹھی، مہر، آخرالقوم، یعنی جو سب سے آخر میں ہو مگر یہ لفظ جب مضاف ہوجاتا ہے اُس وقت کئی معنی نہیں رہتے بلکہ مضاف الیہ کے اعتبار سے اِس کے معنی خاص ہوجاتے ہیں۔ مثلاً خاتم فضۃ یعنی انگوٹھی چاندی کی یہاں خاتم خاص انگوٹھی کے معنی میں ہے اسی طرح جس وقت خاتم کو قوم وغیرہ کی طرف مضاف کریں گے مثلاً خاتم القوم کہیں گے تو اُس کے معنی صرف آخر قوم کے ہوں گے۔ دوسرے معنی نہیں ہوں گے۔ لِسان العرب (ج ۴ ص ۲۵) جو اہل زبان کے نزدیک نہایت مستند لغت ہے۔ اُس میں لکھا ہے ختام القوم و خاتِمُھُم و خاتَمھُم. آخرہم یعنی لفظ ختام اور خاتِم اور خاتَم تینوں کو جب مضاف کرتے ہیں اور مثلاً خاتم القوم کہتے ہیں تو اُس کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں یعنی ساری قوم کے آخر میں آنے والا اسی طرح جب لفظ نبیین کی طرف مضاف ہوگا اور خاتم النبیین کہیں گے تو اُس کے معنی یہ ہوں

---

[1] علامہ جریر طبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حَسن اور عاصِم کے سوا تمام قاری خاتم کے (ت) کو زیر پڑھتے تھے۔ بیضاوی کے حاشیۂ شیخ زادہ میں ہے کہ عاصم کے سوا سب نے خاتم بکسر التاء پڑھا ہے اور تفسیر مدارک میں بھی اسی طرح ہے اور تفسیر روح المعانی میں ہے وقرآۃ الجمھور خاتِم بکسر التاء علٰی انہٗ اسم فاعل ای الذی ختم النبیینَ والمراد آخرھم اور فتح البیان میں بھی یہی ہے الغرض ان پانچ تفسیروں سے معلوم ہوا کہ سوائے ایک یا دو قاریوں کے سب نے خاتم کے (ت) کو زیر پڑھا ہے اس لئے زیادہ مستند زیر ہی ہے۔

گے کہ سب انبیاء کے بعد آنے والا اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کیونکہ اگر اُس کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ دیا جائے تو وہ آخرالانبیاء نہ ہوا۔ الغرض قرآن پاک عرب کی زبان میں اتارا گیا ہے۔ اس لئے اُس کے الفاظ کے وہی معنی لئے جائیں گے جو عرب کے محاورہ میں ہیں اوراس بیان سے ظاہر ہوگیا کہ عرب کے محاورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین کے ہیں۔ یعنی سب کے آخر میں آنے والا اس کے سوا دوسرے معنی نہیں ہوسکتے۔ اس بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اس باب میں نص قطعی ہے کہ جناب محمد رَسُوْل اللہ ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی کو مرتبۂ نبوت نہیں ملے گا۔ آپؐ کے وجود باجود سے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہی۔ آپؐ کی نبوت اور آپؐ کی شریعت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا۔ اہل علم اس کو سمجھتے ہوں گے کہ قرآن مجید اور حدیثوں میں اس مقام پر لفظ (النّبیین) جمع سالم معروف باالامّ آیا ہے، ایسے لفظ کو اُصول فقہ وغیرہ میں الفاظ عام میں شمار کیا ہے اس لئے خاتم النّبیین کے یہ معنی ہیں کہ جس کو نبوت کا مرتبہ دیا گیا اور جس پر نبی کا اطلاق کیا جائے خواہ وہ ظلی اور بروزی نبی ہوں یا تشریعی اور غیر تشریعی جس قسم کے ہوں سب کے آپؐ خاتم[1] ہیں آپؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ ملے گا۔ الغرض جس طرح صحیح

---

[1] یہی بات بعض کاملین اُمت محمدیہ کے کلام سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور وہ کلام بھی روحانی اور القائی ہے۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایں فقیر ازروح پرفتوح آنحضرت ﷺ سوال کرد کہ حضرت چہ میفر مایند در باب شیعہ کہ مدعی محبت اہل بیت اند وصحابہ رابدوی گویند آنحضرت ﷺ بنوعی از کلام، روحانی القافر موودند کہ مذہب ایشاں باطل است و بطلان مذہب ایشاں ازلفظ امام معلوم میشود چوں ازاں حالت افاقت دست وادد۔ لفظ امام تأمل کردم معلوم شد کہ امام باصطلاح ایشاں معصوم مفترض الطاعت منصوب الخلق است ووحی باطنی درحق امام تجویزمی نمایند پس درحقیقت ختم نبوت رامنکراند گو بزبان آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء می گفتہ باشند

اس کے بعد جناب شاہ صاحب کے قول کے شرح میں قاضی صاحب فرماتے ہیں (فقیر محمد ثناء اللہ گوید کہ آنچہ حضرت شیخ رادر بطلان مذہب امامیہ از جناب رسالت پناہ علیہ السلام القاشدہ وواضح گشتہ کہ عقیدہ شاں حتلوم انکار ختم نبوت است بطریق توارد بریں فقیرہم واضح شدہ کہ فقیر آنرادر شمشیر برہنہ باستیعاب

حدیثوں سے ثابت ہوا تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں ملے گی اسی طرح قرآن مجید کی اس آیت نے اس مطلب کی صراحت کر دی۔ الحاصل قرآن مجید کے نص قطعی اور مستند اور متعدد احادیث کے صریح الفاظ سے یقینی طور سے ثابت ہوگیا کہ حضورانور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا، اس لئے آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ البتہ علماء کاملین آپؐ کے نائب ہوتے رہیں گے اور وہ وہی کام کریں گے جو انبیاء بنی اسرائیل کرتے تھے۔ اس مختصر بیان سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کا کرنا اور اُن کی جماعت کا اُنہیں کسی

(بقیہ حاشیہ) نوشتہ۔ یہ ہردو بزرگ اُن کاملین علماء اور واصلین خدا میں ہیں جن کے علم وفضل پر اُمت محمدیہ نازوفخر کرتی ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ شیعہ کا مذہب اسوجہ سے باطل ہے کہ آل اطہاراور ائمہ کبار کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ اس عقیدہ میں شاہ صاحب چار باتیں لکھتے ہیں۔ (۱) امام کو معصوم جانتے ہیں۔ (۲) اس کی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں۔ (۳) یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ مخلوق کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ (۴) وحی باطنی اُن پر اُترتی ہے۔ ان چار باتوں میں آخر کی دو باتیں انبیاء سے مخصوص ہیں۔ اور پہلی دو باتیں ان کو لازم ہیں البتہ چوتھی بات میں اس قدر کمی ہے کہ انبیاء کو ظاہری اور باطنی ہر قسم کی وحی ہوتی ہے اور امام کو صرف باطنی ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس کمی کے اُن کے عقیدہ کو انکار ختم نبوت لازم ہے اور یہ دونوں حضرات کاملین شیعہ کو منکر ختم نبوت فرماتے ہیں۔ اُن کے کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین کے ہیں اور وہ نبی تشریعی یا غیر تشریعی جس طرح کا ہو جناب رسول اللہ ﷺ سب کے خاتم ہیں کیونکہ شیعہ اماموں کو تشریعی نبی نہیں جانتے۔

مرزائی حضرات تو مرزا قادیانی کو رسول بلکہ انبیاء اولوالعزم سے افضل اعتقاد کرتے ہیں اور کامل وحی الٰہی کا اُن پر اُترنا اُن کے عقیدہ میں ہے۔ مرزا قادیانی تو نزول وحی کا اس طرح دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی نبی نے نہیں کیا چنانچہ حقیقۃ الوحی (ص ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳) میں لکھتے ہیں۔ ''بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔'' ملاحظہ کیا جائے کہ بارش کی طرح نزول وحی کا دعویٰ کسی نبی نے نہیں کیا مگر مرزا قادیانی کرتے ہیں۔ اُس کے ساتھ صاف طور سے یہ بھی کہتے ہیں کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ اس لئے بموجب ارشاد شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ وقاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ بھی مرزائی حضرات منکر ختم نبوت ہیں اور

قسم کا نبی سمجھنا قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ سنا گیا ہے کہ جماعت مرزائی کے سرگروہ قرآن مجید کا مشغلہ زیادہ رکھتے ہیں مگر حیرت ہے کہ ایسی صریح باتوں سے بیخبر ہیں اور وہ سورۂ اعراف کی آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی رسول آئیں گے وہ آیت یہ ہے۔ يٰبَنِىٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (اعراف ۳۵)اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد انبیاء آئیں گے۔ بہت بڑی غلطی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت علوم قرآنیہ سے بالکل ناواقف ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے حالات اور واقعات بہت بیان ہوئے ہیں۔ اُنہیں واقعات کے بیان میں یہ آیت بھی ہے، اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے کا قصہ ہے اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی اولاد[۱] سے یہ خطاب کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اے بنی آدم میرے رسول تمہارے پاس آئیں گے اور میری باتیں تم سے کہیں گے۔ پھر جس نے انہیں مانا اور اُس پر عمل کیا

(بقیہ حاشیہ)رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے گو زبان سے اس کا اظہار کریں اوراپنے اشتہاروں اور رسالوں میں چھاپیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ جب کوئی دریافت کرتا ہے کہ جب تم مرزا کو نبی مانتے ہوتو پھر جناب رسول اللہ ﷺ کیسے ختم الانبیاء ہوئے تو بسبب جہالت عجیب اور کم علمی کے عجیب طرح کی باتیں بناتے ہیں۔ حاصل یہ کہ خلاف قرآن و احادیث صحیحہ اور محاورہ عرب کے خاتم النبیین کے معنی قرار دے رکھے ہیں اور خوش ہیں اور کسی وقت کہتے ہیں کہ ظلی نبی ہیں ، اصلی نہیں ہیں مگر وہ یہ بتائیں کہ جب مرزا قادیانی اپنے اوپر نزول وحی کا یہ زور بیان کرتے ہیں کہ کسی اولوالعزم نبی نے بھی بیان نہیں کیا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ صریح طور سے مجھے نبی کا خطاب دیا گیا پھر اصلی نبی میں اس سے زیادہ کیا ہوتا ہے۔ جو اُس سے انکار کیا جاتا ہے الغرض اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی علانیہ ''نبوت کا دعویٰ'' کرتے ہیں اور صاف طور سے ختم نبوت کے منکر ہیں اورعوام کے دھوکہ دینے کو باتیں بناتے ہیں۔ رسالہ ختم نبوت مطبوعۂ اخبار اہل فقہ امرتسر میں عمدگی سے اُس کی تفصیل کی ہے۔

۱۔ قرآن مجید میں جو کامل مہارت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس آیت میں اُمت محمدیہ سے خطاب نہیں ہوا۔

اُسے کچھ خوف وخطر نہیں ہے اور جس نے نہ مانا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بعض اُن انبیاء کا ذکر کیا جو اس عام حکم سنانے کے بعد آئے۔ یعنی حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰ علیہم السلام۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس آیت میں اُسی وقت کا ذکر ہے اس کے علاوہ اگر قرآن مجید پر نظر ہے تو ذیل کی آیت کو ملاحظہ کیجئے جس میں یہی مضمون ہے مگر اس طرح کہ میرے بیان کی اُس سے پوری تصدیق ہوجاتی ہے وہ آیت یہ ہے۔

فَتَلَقّٰی آدَمُ من رَبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَالتَّوَّابُ الرَّحِیْم
قُلْنَا اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ ھُدًی فَمَن تَبِعَ ھُدَایَ
فَلاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَo وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا
بِاٰیٰتِنَا اُولٰئِکَ اَصْحَابُ النَّار ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ

(سورۂ بقرہ ۳۷ تا ۳۹)

''یعنی آدمؑ نے خدا سے چند کلمات سیکھے اور خدا نے اُس پر مہربانی کی اور وہ بڑا مہربان ہے۔ ہم نے آدم اور اُس کی اولاد سے کہا کہ تم سب جنت سے چلے جاؤ اور جب میری ہدایات آئیں تو جو اُن کو مانے گا اُس پر کسی قسم کا اندیشہ اور تکلیف نہ ہوگی البتہ جو نہ مانیں گے اور ان کی تکذیب کریں گے وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلیں گے۔''

یہ آیات اور سورۂ اعراف کی آیت دونوں مضمون کے اعتبار سے ایک ہیں اور معنی اور حاصل میں کچھ فرق نہیں ہے، البتہ کچھ لفظوں کا اختلاف ہے اور جب اس آیت میں صاف ہے کہ یہ خطاب حضرت آدمؑ کو جنت سے جدا ہونے کے وقت کیا گیا تھا اس لئے سورۂ اعراف کی اس آیت کے خطاب کا وقت بھی یہی ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہیں۔ الغرض آیت کا مضمون اور اُس کے بعض لفظ اور قرآن مجید کی دوسری آیات اس بات کی

کامل شہادت دیتی ہیں کہ سورۂ اعراف کی اس آیت مذکورہ میں اُمت محمدؐیہ سے خطاب نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں اُن کی اولاد سے خطاب ہے۔ اب اس کی تائید حدیث سے بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

تفسیر درمنثور (ج ۳ ص ۸۲) میں ہے۔

اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی قال اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی جَعَل ادمَ وَذُرِّیَتَہ فِی کَفِّہٖ فَقَالَ یَابَنِیْ اٰدمَ اِمَّا یَاتِیَنَّکُمْ رَسُلٌ مِنکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ ایٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی

اس روایت میں خاص اُسی آیت کی تفسیر ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے اور نہایت صفائی سے وہی تفسیر کی ہے جو ہم نے بیان کی ہے یعنی اس آیت میں اُمت محمدیہ سے خاص خطاب نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں یہ خطاب کیا گیا ہے اور اُس کی صورت خیالی اس روایت میں بیان کی گئی ہے چونکہ مرزا قادیانی نے اس تفسیر سے بہت حوالے دیئے ہیں اس لئے اس تفسیر سے لکھنا میں نے مناسب سمجھا اس تفسیر کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی محاورہ عرب اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوئے کہ آخرالنبیین کے ہیں تو آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ للّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ سورۂ اعراف کی آیت میں قیامت تک کے بنیآدم مراد نہیں ہیں بلکہ خاص حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا ذکر ہے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ آخرالنبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اب اہل علم انصاف پسند مرزائی جماعت کے سرگروہ کی قرآن دانی معلوم کر لیں کہ قرآن مجید کے معنی سے کس قدر ناآشنا ہیں اور نص قطعی کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دینے کو حضرت غوث اعظمؒ اور شیخ محی الدین عربیؒ کا قول پیش کرتے ہیں مگر نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ان حضرات کا قول پیش کرنا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ ان مقدس حضرات نے صریح قرآن و حدیث کے خلاف ایک بات کہی مگر یہ بڑی غلطی

ہے ان بزرگوں کی شان نہایت اعلیٰ و ارفع ہے اُن کا کوئی کلام خلاف قرآن و حدیث کے نہیں ہوسکتا جو حضرات صوفیہ کے اصطلاحات نہیں جانتے اور اُن کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ اُنہیں یہ منصب نہیں ہے کہ اپنے دعویٰ کے دلیل میں اُن کے کلام کو پیش کریں اس کی تفصیل دوسرے رسالہ میں کی جائے[۱] گی جو خاص ختم نبوت کے بحث میں لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں اس کا بھید معلوم کرنا چاہئے کہ جب خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین کے ہیں۔ یعنی سب انبیاء کے بعد آنے والا تو اس میں کیا خوبی اور نعمت ہوئی بلکہ خوبی تو اس میں ہی تھی کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی شریعت کے پیرو بہت سے انبیاء آتے۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد شریعت موسوی کے پیرو بہت انبیاء ہی آئے۔ یہ خیال ظاہر میں کم علم کو ہوسکتا ہے مگر جن کو فضل خداوندی نے اسرار شریعت پر آگاہی دی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کا وجود باجود سب کے بعد اس لئے ہوا کہ آپؐ کی ذات مقدس سے اللہ تعالیٰ کو دین کا کمال منظور تھا۔ آپ کو شریعت کاملہ دی گئی اور ارشاد ہوا الیوم اکملتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے وقت سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک دنیا کے لوگ اس لائق نہ تھے کہ اُنہیں کامل شریعت دی جاتی۔ پہلے انبیاء جس قدر آئے وہ سب بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰﷺ سلطان الانبیاء ہیں۔ تمام انبیاء سابقین نے آہستہ آہستہ آراستہ اور اس لائق کیا کہ شریعت کاملہ دی جائے۔ اس لئے سب کے بعد آنے والے کی زیادہ عظمت ہونی چاہئے۔ کیونکہ اُس کے ذریعہ سے شریعت کاملہ مخلوق کو طے جو اصل مقصود ارسال انبیاء ہے چونکہ آپؐ مظہر کامل صفت رحمت کے ہیں اور رحمۃ اللعالمین آپؐ کا خطاب ہے اس کا مقتضا یہ ہوا کہ آپؐ کے بعد نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ دیا

---

[۱] اس وقت جسے دیکھنا ہو وہ رسالہ ختم نبوت مطبوعہ مطبع اخبار اہل فقہ امرت سر ملاحظہ کرے۔ اُس میں تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے اور خوب لکھا ہے۔

جائے کیونکہ شرعی نبی وہی ہے کہ جس کا منکر کافر ہے۔ یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اب اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حسب عادت قدیمہ ضرور بہت لوگ ایسے ہوتے کہ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہوتے اور اس نبی پر ایمان نہ لاتے جو آپؐ کے بعد ہوا اور اس وجہ سے دائمی عذاب کے مستحق ہوتے۔ یہ آپؐ کے شان رحمت کے بالکل خلاف تھا کہ آپ کو مان کر کسی وجہ سے دائمی عذاب میں مبتلا رہے یہ نہیں ہوسکتا اس لئے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا مگر آپؐ کی اُمت کے علماء کاملین کی عظمت وشان وہی ہے جو انبیاء کی ہونی چاہئے۔

علامہ سیوطی خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۹ میں امت محمدؐیہ کی خصوصیات میں لکھتے ہیں۔ جن کا خلاصہ ہے کہ علمائهم کانبیاء بنی اسرائیل یعنی امت محمدی کی علماء بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے علماء کی شان میں فرمایا العلماء ورثة الانبیاء (کنز العمال حدیث ۲۸۶۷۹ ج ۱۰ ص ۱۳۵) اور یہ بھی[1] فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنکم (ترمذی

---

[1] امام احمد نے اپنی مسند ج ۵ ص ۳۲۲ میں جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد لکھا ہے۔ الابدال فی هذه الامة ثلاثون مثل ابراهیم خلیل الرّحمٰن لمامات رجل ابدل الله مکانه رجلا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس امت میں تیس ابدال ابراہیم خلیل اللہ کے مثل ہوتے رہیں گے اُن میں سے جب ایک کا انتقال ہوا کرے گا۔ اُس کی جگہ دوسرا اُن کے قائم مقام ہوگا۔ یعنی ایسے بزرگ ذی مرتبہ سے امت محمدیہ خالی نہیں رہے گی۔ یہاں اُن بزرگوں کو حضرت ابراہیمؑ کے مثل کہا ہے۔ اس سے کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ اُن کا مرتبہ بعینہ حضرت ابراہیمؑ کا سا ہوگا اور وہ ظلی اور بروزی نبی حضرت ابراہیمؑ کے مثل ہوں گے اور اُن کا منکر کافر ہے۔ استغفراللہ یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ جس طرح مثال دی جاتی ہے کہ زیدٌ کالاسد یعنی زید شیر کے مانند ہے اس مثال سے یہ غرض ہرگز نہیں ہوتی کہ جو حالتیں اور خواص شیر کے ہیں وہ سب یا اکثر زید میں پائی جاتی ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ شیر کی ایک خاص صفت جو انسان کے مناسب اور اُس کے لئے خوبی ہوسکتی ہے وہ ایک حد تک زید میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح اُن ابدال میں قرب خداوندی اور خلّت حضرت ابراہیمؑ کے مشابہ ہوگی۔ مگر جس قسم کے دعویٰ مرزا قادیانی نے کئے یہ ہرگز نہ کریں گے۔ الغرض اُمت محمدیہ میں ولایت اور نبوت کے مشابہ کمالات ہوں گے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کتاب العلم ج ۲ ص ۹۸) یہ ظاہر ہے کہ انبیاء کا ترکہ مال و دولت نہیں ہوتا یہی عظمت اور بزرگی اور علم اُن کا ترکہ ہے اس لئے حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ انبیاء کی شان اور عظمت اور ہدایت وعلم علماء کو ملتی ہے۔ جب علماء امت کی شان انبیاء کی شان سی ہوئی تو جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد انبیاء کے ہونے سے حضرت موسیٰؑ کی عظمت معلوم ہوتی ہے اسی طرح یہاں علمائے کاملین سے آپؐ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ البتہ یہ فرق ہے کہ حضرت رحمۃ اللعالمینؐ کو مان کر پھر کسی بزرگ اور عالم کے نہ ماننے سے دائمی عذاب کا مستحق نہیں ہوسکتا اور حضرت موسیٰؑ کو مان کر ان کے بعد کے نبی کو نہ ماننے سے عذاب دائمی کا مستحق ہے۔ مثلاً یہود حضرت موسیٰؑ کو مانتے ہیں، مگر حضرت عیسیٰؑ کے نہ ماننے سے کافر ہیں۔ اس فرق سے حضرت رحمۃ اللعالمینؐ کی شان بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ دوسری حدیث سے تو علمائے کاملین کی بہت ہی بڑی عظمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اُن کی فضیلت کو حضور انور ﷺ اپنی فضیلت کے مشابہ فرماتے ہیں۔

اب خیال کرنا چاہئے کہ اس فضیلت کی کیا انتہا ہے۔ اللہ اکبر یہ خیال کہ اگر نبوت ختم ہوجائے تو خداتعالیٰ کی صفت کلام معطل[1] ہوجائے گی جاہلانہ خیال ہے ذرا غور کرو کہ خدائے تعالیٰ کی ذات پاک ازلی و ابدی ہے۔ اسی طرح اُس کی صفات ازلی و ابدی ہیں اور انسان کا وجود اور اس نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا، جن کی نبوت کو آٹھ نو ہزار برس سے زیادہ نہیں ہوا۔ اس سے پہلے

(بقیہ حاشیہ) جس کی وجہ سے العلماء ورثۃ الانبیاء اور علماء امتی کانبیا بنی اسرائیل۔ کہا جاسکے مگر نبوت کا وہ خاص درجہ جس کی وجہ سے اُس کا منکر کافر ہوجاتا ہے۔ کسی کو نہیں دیا جائے گا اور اس کی وجہ وہی ہے کہ آپؐ کی شان رحمت کے منافی ہے۔

[1] یہ شبہ بعینہ وہی ہے جو دہریہ و قائلین قدم عالم کرتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اس لئے کہ عالم حادث ہو تو تعطل باری لازم آئے گا۔ یعنی عالم کے وجود کے قبل خدا معطل تھا اور تعطل باری محال ہے اس لئے عالم قدیم ہے۔

نبوت کا سلسلہ نہ تھا اس وقت اس کی صفت کلامیہ کا کیا حال تھا۔ اگر اس نبوت کے ختم ہوجانے سے اُس کی صفت کا معطل ہوجانا لازم آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے تو اس نبوت کا سلسلہ ہی نہ تھا تو اس خیال کے بموجب اُس غیر متناہی زمانے میں خدائے پاک کی یہ صفت معطل رہی (معاذ اللہ) مگر اس خیال کی بنیاد محض نادانی اور ناواقفی ہے۔ خدا کے مقربین فرشتے ہیں جن سے وہ ہمیشہ کلام کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا اس کے علاوہ خدا کی مخلوق کا احاطہ انسان نہیں کرسکتا۔ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلاَّ قَلِیْلاً (بنی اسرائیل ۸۵) اُس کا ارشاد ہے پھر بھی یہ نہیں معلوم کہ اُس کا کلام کس کس طرح ہوتا ہے اور کون کون بندے اُس سے ممتاز ہوتے ہیں۔ انسان کا علم اس کو احاطہ نہیں کرسکتا مگر اس قدر کہتے ہیں کہ اُس کے مخصوص فرشتے اور خاص خاص اولیاء اللہ اس کے خطاب اور کلام سے ممتاز ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اس کے لئے رسالت اور نبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بیان کے بعد برادران اسلام کی خیر خواہی اس پر آمادہ کرتی ہے کہ اس رسالہ کے پہلے دو حصوں میں مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی جو دلیلیں صراحتاً یا ضمناً بیان کی گئی ہیں۔ اُن کو مستقل طور سے دوسرے پیرایہ سے طالبین حق پر ظاہر کروں اور اس کی ضرورت اس لئے زیادہ ہے کہ بعض دلیلیں اُن حصوں میں ایسی لکھی گئی ہیں کہ ہر ایک شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کوئی مستقل دلیل ہے، بلکہ ضمنی بات خیال کرے گا۔

پھر مرزائی حضرات بھلا اس طرف کیا توجہ کریں گے اور کیا سمجھیں گے؟ جو دلائل صاف طور سے مذکور ہوچکے ہیں۔ انہیں ذکر کرنا اس لئے ضرور ہے کہ ان کے جواب میں مرزا قادیانی نے یا ان کے خلیفہ صاحب نے یا کسی دوسرے مرزائی نے جو کچھ کہا[۱] ہے اس کی حالت کو خوب روشن کر کے دکھایا جائے تاکہ مرزا قادیانی کے دعوے کی غلطی بندگان خدا پر آفتاب کی طرح روشن ہوجائے اور جو سچائی کے طالب ہیں انہیں حق کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ رہے۔

۱؎ چنانچہ مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی (ص ۳۹۰ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) میں لکھتے ہیں کہ ’’اس امت کے بعض افراد مکالمہ اور مخاطبہ الٰہی سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔‘‘

مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی روشن دلیلیں

پہلی دلیل قرآن مجید کی صریح اور متعدد صحیح حدیثوں سے ثابت کر کے دکھادیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ[۱] کیا اور اُن کے مریدین اُنہیں نبی مانتے ہیں اور اُن کے خاص اخباروں میں اُنہیں خاتم الانبیاء جلی قلم سے لکھا جاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی

---

[۱] مرزا قادیانی کی اکثر باتیں پیچدار ہوتی ہیں۔ صادقوں کی سی صفائی کسی بات میں نہیں ہے۔ اسی طرح اس دعویٰ میں بھی اُن کے اقوال متعارض ہیں۔ یہاں اُن کے بعض اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے اُن کا دعویٰ ثبوت ظاہر ہے یہ اقوال تین طرح کے ہیں۔ ایک یہ کہ صاف طور سے وہ اپنے رسول ہونے کے الہامات بیان کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بعض اولوالعزم انبیاء سے اپنے آپ کو افضل کہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ وہ اپنے منکر کو کافر اور مستحق سزا سمجھتے ہیں۔ پہلے طریق کا اثبات بعض الہامات مرزا قادیانی نے (الاستفتاء ص ۸۷ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۵) کے خاتمہ میں نقل کئے ہیں۔ اُن میں یہ الہام بھی ہے (۱)انک لمن المرسلین علی صراط المستقیم بلا شبہ تو رسولوں میں ہے۔ سیدھے راستے پر یہ بعینہ ویسا ہی الہام ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی نسبت قرآن مجید میں کیا گیا کوئی فرق نہیں ہے۔ اس قول سے نہایت تاکید کے ساتھ ویسے ہی رسالت ثابت ہوتی ہے جیسے جناب رسول اللہ ﷺ کی (۲) رسالہ (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱) میں ہے، ''سچا خداوہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' دیکھا جائے کہ کس صفائی سے دعویٰ رسالت ہے۔ اس قسم کے بہت اقوال ہیں۔ حقیقۃ الوحی اور اعجاز احمدی وغیرہ ملاحظہ کیا جائے۔ دوسرے طرز کے اثبات میں اُن کے اقوال ملاحظہ کئے جائیں۔ (۱)(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) میں ہے۔ ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام

نص قطعی اور صحیح حدیثوں کے بموجب مرزا قادیانی کاذب ٹھہرے۔ اس کا خوب خیال رہے کہ یہاں نبی سے مراد وہی نبی ہے جسے قرآن و حدیث میں نبی کہا ہے۔ جس کے انکار سے مسلمان کافر ہوجاتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح سے یہاں بحث نہیں ہے اصطلاحی نبی کے منکر کو حضرات صوفیہ نے کافر نہیں کہا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت معین الدین چشتیؒ جو نہایت عالی مرتبہ بزرگوں میں گزرے ہیں جن کے نشانات اور مکاشفات نہایت کثرت سے ہیں۔ اُن کے منکر کو بھی کسی نے کافر نہیں کہا مگر مرزا قادیانی تو اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور اُن کے خلیفہ اور بیٹے کا بڑا زور ہے کہ مرزا قادیانی کے منکرین سب کافر ہیں۔ البتہ ''بعض مرزائی'' اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے ہیں مگر کسی مرزائی ذی علم کی زبان سے یا قلم سے یہ جملہ نکلنا بجز کسی پالیسی کے نہیں ہوسکتا کیونکہ مرزا قادیانی اور اُن کے خلیفہ کے صریح اقوال اور تمام

(بقیہ حاشیہ) احمد رکھا۔'' (۲) پھر اس میں کہتے ہیں۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ۱۸ ص ۲۴۰) (۳) اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ...... عیسیٰ کجا است تابہ نہد پابہ منبرم۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰) ملاحظہ کیا جائے کہ مرزا قادیانی نے اس پر بس نہیں کی کہ اپنی فضیلت ایک اولوالعزم نبی پر ثابت کرتے، بلکہ ایسے ذی شان رسول کی تحقیر کرنے لگے۔ جن کے قلب میں ایمان ہے وہ اس شعر کے دوسرے مصرعہ پر غور کریں کہ کیسی بے ادبی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں۔ حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کا تو ارشاد تعلیم ادب کی غرض سے یہ ہے کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو اور مرزا قادیانی نہایت زور سے اپنی ہر شان کو حضرت مسیح سے افضل کہہ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں۔ جب اُن کا یہ دعویٰ ہے تو پھر اس کہنے کے کیا معنی کہ اُنہیں نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ ظلی نبوت اور شعبہ نبوت کا دعویٰ ہے۔

بھائیو! جب حضرت مسیح جو اولوالعزم انبیاء ہیں جن کا مستقل رسول خدا ہونا قرآن کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جن کی شان میں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ (آل عمران۔ ۴۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُن سے مرزا قادیانی اپنے آپ کو ہر طرح افضل بتاتے ہیں۔ تو پھر نہایت ظاہر ہے کہ مستقل رسالت کا دعویٰ ہے۔ بلکہ بعض اولوالعزم انبیاء سے بھی بڑھا ہوا اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں۔ اب کسی وقت ظلی اور بروزی کہہ دینا اور حقیقی نبوت سے انکار کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت اُن کے نبی

مرزائیوں کے افعال اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو مرزائی نہیں ہیں۔ مسلمان نہیں جانتے ملاحظہ کیا جائے کہ جو غیر احمدی حضرات کو کافر کہنے سے انکار کرتے ہیں وہ کسی وقت غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ جس مقام پر دو چار مرزائی ہوں اور عید کی نماز ہو اس وقت بھی وہ ہزاروں کی جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھتے ہیں اور پھر اس قدر اصرار ہے کہ حاکم وقت سے استغاثہ کرتے ہیں اور باہم لڑتے ہیں۔اس بات پر کہ ہم اپنی جماعت علیحدہ کریں گے۔ اُن کی جماعت کا کیسا ہی فاسق و فاجر ہو اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ غیر احمدی کو بیٹی دینا بالکل حرام سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔''یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر و مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۸ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۶۴)

اب جو شخص اس قول پر عمل کر رہا ہے اور اس کے خلاف وہ کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں کرتا تو بالضرور وہ غیر احمدیوں کو کافر جانتا ہے۔ مسلمان اگرچہ فاسق ہو مگر

(بقیہ حاشیہ) ہونے پر اعتراض کیا جائے۔ کہہ دیا جائے کہ ہم حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ تیسرے طرز کا ثبوت مرزا قادیانی کے فرزند محمود احمد کا رسالہ تشحیذ الاذہان جلد۶ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ھ دیکھا جائے۔ اُس میں نہایت زور کے ساتھ مرزا قادیانی کے صریح اقوال سے ثابت کیا ہے کہ دنیا میں ۲۳ کروڑ بلکہ ۴۰ کروڑ مسلمانوں میں سے جس نے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو نہیں مانا وہ کافر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی ایک عبارت اس میں یہ ہے۔

ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے، اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔'' (تذکرہ ص ۶۰۷ طبع سوم) اسی طرح ان کی آخری کتاب حقیقۃ الوحی سے بھی ظاہر ہے۔ الغرض اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور اب اُن کے خلیفہ کا بھی یہی قول ہے اور یہ عقیدہ اجماعیہ ہے کہ کسی شخص کے انکار سے کافر نہیں ہوتا۔ جب تک وہ خدا کا رسول نہ ہو اور جب مرزا قادیانی نے اپنے منکر کو کافر کہا تو نہایت صفائی سے اپنے رسول مستقل ہونے کا دعویٰ کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے منکر ہوئے اب اس کے خلاف کوئی قول ان کا پیش کرنا خود اُنہیں اور اُن کے خلیفہ اور اُن کے بیٹے کو جھوٹا کہنا ہے۔ اس میں خوب غور کرو۔

اس کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی حرام نہیں ہے۔ جو اخبار خلیفۃ المسیح کے دربار سے نکلتا ہے۔ اُس میں صاف لکھا ہے کہ جو غیر احمدی کو اپنی بیٹی دے وہ احمدی نہیں ہے۔ یہ باتیں نہایت صفائی سے شہادت دے رہی ہیں کہ تمام مرزائی مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں[۱] کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر بعض حضرات کسی مصلحت سے اپنے خیال اور عقیدہ کے خلاف ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ غیر احمدی کو کافر نہیں کہتے۔ اُن کی خلاف گوئی کی نہایت ظاہر وجہ یہ ہے کہ تمام مرزائی مرزا قادیانی پر ایمان لائے ہیں۔ اُنہیں نبی اور مسیح موعود مانتے ہیں اور مرزا قادیانی اپنی آخری کتاب میں اپنے کسی مرید کا سوال نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

سوال ٦: حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب: یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ۔ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر

---

[۱] اب ماہ مارچ ۱۹۱۴ء سے مرزا قادیانی کے جانشین اُن کے بیٹے میاں محمود احمد ہوئے ہیں، جنہوں نے اپنے خاص رسالہ میں تمام دُنیا کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ جو مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے۔ رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء ملاحظہ ہو

افتراء کرنے والا، دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے۔ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں خود فرماتا ہے۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ الخ

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

بنظر انصاف دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی اصل سوال کا جواب نہیں[1] دیتے بلکہ مختلف طور سے اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں۔ چونکہ سائل کا یہ خیال ہے کہ جو مرزا قادیانی کی تکفیر کرتا ہے۔ تو بمقتضائے حدیث شریف کے وہ خود کافر ہوجاتا ہے اور جو تکفیر نہیں کرتا صرف منکر ہے۔ اُسے کافر نہ ہونا چاہئے اس لئے مرزا قادیانی اُس کے خیال کو غلط ٹھہرا کر یہ کہتے ہیں کہ کافر کہنے والے اور انکار کرنے والے دونوں کافر ہیں کیونکہ جو میرا منکر ہے وہ مجھے مفتری علی اللہ سمجھتا ہے اور ایسا مفتری بہت بڑا کافر ہے۔ غرض کہ جو میرا منکر ہے وہ بھی مجھے کافر سمجھتا ہے اور چونکہ میں مفتری نہیں ہوں اس لئے وہ خود کافر ہوجاتا ہے۔ دوسری وجہ اس کے کفر کے علاوہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ یعنی جو میرا منکر ہے وہ خدا اور رسول کا بھی منکر ہے۔ غرضیکہ اس جواب سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور کافر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ منکر امام ہیں بلکہ اُسے منکر خدا اور رسول کہتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی صاف

---

[1] کیونکہ سوال کا حاصل یہ ہے کہ پہلے بہت رسالوں میں آپ نے تمام اہل قبلہ کو مسلمان ٹھہرایا ہے۔ خواہ آپ کا منکر ہو یا نہ ہو اور اب آپ اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ یعنی آپ کے کلام میں تناقض ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کا جواب کچھ نہیں دیا۔ اگر منکر اور کافر سے مراد منکر امام ہوتا اور مسلمان نہ ہونے سے مراد یہ ہوتا کہ کامل مسلمان نہیں ہے تو سوال کا نہایت آسان جواب یہ ہوتا کہ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ کوئی اہل قبلہ کافر نہیں ہے اور اپنے نہ ماننے والے کی نسبت جو میں نے یہ لکھا ہے کہ وہ مسلمان نہیں اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کامل الایمان نہیں ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا۔ اس سے بخوبی ظاہر ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی بجز اپنے ماننے والوں کے تمام اہل قبلہ کو کافر سمجھتے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ جو مجھے نہیں[۱] مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

الغرض یہ یقینی طور سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کو نبوت مستقلہ کا دعویٰ ہو اس لئے ضرور ہے کہ جو حضرات مرزا قادیانی پر ایمان لائے ہیں وہ مرزا قادیانی کو نبی اور اُن کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور جب قرآن مجید کی نص صریح اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس لئے مرزا قادیانی کا دعویٰ خدا اور رسول کے کلام سے غلط ثابت ہوا اور یہ ایسی غلطی ہے کہ کوئی ذی علم سچائی سے اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

دوسری دلیل: فیصلہ کے حصہ ۲ کی تمہید میں مرزا قادیانی کے رسالہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کا ذکر کر کے یہ دکھایا ہے کہ ان رسالوں کو معجزہ کہنا محض غلط ہے۔ اس حصہ میں اس دعویٰ کی غلطی ظاہر کرنے کے بعد یہ دکھایا جائے گا کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ اُن کے کاذب ہونے کی بیّن دلیل ہے اور ایک طریقہ سے نہیں بلکہ کئی طریقوں سے۔

اہل حق غور سے ملاحظہ کریں۔ ان دونوں رسالوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جس طرح قرآن مجید جناب رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپؐ نے عرب وعجم کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اس کے مثل لاؤ اور پھر یہ کہہ دیا کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ کوئی اس کے مثل نہ لا سکا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے یہ دو رسالے پیش کئے ایک نظم اور دوسرا نثر اور ایسا ہی دعویٰ کیا اور کوئی ان دونوں کے مثل نہ لا سکا۔

مناظرہ مونگیر کی کیفیت میں جو اُنہوں نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیتیں پیش کی ہیں۔ اُن میں وہ آیت بھی پیش کی ہے جو رسول اللہ ﷺ

---

[۱] ناظرین مرزا قادیانی کے اس قول پر نظر رکھیں۔ اس میں بھی مرزا قادیانی کامل نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ کیونکہ جس کے نہ ماننے سے خدا اور رسول کا انکار لازم آئے یہ شان مستقل سچے رسول کی ہے۔

نے اپنے رسالت کے دعویٰ میں پیش کی تھی یعنی آیت وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا۔ اب راست باز حق پسند حضرات کامل طور سے متوجہ ہوں۔ اس کے جواب میں کئی باتیں میں کہنا چاہتا ہوں۔

(۱) پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا مقصد اس دعویٰ سے یہ تھا کہ اس وقت اہل عرب فصاحت و بلاغتِ کلام میں اعلیٰ درجہ کا کمال رکھتے تھے اور شب و روز اُنہیں فصیح و بلیغ نظم ونثر لکھنے کا مشغلہ تھا اور مضامین لکھ کر ایک دوسرے پر فخر ومباہات کیا کرتے تھے اور دوسرے ملک کے لوگوں کو عجم کہتے تھے۔ یعنی بے زبان گونگے اس لئے ایسے وقت اور ان کاملین فصحاء کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص دعویٰ کرے جو معمولی طور سے بھی کچھ پڑھا لکھا نہ ہو اور پھر وہ فصحائے عرب جن کی حالت ابھی بیان کی گئی۔ اس کے جواب سے عاجز ہوجائیں یہ البتہ بدیہی طور سے نہایت عظیم الشان معجزہ ہے۔ پھر اس کا معجزہ ہونا ایک طور سے نہیں ہے، بلکہ کئی طور سے ہے۔ اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا کوئی فصیح و بلیغ ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا۔ اس کے مضامین ایسے عالی اور باعث ہدایت عالم ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا رفارمر اور مقنّن ایسی کامل ہدایت کی باتیں اور پبلک کیلئے مفید قانون نہیں بنا سکتا اور پھر وہ قانون بھی ایسا ہو جو کسی وقت لائق منسوخ ہونے کے نہ ہو۔ یہ صفت صرف قرآن مجید ہی میں ہے اور اس کا اقرار بڑے بڑے عقلاء مخالفین اسلام نے بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا یہ دعویٰ کسی وقت اور کسی شخص سے خاص نہیں ہے۔ یعنی کوئی شخص خود لکھ کر پیش کرے یا کسی دوسرے کا لکھا ہوا ہو اور کسی وقت کا لکھا ہوا ہو وہ سامنے لائے یا آئندہ کوئی لکھے مگر اس وقت اہل زبان نہ اپنا کلام پیش کر سکے نہ اپنے کسی گذشتہ بزرگ کی تحریر اس کے مثل دکھا سکے اور اب تیرہ سو برس سے زیادہ ہوگیا مگر کوئی مخالف اُس کے مثل نہ لا سکا۔

(۲) الغرض امور ذیل کی وجہ سے قرآن مجید معجزہ بیّنہ قرار پایا۔

(۱) ایسے انسان کی زبان سے نکلا جو معمولی طریقہ سے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے امی کہلاتے تھے۔

(۲)جس زبان میں قرآن مجید لکھا گیا۔ دعویٰ کے وقت اُس کی فصاحت و بلاغت انسانی کمال کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوئی تھی۔

(۳)اُس ملک کے رہنے والوں کو اس وقت اپنی زبان میں کمال پیدا کرنے کا نہایت شوق ہی نہ تھا۔ بلکہ اُسے مایۂ فخر سمجھتے تھے۔

(۴)پھر یہ کہ خیالی شوق ہی نہ تھا بلکہ اس کمال کو حاصل کرتے تھے اور نظم و نثر لکھنا اُن کا مشغلہ تھا۔

(۵)اس تحصیل کمال کے ساتھ اُن کے دماغ میں کبر بھی تھا کہ ہر ایک دوسرے کو اپنے سے زیادہ کمال میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور اپنی عمدہ نظم و نثر دعویٰ کے ساتھ عام جلسوں میں پڑھتے تھے اور بعض وقت یہ دعویٰ بھی کرتے تھے کہ کوئی اُس کے مثل لائے جس وقت حضور انور ﷺ پر قرآن پاک کا نزول شروع ہوا ہے۔ اس وقت اس قسم کے سات قصیدے سات شخصوں کے لکھے ہوئے خانہ کعبہ پر لٹکے ہوئے تھے اور جب قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو دیکھا تو وہ قصائد اتار لئے گئے۔ اس بنیاد پر کہ قرآن مجید نے اُن کی فصاحت و بلاغت کو گرد آلود کر دیا۔ اب وہ اس لائق نہ رہے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں انہیں خانہ کعبہ پر لٹکا کر اُن پر دعویٰ کیا جائے۔ ایسے وقت میں اُن عربوں کے مقابلہ میں جن کا مایۂ ناز فصیح و بلیغ عبارت کا لکھنا تھا قرآن مجید کا یہ دعویٰ پیش ہوا اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ تم ہرگز نہ لا سکو گے۔ باوجودیکہ جواب کے لئے میدان نہایت وسیع رکھا گیا ہے۔ نہ اُس کے لئے کوئی میعاد معیّن کی تھی نہ کسی زمانہ کی تخصیص تھی کہ آئندہ کوئی لکھے۔ گذشتہ کا لکھا ہوا نہ ہو بلکہ الفاظ آیت کا عموم صاف طور سے یہ مطلب بتا رہا ہے کہ تم اس کا جواب لکھ کر لاؤ۔ یا اپنے کسی استاد یا کسی گذشتہ شخص کا لکھا ہوا پیش کرو یا آئندہ کوئی کسی وقت لکھ دے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ سارے قرآن کا جواب ہو بلکہ اس کی ایک ہی سورت کا جواب لاؤ۔ غرضیکہ قرآنی تحدّی ایسی عام ہے کہ مذکورہ پانچ حالتیں اُس میں داخل ہیں۔ اب غور کیا جائے کہ اُن امور کے ساتھ اُن مخالفین عرب سے جواب کا طلب کرنا کس قدر غیظ و غضب کا باعث ہو سکتا ہے اور اپنی طبعی حالت کی وجہ

سے اُنہیں کس قدر جواب دینے کا جوش ہوا ہوگا مگر چونکہ کلام کی فصاحت و بلاغت میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے اپنے تئیں عاجز سمجھے اور نہ خود جواب دیا اور نہ کسی دوسرے کا کلام پیش کیا اور عاجز رہے۔ اس لئے قرآن مجید معجزہ باہرہ اور اعجاز پیٹہ ٹھہرا اور اُس کے اعجاز میں کسی طرح کا شبہ نہ رہا اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دعویٰ کی صداقت میں اُسے پیش کیا۔

(۳) اب مرزا قادیانی کے دعویٰ پر نظر کی جائے اور بتایا جائے کہ یہ چھ باتیں جو قرآن مجید کے دعویٰ کے وقت تھیں۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ کے وقت اُن میں سے ایک بات بھی تھی؟ ہرگز نہیں مرزا قادیانی امی نہ تھے۔ اچھے لکھے پڑھے تھے اور اُن کے مقابل کے علماء جن میں اُن کا نشوونما ہوا تھا۔ اُنہیں عربی عبارت لکھنے کا شوق تو کیا توجہ بھی نہ تھی اور یہ تو بڑی بات تھی کہ کمال درجہ فصیح و بلیغ عبارت لکھنے کا خیال ہو اور لکھنے کا مشغلہ رکھتے ہوں۔ ایسی حالت میں اگر کسی ذی علم کو عربی ادب سے طبعی مناسبت ہو تو تھوڑی توجہ سے وہ ایسی عبارت لکھ سکتا ہے کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے۔ خصوصاً جس وقت یہ لکھنے والا دوسروں کے لئے میعاد مقرر کر دے اور وہ میعاد بھی اس قدر کم ہو کہ مشاق لکھنے والے کو بھی لکھنا اور چھپوا کر بھیج دینا اس کی وسعت سے باہر ہو نہایت ظاہر ہے کہ اگر ایسی حالت میں کوئی جواب نہ دے تو اس شخص کی عربی تحریر معجزہ کسی طرح نہیں ہوسکتی بلکہ جواب نہ لکھنے کے متعدد وجوہ ہوسکتے ہیں۔ مثلاً علماء کو عربی تحریر کی طرف توجہ نہیں ہے۔ اسلئے نہیں لکھا، یا یہ کہ لکھنے کی میعاد اس قدر کم رکھی گئی تھی کہ اس میں لکھنا اور چھپوا کر بھیجنا ممکن نہ ہو اور میعاد کے بعد بھیجنا بیکار سمجھے اس لئے نہیں لکھا یہ ایسی بدیہی باتیں کہ کوئی صاحب عقل ان کا انکار نہیں کرسکتا۔

یہ پہلی وجہ ہے مذکورہ رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی اور نہایت سچی اور قوی وجہ ہے۔

(۴) میرے بیان سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کے وقت ہندوستان میں عربی تحریر کا مذاق کسی ذی علم کو نہ تھا۔ مرزا قادیانی اس فن میں اس

وقت کے لحاظ سے اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ میری یہ غرض ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اکثر اہل علم کے لحاظ سے کہا ہے کہ انہیں عربی نظم ونثر کی طرف توجہ نہیں تھی۔ جن حضرات کو عربی تحریر کا مذاق ہے اور عربی نظم ونثر میں کسی قدر کمال رکھتے ہیں یا رکھتے تھے۔ وہ مرزا قادیانی کی نظم ونثر سے بدر جہا زائد عمدہ عبارت لکھتے تھے اور اب لکھ سکتے ہیں۔ اُن کی توجہ نہ کرنے کی نہایت روشن وجوہ بھی موجود ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ توجہ وہ ذوق جو اہل عرب کو اس وقت تھا وہ اس وقت کسی کو نہیں ہے اور نہ اس طرح کا مشغلہ کسی کا سنا گیا۔ جیسا کہ اہل عرب کو تھا مگر اس فن میں ایک حد تک کمال رکھنے والے موجود ہیں اور اس وقت بھی موجود تھے۔ مگر نہایت ظاہر ہے کہ اہل کمال جسے اُس فن میں لائق نہیں سمجھتے اُس کی تحریر کو رڈی کی طرح پھینک دیتے اور اس طرح توجہ کرنے کو وہ ننگ وعار سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے توجہ نہ کی، یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کے باطل کرنے کے لئے لکھنا ضرور تھا۔ صرف اس لئے لکھتے کہ مخلوق اس غلطی میں پڑنے سے بچے یہ کہنا میرے خیال میں کسی قدر صحیح ہے۔ مگر اس پر نظر کرنا ضروری ہے کہ یہ توجہ اسی وقت ہوسکتی ہے کہ علماء کے قلب میں مرزا قادیانی کی اور ان کے دعویٰ کی کوئی وقعت ہوتی یا اُنہیں یہ خیال ہوتا کہ ایسے بے سرو پا دعویٰ سے کوئی گمراہ ہوگا اور جو گمراہ ہونے والے ہیں وہ ہر طرح ہوں گے۔ نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے عظیم الشان دعوے غلط ثابت کر دیئے گئے۔ پھر کسی ماننے والے نے اُسے مانا۔ ہرگز نہیں ایسا ہی ان رسالوں کے جواب کے بعد ہوتا۔ ہندوستان کے ادیب اور اہل کمال کے نزدیک مرزا قادیانی کی جو وقعت ہے وہ ذیل کے دو شاہدوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔ (۱) ہندوستان میں عربی کے ادیب مولوی شبلی صاحب نعمانی مشہور ہیں۔ ان سے ان دونوں رسالوں کی حالت دریافت کی گئی وہ لکھتے ہیں۔ ’’قادیانی کو عربیت سے مطلق مس نہ تھا۔ ان کا قصیدہ اور تفسیر فاتحہ میں نے خوب دیکھی ہے۔ نہایت جاہلانہ عبارت ہے۔ مصر کے مشہور رسالے نے لوگوں کے اصرار سے اس کی غلطیاں بھی نہایت کثرت سے دکھائی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ عربیت اس قدر مفقود ہے کہ قادیانی کو ایسی جرأت ہوسکی۔‘‘ ۵ جولائی ۱۹۱۱ء کا یہ خط ہے۔ (۲) مولوی حکیم شاہ محمد حسین صاحب

الہ آبادی بھی مشہور عالم ہیں انہیں بھی عربی ادب سے پورا مذاق تھا۔ ان سے کہا گیا کہ اعجاز المسیح کا جواب لکھئے۔ انہوں نے رسالہ کو دیکھ کر کہا کہ اس کا جواب کیا لکھوں؟ جس کتاب میں نہ عمدہ مضامین ہوں نہ اُس کی عبارت فصیح و بلیغ ہو۔ اس کے جواب میں کون ذی علم اپنے اوقات عزیز کو خراب کر سکتا ہے۔ اگر مضامین کچھ عمدہ ہوتے یا عبارت ہی فصیح و بلیغ ہوتی تو اُس کے جواب دینے میں دل لگتا۔ غرض کہ کوئی ادیب ذی علم تو اس کو عمدہ اور فصیح بھی نہیں کہہ سکتا اور معجزہ کہنا تو عظیم الشان بات ہے اور جن میں یہ مادہ ہی نہیں ہے کہ عمدہ مضامین اور معمولی باتوں اور فصیح اور غیر فصیح عبارت میں تمیز کر سکیں یا مرزا قادیانی کی محبت نے اُن کے عقل و تمیز کو کھو دیا ہے۔ اُن کے لئے اگر سو(۱۰۰) جواب لکھے جائیں گے تو وہ ہرگز نہ مانیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی متعدد باتوں میں تجربہ ہو رہا ہے۔ کیسے کیسے صریح اقوال انہیں کی زبان سے نکلے۔ انہیں کے قلم سے لکھے ہوئے اُن کے کاذب ہونے کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر سوائے بیہودہ باتیں بنانے کے کچھ نہیں کرتے۔ پھر ایسے حضرات کی خیر خواہی میں محنت کرنا بیکار ہے۔ جواب نہ لکھنے کی یہ وجہ دوسرے حصہ میں لکھی گئی ہے۔ حق پسند حضرات دیکھیں کیسی معقول وجہ ہے۔ اس کے جواب میں حضرات مرزائی دم نہیں مارتے مگر یہ کہتے ہیں کہ کسی نے جواب نہیں دیا۔ اے جناب اگر جواب نہیں دیا تو اس سے اعجاز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان رسالوں کی کمال حقارت ثابت ہوتی ہے کہ ایسے اہل کمال کے لائق توجہ نہیں ہیں۔ ان شہادتوں کے علاوہ حق پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ ان رسائل کو مصر کے فصحائے اہل زبان نے بھی نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور اُس کی عبارت کی غلطیاں کثرت سے ظاہر کیں۔ (مصر کا مشہور رسالہ المنار ملاحظہ کیا جائے) جس سے بالیقین ظاہر ہو گیا کہ ماہرین ادب کے نزدیک ان رسالوں کی تحریر فصیح و بلیغ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اُس سے ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ صرف و نحو کے قواعد کی رو سے عبارت صحیح ہو وہ بھی نہیں ہے اور جب فصاحت و بلاغت کے درجہ سے بھی گری ہوئی ہے تو اعجاز کی حد تو بہت بلند ہے۔ وہاں تک کیونکر پہنچ سکتی ہے اس پر علاوہ یہ ہے کہ اُن کے مضامین بھی عالی اور مفید نہیں ہیں کہ اُن کی عمدگی کی وجہ سے اُن کی طرف

توجہ ہو جب ان رسالوں کی یہ حالت ہے تو انسانی نیچر کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی لچر تحریر کی طرف اہل کمال کی توجہ نہ ہو۔ اگرچہ ناواقف کیسا ہی عمدہ اسے سمجھے مگر اہل کمال اُس کی طرف توجہ کرنا عار سمجھتے ہیں۔ اس لئے اُن رسالوں کی طرف کسی ذی علم صاحب کمال نے توجہ نہ کی یہ ایسی روشن وجہ ہے کہ کوئی حق پسند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ (مگر اس کے باوجود متعدد جوابات عربی نظم و نثر میں لکھے گئے اس پر مستقل جلد احتساب قادیانیت کی قارئین آئندہ ملاحظہ کریں گے۔ انشاء اللہ فقیر اللہ وسایا)

یہ دوسری وجہ ہے۔ ان رسالوں کے جواب نہ لکھے جانے کی۔

اب انہیں معجزہ خیال کرنا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ جب یہ رسالے فصیح و بلیغ نہ تھے تو اُن کا جواب لکھنا زیادہ آسان تھا۔ پھر کیوں نہ جواب لکھا گیا سخت نادانی ہے۔ افسوس ہے کہ جو مرزا قادیانی کے معتقد ہو گئے ہیں۔ان کی عقل کی حالت بعینہ ایسی ہوگئی ہے جیسا تثلیث پرست عیسائیوں کی کہ دنیا کی باتوں میں اگرچہ وہ کیسے ہی دانشمند اور ذی رائے ہیں۔ مگر تثلیث کے ماننے پر نجات کو منحصر جانتے ہیں اور کیسی یقینی اور روشن دلیلوں سے اُسے غلط ثابت کیا گیا اور کیا جاتا ہے مگر وہ اپنے غلط اعتقاد سے نہیں ہٹتے۔ اسی طرح مرزائیوں کا حال ہے کہ مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی کیسی روشن اور کھلی کھلی دلیلیں پیش ہورہی ہیں۔ مگر ایک نہیں سنتے اگر کسی کو شبہ ہو اور کسی مرزائی نے کوئی لچر اور مہمل سی بات اُس کے جواب میں کہہ دی اُسے فوراً ماننے لگتے ہیں اور اہل حق کیسی ہی سچی اور محقق بات کہے مگر وہ خیال بھی نہیں کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کمال کا نیچرل اقتضا یہ ہے کہ ایسی تحریر کی طرف اُن کی توجہ نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اُس طرف توجہ کرنے کو عار سمجھتے ہیں۔ پھر وہ حضرات کیوں قلم اٹھانے لگے یہی مانع ہے۔ جس کو مرزا قادیانی نے عوام کے خوش کرنے کے لئے الہام کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ اس بے توجہی سے اُن رسالوں کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ کمال درجہ کی اُن کی بے وقعتی ثابت کرتا ہے کہ اہل کمال نے انہیں نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور قابل توجہ نہ سمجھا۔

(۵) اس کے علاوہ اہل کمال صاحب قلب اُن کے طول طویل متضاد تحریروں کو دیکھ کر اور اُن کے اثر میں ظلمت قلب کا معائنہ کر کے اُن کی تحریروں سے اجتناب کرتے ہیں اور بعض تو انہیں مجنوں ہی خیال کرتے ہیں اور جو کوئی اُن کے جواب کی طرف توجہ کرے اُسے روکتے ہیں۔ چنانچہ مولف سوانح احمدی ص ۳۳۷ میں لکھتے ہیں۔ ''جب یہ کتاب چھپ رہی تھی اس وقت ایک بزرگ باشندہ پنجاب جو پہلے مجددِ وقت ہونے کے دعوے دار تھے اور اب جھٹ پٹ ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے اعتقاد قدیم کے دیکھ کر مجھ کو بھی تعجب ہوا تھا مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے۔ اُس کا ثانی آج تک کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ اُن بزرگ کا یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھ کو قبول کرو۔ ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک دیوانہ آدمی یہ کہے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعویٰ کے ثبوت میں میرے پاس موجود ہیں اور فلاں فلاں حکیم اور مولوی نے میرے دعویٰ کو تسلیم کر لیا ہے۔

اے ناظرین صاحب بصیرت! مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے۔ اُس کو اپنے ثبوت میں دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ مدعی اگر دراصل مسیح موعود ہے تو عنقریب اُس کے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار اور مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویدارانِ نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مار کے تھوڑے دنوں کے بعد خود ہلاک ہوجائے گا اور ہزارہا[1] مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کر جائے گا۔ انتہیٰ مختصراً

طالبین حق غور فرمائیں کہ مخصوص علماء کا یہ خیال ہے، پھر وہ مرزا قادیانی کے اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کی طرف کیوں توجہ کریں گے اور یہ بے توجہی کسی دانشمند کے نزدیک ان کے اعجاز کا باعث نہیں ہوسکتی۔

الحاصل یہ تیسری وجہ ہے ان رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی۔

---

[1] مؤلف سوانح کی یہ پیش گوئی نہایت صحیح ثابت ہوئی۔

(۶) چونکہ کیفیت مناظرۂ مونگیر میں قادیانی حضرات نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ثبوت میں وہ آیت پیش کی تھی جو قرآن مجید میں حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کے ثبوت نبوت میں پیش کی گئی ہے اس لئے میں نے اعجاز المسیح کے جواب میں دو کتابیں پیش کی تھیں۔ (ایک) مدارج السالکین (دوسری) اعجاز البیان۔

یہ دو کتابیں سورۂ فاتحہ کی[1] عربی تفسیر میں پہلی تفسیر دو جلدوں میں اور دوسری ایک جلد میں مگر ۳۵۰ صفحوں میں ہے اور ہر صفحہ میں ۲ سطریں ہیں اور ہر سطر میں گیارہ بارہ الفاظ ہیں اور مرزا قادیانی نے جو غل مچایا ہے کہ میں نے ستر دن میں ساڑھے بارہ جز لکھ دیئے کیسا صریح دھوکے میں ڈالنا ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ ستر دن میں لکھی جب ہم تفسیر کی لکھائی دیکھ کر اُن کے ساڑھے بارہ جز کے دعویٰ کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار دلی صداقت یہی کہتی ہے کہ صریح دھوکا دے رہے ہیں کہ تخمیناً ڈھائی جز کو موٹے موٹے حرفوں میں لکھ کر ساڑھے بارہ جز لکھنے کا دعویٰ بڑے زور سے کیا ہے۔ جب اس حالت کو ہم معائنہ کر رہے ہیں تو ان کے اس قول پر کیونکر اعتبار کریں کہ ستر دن میں لکھی اس کی مفصل حالت ملاحظہ کر کے انصاف کیجئے چونکہ اس تفسیر کے اعلان میں دو شرطیں لگائی تھیں۔ ایک یہ کہ ستر دن میں لکھی جائے۔ دوسرے یہ کہ چار جز سے کم نہ ہو۔ اس کے بعد زیادہ قابلیت دکھانے کے لئے یہ اعلان بڑے دعویٰ سے کیا گیا کہ ہم نے اس میعاد میں ساڑھے بارہ جز لکھ دیئے اور ہمارے مخالف نے ایک ورق بھی نہ لکھا اور میرا الہام مَنَعَهُ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ سچا ہو گیا۔ اب کوئی انصاف پسند ساڑھے بارہ جز کی حالت کو دیکھے۔ اول تو رسالے کو دیکھا جائے کہ کیسے موٹے حرفوں میں لکھا گیا ہے پھر یہ کہ صفحہ میں اصل عبارت کی دس سطریں ہیں۔ اب بنظر تحقیق حق تفسیر اعجاز التنزیل مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن کی صرف لکھائی اور مقدار تحریر سے مقابلہ کیا جائے۔ اگرچہ اعجاز التنزیل بھی نہایت کشادہ لکھی گئی ہے۔ مگر اس کی اسی واضح تحریر سے اعجاز المسیح کی تحریر کا مقابلہ کیا جائے تو

---

[1] اسی طرح میں دس بارہ تفسیروں کے نام بتا سکتا ہوں جو خاص سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں لکھی گئی ہیں۔ مگر جب مقابلہ میں کوئی طالب حق راستباز نہیں ہے تو کلام کو طول دینا بیکار ہے۔

بالیقین معلوم ہوجائے گا کہ جنہیں ساڑھے بارہ جز کہا جاتا ہے وہ معمولی واضح تحریر سے تقریباً ڈھائی تین جزوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ جسے تحقیق کرنا منظور ہو وہ دونوں تفسیروں کے صفحات کے الفاظ شمار کر کے دیکھ لے اور پھر اس پر نظر کرے کہ صفحوں کی یہ مقدار صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں نہیں ہیں بلکہ شروع سے ۶۲ صفحہ تک تو تمہید ہے۔ جس میں مرزا قادیانی نے اپنی تعریف اور دوسرے علماء کی سختی کے ساتھ مذمت کی ہے۔ اس صفحہ پر پہنچ کر لکھتے ہیں وَسَمَّيْتُهُ اعجاز المسیح۔ یعنی میں نے اس کا نام اعجاز المسیح رکھا اہل علم جانتے ہیں کہ مصنفین یہ جملہ اکثر پہلے یا دوسرے صفحہ میں لکھتے ہیں مگر مرزا قادیانی نے اپنی تفسیر کے بڑھانے کو چار جز فضول باتوں میں سیاہ کر کے یہ جملہ لکھا۔ اس حساب سے اصل تفسیر کے تقریباً آٹھ ہی جز ہوتے ہیں۔ اسلئے مقتضائے دیانت یہ ہے کہ اسی آٹھ جز کا اندازہ کیا جائے، اگر اس مقدار کا اندازہ کیا جائے گا تو فاتحہ کی تفسیر میں دو سوا دو جز سے زیادہ نہ ہوگا۔ اب اس قلیل مقدار کی تحریر کو بڑے زور سے ساڑھے بارہ جز بار بار کہا جاتا ہے۔ پھر یہ ابلہ فریبی نہیں تو کیا ہے؟ خدا کے لئے خلیفہ صاحب یا اور اہل فہم کہیں تو غور کر کے انصاف سے کہیں مگر ان سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ افسوس! الغرض جب اس اعلانیہ بات میں ایسا صریح دھوکا دیا جاتا ہے تو اس کہنے پر کیونکر اعتبار کرلیا جائے کہ ستر دن میں لکھی، جو حضرات اظہار فخر کے لئے ایسی صریح ابلہ فریبی کریں اُن سے ظہور اعجاز کی امید رکھنا کسی ذی عقل کا کام نہیں ہے۔ ان دونوں تفسیروں کو میں نے اس لئے پیش کیا تھا کہ یہ دونوں تفسیریں بلحاظ عمدگی مضامین اور باعتبار فصاحت و بلاغت عبارت کے اس قدر بلند پایہ اعجاز المسیح سے ہیں کہ کوئی ذی کمال اُنہیں دیکھ کر اگر اعجاز المسیح کو دیکھے گا تو نفریں کرنے لگے گا اور پھر اُدھر نظر اُٹھا کر نہ دیکھے گا پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اسے اس قابل سمجھے کہ اس کا جواب دیا جائے۔

بھائیو! اگر کچھ علم و فہم ہے تو ان صریح اسباب میں غور کرو اور خدا سے ڈر کر انصاف سے کہو کہ جب ان رسالوں کی طرف توجہ نہ کرنے کے یہ اسباب ہیں تو اُن کے جواب نہ لکھے جانے سے اُن کا اعجاز کیونکر ثابت ہوجائے گا۔ اس کے جواب میں بعض

جہلاء یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے جواب میں ان کتابوں کو پیش کرنا مرے مردوں کی ہڈیاں اکھیڑنا ہے۔ ایسے ہی بیہودہ جوابوں کی وجہ سے کوئی ذی علم اُن کے جواب کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ پر عمل کرتا ہے۔ مگر بعض کی خیرخواہی نے کسی قدر اُن کی طرف متوجہ کر دیا۔ اب جنہیں کچھ علم و فہم ہو وہ ملاحظہ کریں۔

اعجاز المسیح کے فصیح و بلیغ ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۳)

اور پھر اُسے اعجاز کہا ہے۔ اس لئے اُن کا نام بھی اعجاز المسیح رکھا ہے۔ فن بلاغت میں کلام کی دو طرف بیان کی ہیں۔ ایک اعلیٰ، دوسری اونیٰ۔ اعلیٰ مرتبہ کو اعجاز کہا ہے اور طاقت بشری سے اُسے خارج بتایا ہے، یعنی کوئی انسان کسی وقت ویسا کلام نہیں لکھ سکتا اس سے ظاہر ہو گیا کہ اعجاز اور معجزہ اُسی کلام کو کہیں گے جس کے مثل نہ زمانہ گذشتہ میں کسی نے لکھا ہو۔ نہ حال اور آئندہ میں کوئی لکھ سکے۔ اسی تحقیق علمی کی بنیاد پر میں نے ان تفسیروں کو پیش کیا تھا۔ جس سے بالیقین ظاہر ہو گیا کہ اعجاز المسیح کو اعجاز کہنا محض غلط ہے۔ کیونکہ اس سے ہر طرح نہایت عمدہ سورۂ فاتحہ کی تفسیریں موجود ہیں۔ اب تفسیر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیکار وقت ضائع کرنا ہے۔ مگر چونکہ قادیانی جماعت علم و فہم سے بے بہرہ ہے اس لئے سچے اور علمی جواب کو مذاق میں اڑاتی ہے۔

الغرض یہ چوتھی وجہ ہے اعجاز المسیح کے معجزہ نہ ہونے کی۔ جب اس تفسیر سے بدرجہا زیادہ عمدہ تفسیریں موجود ہیں تو اعجاز المسیح کو اعجاز کہنا سراسر غلط ہے اور قصیدہ اعجازیہ کا جواب مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر کالج لاہور نے لکھا تھا اور اخبار اہل حدیث میں چھپا تھا۔ (عنقریب احتساب قادیانیت کی مستقل جلد اس بحث پر مشتمل شائع ہو گی انشاء اللہ فقیر اللہ وسایا) اُس وقت کسی مرزائی نے اس کی نسبت دم نہیں مارا۔ مگر جھوٹا دعویٰ ہو رہا ہے کہ کوئی اُس کے مثل نہ لایا اب ان دونوں رسالوں کے لکھے جانے کا اصلی سبب بھی معلوم کرنا چاہئے جس سے مرزا قادیانی کی حالت اور اُن کے اعجاز کی کیفیت اور زیادہ منکشف ہو جائے گی۔

اعجاز احمدی کے لکھے جانے کا ظاہری سبب ۱۹۰۲ء میں ضلع امرت سر میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے اور مرزا قادیانی کے خاص مرید سے مناظرہ ہوا اور مرزائی اس میں نہایت ذلیل ہوئے اور مرزا قادیانی کے پاس جا کر بہت کچھ فریاد کی مرزا قادیانی کو بہت کچھ طیش آیا اور قصیدہ اعجازیہ شاید پہلے سے لکھ رکھا تھا اور اُس وقت حسب مناسب بعض اشعار کی بیشی و کمی کر کے یا کرا کے اپنے گھر کے مطبع میں فوراً طبع کرا کے مولوی صاحب کے پاس اس اشتہار کے ساتھ بھیجا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اُردو و عربی نظم میں جیسا میں نے بنایا ہے۔ بیس روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ پھر اس رسالہ کے لئے صرف بیس روز کی قید شدید پر مرزا قادیانی نے بس نہیں کی بلکہ یہ بھی لکھا کہ رسالہ چھاپ کر اور مرتب کرا کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ اب جن کے قلب میں کچھ بھی انصاف کی بو ہے۔ وہ صرف ان قیدیوں میں تھوڑا سا غور کر کے مرزا قادیانی کی حالت معلوم کر سکتے ہیں۔ کیا صادقین کی باتیں ایسی چالاکی اور عیاری کی ہوسکتی ہیں؟ اس پر نظر کی جائے کہ مرزا قادیانی اس کے جواب میں چار قیدیں لگاتے ہیں۔ (۱) باریک قلم سے لکھا ہوا نوے صفحہ کا رسالہ ہو (۲) آدھا رسالہ اردو میں ہو اور آدھا عربی نظم میں۔ (۳) بیس روز میں لکھیں۔ (۴) پھر اسی میعاد میں چھپوا کر میرے پاس بھیج دیں۔

اہل انصاف اس روشن زبردستی کو ملاحظہ کریں کہ ان قیدوں کے ساتھ ظاہری اسباب کی نظر سے جواب لکھا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ساڑھے پانچ جز کا رسالہ جس کے بعض صفحوں پر ۲۲ سطریں ہوں اور بعض میں ۲۱ پھر اتنے بڑے رسالے کی تالیف کرنا اور تالیف بھی معمولی نہیں۔ ایک شاطر مناظر مشاق کی باتوں کا جواب دینا اور وہ بھی صرف اُردو نہیں بلکہ عربی قصیدہ بھی اس طرح کا ہو جیسا کہ اُس میں ہے۔ ان قیدوں کو دیکھ کر ہر ایک منصف کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اُس کا جواب لکھ دیں گے۔ اس لئے ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ اُن کی وجہ سے لکھنا غیر ممکن ہو۔

حضرات انہیں شرطوں پر قناعت نہیں ہے۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسی مدت میں چھپوا کر میرے پاس بھیجو۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ معمولی پریس میں چار روز میں ایک جز چھپتا ہے۔ اگر ہزار یا بارہ سو چھاپا جائے اس حساب سے ساڑھے پانچ جز ۲۲ روز میں چھپے گا۔ پھر اس کی ترتیب اور سلائی وغیرہ میں دو تین روز ضرور لگیں گے۔ غرضیکہ ہر طرح کی عجلت کے ساتھ مطبع سے ۲۵ روز میں نکلے گا اور کم سے کم ڈاک کی معمولی حالت کے لحاظ سے تیسرے روز مرزا قادیانی کو پہنچے گا۔

غرضیکہ تخمیناً ایک مہینہ صرف چھپنے اور پہنچنے میں لگے گا اور تالیف اور تصنیف کا زمانہ اس سے علاوہ ہے۔ اب تصنیف کا زمانہ کس قدر ہونا چاہئے۔ اُسے مولوی صاحب کی حالت دیکھ کر اندازہ کرنا چاہئے۔ مولوی صاحب نہ صاحب جائیداد ہیں۔ نہ اُن کے مریدین معتقدین ہیں کہ نذرانہ یا چندہ کے طور پر انہیں کچھ ملتا ہے۔ اخبار کے اجراء میں کوشش کرتے ہیں۔ کچھ مشاغل ہیں اس سے بسر اوقات ہوتی ہے۔ ان سب کے ساتھ ساڑھے پانچ جز کا رسالہ جن میں عربی قصیدہ بھی ہو۔ ایک مہینہ سے کم میں نہیں لکھ سکتے۔ بشرطیکہ عربی نظم کی طرف اُنہیں توجہ بھی ہو، غرضیکہ جو کام حسب عادت دو ماہ سے کم میں نہ ہو سکے وہ بیس دن میں کیونکر ہو سکتا ہے۔

حاصل یہ کہ انہیں مشکلات پر نظر کر کے مرزا قادیانی نے ایسی قیدیں لگائیں کہ اُن قیدوں کی وجہ سے سے جواب غیر ممکن ہو جائے اور اگر ان قیدوں کو چھوڑ کر کوئی جواب لکھے تو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ہم اُسے ردی کی طرح پھینک دیں گے۔ اہل حق فرمائیں کہ جب ایسی شرطیں لگائی جائیں کہ اُن شرطوں کی وجہ سے جواب ممکن نہ ہو تو اصل کتاب کا اعجاز ثابت ہو سکتا ہے؟

انصاف سے اس کا جواب دیا جائے۔ قادیانی جماعت کچھ تو غیرت کرے اِن دنوں خلیفہ قادیانی سے دریافت کیا گیا کہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کا اگر اب کوئی جواب دے تو وہ جواب سمجھا جائے گا یا نہیں، اس کا جواب جناب مفتی محمد صادق قادیانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا آیا کہ اعجاز احمدی کے بالمقابل لکھنے کی میعاد ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ختم ہو گئی اور اعجاز

المسیح کی میعاد ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو ختم ہوگئی۔

لیجئے جناب خلیفہ قادیانی کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ ان رسالوں کا اعجاز بہت تھوڑی مدت کے اندر محدود تھا۔ اب اُس کے بعد وہ اعجاز سلب ہوگیا۔ اب اس کے مثل اہل علم لکھ سکتے ہیں مگر وہ جواب جماعت قادیانیہ کے لائق توجہ نہ ہوگا۔

برادران اسلام نے ایسا اعجاز نہ سنا ہوگا کہ بیس دن کے اندر تک تو معجزہ رہے اور اس کے بعد وہ اعجاز جاتا رہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حد بندی کی اطلاع اُن کے مریدین اور معتقدین کو ہے یا نہیں ہے، کیونکہ وہ اب تک ان رسالوں کو جواب کیلئے پیش کرتے اور بآواز بلند کہتے ہیں کہ اب تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ جب یہ امر مشتہر ہو چکا ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اُن کی جماعت کو خبر نہ ہو بلکہ ناواقفوں کو دھوکا دینا مدِ نظر معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اگر کوئی جواب نہ لکھے تو اس کا اعلان ہے کہ کسی نے جواب نہیں دیا۔ اعجاز ثابت ہوگیا اور اگر کسی نے جواب دیا تو فوراً کہہ دیا جائے گا کہ جواب کی تاریخ گزر گئی۔ اب لائق توجہ کے نہیں ہے۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کے اور اُن کے متبعین کی باتیں عجب پیچ در پیچ ہوتی ہیں۔ صادقوں کی سی سچائی اور صفائی ہرگز نہیں ہے۔ ان باتوں نے آفتاب کی طرح روشن کر دیا کہ اس اعجاز کے دعوے سے مقصود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا اور معلوم کر لیا تھا کہ ان شرطوں کیساتھ جواب دینا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ جو کام اسباب ظاہری کے لحاظ سے کم سے کم ڈیڑھ دو مہینے کا ہو۔ وہ بیس دن میں کیونکر ہوسکتا ہے مگر قدرت خدا ہے کہ جماعت قادیانیہ کے پڑھے لکھے بھی ایسی موٹی بات کو نہیں سمجھتے اور ان رسالوں کو معجزہ مان رہے ہیں۔ قصیدہ اعجازیہ کی تفصیلی حالت اور اُس کے اغلاط ''الہامات مرزا'' کے صفحہ ۸۶ سے ۹۶ تک دیکھنا چاہئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے قصیدہ کی غلطیاں دکھا کر یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے قصیدہ کو ان اغلاط سے پاک کریں اور پھر زانو بزانو بیٹھ کر عربی تحریر کریں۔ اس وقت حال کھل جائے گا[1] مگر مرزا قادیانی نے تو اس

[1] اس تحریر کے بعد خلیفہ قادیانی کا رسالۂ نورالدین نظر سے گزرا، اُس میں اس حد بندی مقرر کر دینے کے لئے خلیفہ قادیانی نے اپنی دانست میں نہایت عمدہ وجہ لکھی ہے وہ یہ ہے کہ غلام احمد کو آنحضرت ﷺ سے برابری کا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ وہ غلام احمد یعنی رسول اللہ ﷺ جو احمد ہیں اُن کا غلام ہے۔ اس لئے وہ

کے جواب میں دم بھی نہ مارا۔ اگر عربیت میں دعویٰ تھا اور یہ رسالہ خود انہوں نے لکھا تھا تو کیوں سامنے نہ آئے۔ یہ بدیہی دلیل ہے کہ قصیدہ دوسرے سے لکھوایا اور اپنے فہم کے موافق سمجھ لیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ ایسے ادیب نہیں ہیں جو ایسا رسالہ عربی میں

(بقیہ حاشیہ) اعجاز میں بھی برابری نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں جواب دینے کے لئے مدت مقرر نہیں کی ہے۔ مرزا قادیانی مدت معیّن کرتے ہیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کے اس معجزے سے برابری نہ ہو جائے۔ خلیفہ قادیانی کی ایسی باتوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کیا اسی عقل وفہم پر حکیم الامت کا خطاب دیا گیا ہے۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ برابری کا نہ ہونا اور ادب اور غلامی کا ثبوت اسی پر منحصر تھا کہ جواب کیلئے ایسے انداز سے قید لگائی جائے کہ اُس میعاد میں جواب لکھ کر بھیجنا غیر ممکن ہو۔ ادب اور غلامی کا ثبوت تو اس طرح بھی ہوسکتا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تمام عمر میں اس کا جواب دیں یا دوسرے سے لکھوا دیں۔ اس قدر قید ان کی غلامی کے ثبوت کیلئے کافی تھی۔ مگر یہ نہیں کیا بلکہ نہایت سخت اور تنگ میعاد مقرر کی اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے جو ابھی بیان کی گئی، اس کے علاوہ خلیفہ قادیان یہ تو فرمائیں کہ اگر برابری کا دعویٰ نہیں ہے تو (۱) منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد (تریاق القلوب ص۶ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴) کس نے کہا ہے (۲) اعجاز احمدی کا وہ شعر بھی آپ کو یاد ہے جس میں مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے تو صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں ہوئے۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) کہئے جناب یہاں تو برابری سے گذر کر فضیلت کا دعویٰ ہے۔ (۳) اسی طرح ان کا الہام ہے لولاک لما خلقت الافلاک (تذکرہ ۶۱۲) یعنی اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی سے کہتا ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین وآسمان پیدا نہ کرتا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اصل مقصود عالم میں مرزا قادیانی کا پیدا کرنا تھا باقی جتنے اولیاء انبیاء دنیا میں آئے اُن کا وجود مرزا قادیانی کے طفیل میں ہوا۔ اب خلیفہ کی روح اور اُن کے ماننے والے بتائیں کہ اس الہام میں کس قدر فضیلت کا دعویٰ ہے۔ یہاں غلامی کہاں چلی گئی۔ یہاں تو سردار انبیاء کو اپنا طفیلی بتا رہے ہیں۔ (۴) تحفہ گولڑویہ (ص ۴۰ خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) کا وہ مقولہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ سے تین ہزار معجزے ہوئے۔ اس کے بعد اس قول پر نظر کیجئے جہاں لکھتے ہیں کہ مجھ سے تین لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوئے۔ (حقیقت الوحی ص ۶۷ خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

اب فرمایئے کہ یہاں سو حصہ زیادہ فضیلت کا دعویٰ ہے یا نہیں۔ ضرور ہے پھر یہاں دعویٰ غلامی کیوں چھوڑا گیا اسی طرح مرزا قادیانی کے دعوے بہت ہیں، مگر جیسا موقع اُن کے خیال میں آگیا ویسا دعویٰ کر دیا حکیم صاحب کچھ تو ہوش کیجئے۔ آپ کہاں تک باتیں بنائیں گے۔ لَنْ يُصْلِحَ الْعَطَّارُ مَا اَفْسَدَهُ الدَّهْرُ

لکھ سکیں۔ پھر بطور احتیاط بیس دن کے اندر لکھ کر بھیجنے کی قید لگا دی اور سمجھ لیا کہ اس مدت کے اندر تو وہ لکھ کر کسی طرح بھیج ہی نہیں سکتے، اگرچہ وہ ادیب بھی ہوں اس لئے ایسا دعویٰ کر دیا۔

الحاصل یہ قصیدہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہو یا لکھوایا ہو اور اُن کی میعاد مقررہ کے اندر کسی نے جواب دیا ہو یا نہ دیا ہو مگر وہ معجزہ کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ اس کے متعدد وجوہ بیان کر دیئے گئے۔

اعجاز المسیح کا شان نزول بھی کچھ ملاحظہ کرنا چاہئے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب (گولڑویؒ) جو پنجاب اور خصوصاً سیالکوٹ کے نواح میں زیادہ مشہور بزرگ ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان سے مناظرہ کا اشتہار دیا۔ اب قدرت خدا کا یہ نمونہ ہوا کہ مرزا قادیانی نے اپنے ہاتھوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو پھر میں مردود، جھوٹا، ملعون ہوں اور اس شدومد کے اشتہار اور اقرار کے بعد قدرت خدا سے صداقت کا ظہور نہایت آب وتاب سے اس طرح ہوا کہ باید وشاید۔ حاصل یہ کہ پیر صاحبؒ مرزا قادیانی کی تمام شرطیں منظور کر کے مناظرہ پر آمادہ ہوگئے اور ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوگئی اور پیر صاحب اپنے اقرار کے بموجب ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو مع دیگر علماء اور معززین اسلام کے لاہور پہنچے اور ۲۹ اگست تک منتظر رہے، مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے۔ اس نواح کے مریدوں نے زور لگایا، مگر وہ نہ آئے اور اپنے اس اشتہاری اقرار کی بھی پروانہ کی کہ لکھ چکے تھے کہ اگر مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو جھوٹا اور ملعون، ہوں مہتمان جلسہ نے اس جلسہ کی روئداد طبع کرا کے مشتہر کرائی تھی۔ اس میں ذیل کا مضمون لائق ملاحظہ ہے۔ ’’جملہ حاضرین جلسہ کے اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ یہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) مخاطب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور شرمناک دروغ گوئی سے اپنی دوکانداری چلانا چاہتا ہے۔ اس لئے آئندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پروا نہ کریں‘‘ یہ روئیداد مسلمانوں میں بہت شائع ہوئی ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کے دعوؤں کی حالت اظہر من الشمس ہوگئی اور اپنے پختہ اقرار

سے جھوٹے اور ملعون ٹھہرے اس شرمناک ذلت مٹانے کے لئے مرزا قادیانی نے تفسیر اعجاز المسیح لکھی اور پیر صاحب سے جواب [1]طلب کیا اور منعه مانع من السماء کا الہام بھی سنا دیا، کیونکہ روئیداد سے معلوم کر چکے تھے کہ پیر صاحب اور تمام علمائے حاضرین جلسہ مجمع عام میں ہزاروں معززین اسلام کے روبرو کہہ چکے ہیں کہ کوئی مسلمان مرزا قادیانی کو مخاطب نہ بنائے اور اُن کی کسی بات کا جواب نہ دے اور ظاہر ہے کہ یہ علماء اپنے قول کے خلاف ہرگز نہ کریں گے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے عمدہ موقع پا کر اپنی تفسیر پیش کی اور جواب طلب کیا اور پیر صاحب نے اور دیگر علماء نے اپنے قول کے بموجب سکوت کیا اور اپنے اقرار کے پابند رہے اور مرزا قادیانی کی طرح بدعہد اور جھوٹا ہونا پسند نہیں فرمایا اس میں شبہ نہیں کہ پیر صاحب اور دیگر علماء کے لئے یہ آسمانی مانع تھا کیونکہ اپنے قول پر قائم رہنا آسمانی حکم ہے اس لئے الہام کا مضمون بلاشبہ صحیح ہے مگر مرزا قادیانی نے اصل حالت کو پوشیدہ کر کے ایسے پیچ سے اُسے بیان کیا ہے کہ مریدین اُسے معجزہ سمجھ رہے ہیں۔ ایک اور راز ملاحظہ کیجئے وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خیال کیا ہوگا کہ جو علماء اس جلسہ میں شریک تھے وہ تو اپنے عہد کے خیال سے جواب دیں گے نہیں اور دوسرے علماء جو دور دراز جگہ کے رہنے والے ہیں۔ انہیں کیا خبر ہوگی اور کسی کو ہوئی بھی تو دیر میں ہوگی اس لئے جواب کیلئے ستر دن کی قید لگا دی اور معلوم کر لیا کہ اوّل تو اس میعاد کے اندر دوسرے علماء کو خبر ہی نہیں ہوسکتی اور اگر کسی کو ہوئی بھی اور جوش اسلامی نے انہیں آمادہ بھی کیا تو اُنہیں

[1] چنانچہ قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۵ میں ہے اعجاز المسیح حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی عربی تصنیف ہے۔ جو ستر دن کے اندر باوجودیکہ چار جز کا وعدہ تھا۔ ساڑھے بارہ جز پر شائع ہوگئی اور ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پیر صاحب گولڑویہ بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف سے ان ستر دن کے اندر چار جز ساڑھے بارہ جز تو کجا ایک آدھ صفحہ بھی اعجازی عربی کا شائع نہیں ہوا اور اس طرح پر الہام منعه مانع من السماء پورا ہوگیا۔ پیر گولڑوی کی علمیت وقرآن دانی کا راز طشت از بام ہوگیا۔ اس الہام سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس تفسیر میں اعجازی عربی نہیں ہے کہ اُس طرح کی عربی پر پیر صاحب قادر نہ تھے بلکہ کوئی مانع پیش آ گیا اور اصلی مانع کو میں نے ظاہر کر دیا جس سے مرزا قادیانی کا راز طشت از بام ہوگیا اور ان کے دعویٰ اعجاز کی حقیقت کھل گئی۔

اتنی مدت نہیں مل سکتی کہ وہ اس قدر تفسیر لکھیں اور اس قلیل مدت کے اندر چھپوا کر اُن کے پاس بھیج دیں اس لئے یہ میعاد مقرر کردی۔

اب اہل حق اس داؤ پیچ کے اعجاز کو ملاحظہ کریں جس سے مرزا قادیانی کی حالت آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ **فاعتبروا یااولی الابصار** یہ وہ سچا بیان ہے کہ کسی مرزائی کی مجال نہیں کہ اسے غلط ثابت کرے۔ الغرض اس بیان سے دنیا پر دو باتیں نہایت روشن طریقے سے ثابت ہوگئیں۔ ایک یہ کہ اعجاز المسیح کے جواب نہ لکھے جانے کی اصلی وجہ کیا تھی۔ دوسرے یہ کہ اُن کے صریح اقرار سے یہاں بھی ثابت ہوگیا کہ وہ جھوٹے تھے۔

اس لئے قدرت الٰہی نے انہیں جانے نہ دیا اور روک لیا اگرچہ جانے کے بعد بھی جھوٹے ٹھہرتے مگر وہ جھوٹ دوسرے کی زبان سے ثابت ہوتا اور نہ جانے سے اُن کی زبان سے اُن کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا اور اُن کے دعوؤں کی حالت بھی معلوم ہوگئی۔ اس زور وشور سے مناظرہ کا اشتہار دیا اور پیر صاحب کو نہایت سخت اور توہین کے الفاظ لکھ کر انہیں آمادہ کیا اور جب وہ آمادہ ہوکر میدان میں آگئے تو گھر سے باہر نہ نکلے۔

حق پرست حضرات اس واقعہ پر انصاف سے نظر کریں اور بہتر ہے کہ روئیداد[1] جلسہ اسلامیہ لاہور کو ملاحظہ کرلیں۔ پھر فرمادیں کہ خدا کے برگزیدہ رسول اُس کے نیک بندے سے نہایت سخت کلامی کرکے عہد و پیان کریں اور نہایت پختہ اقرار کرکے اُسے پورا نہ کریں۔ایسا ہوسکتا ہے؟ خدا کو عالم الغیب جان کر جواب دیجئے کیا ممکن ہے کہ خدا کے مقبول کسی سے ایسا پختہ وعدہ کریں کہ اُس کے پورا نہ ہونے پر اپنے کذب کو منحصر کردیں؟ اور خدا اُن کی اس قدر مدد نہ کرے کہ وہ وعدہ پورا کرسکیں؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

سنا گیا کہ نہ جانے کا عذر مرزا قادیانی نے یہ کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ولایتی

---

[1] یہ روئیداد دوسری مرتبہ عمدۃ المطابع لکھنؤ میں بصورت رسالہ چھپی ہے۔ یعنی اس روئیداد کے پہلے ایک لائق دید تمہید ہے اوراس مجموعہ کا نام ''حق نما'' ہے۔ ۱۳۳۱ھ ہجری میں رسالہ انجم کے ہمراہ بھی یہ رسالہ چھپا ہے اور علیحدہ بھی ہے۔(نوٹ: اب ماہنامہ لولاک ملتان ربیع الاوّل ۱۴۲۳میں قسط وار شائع ہوئی ہے۔فقیر)

مولوی مجھے مارڈالنے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ اب وہاں جانا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور قرآن مجید میں اس کی صریح ممانعت آئی ہے۔

بھائیو! ذرا تو غور کرو کہ مرزا قادیانی نے خود ہی مناظرہ کا اشتہار دیا اور نہایت غیرت دار الفاظ لکھ کر پیر صاحب کو آمادہ کیا اور جب مناظرہ کا ٹھیک وقت آ پہنچا اور مقابل سامنے آ گیا اس وقت یہ الہام ہوتا ہے کہ ولایتی مولوی مارنے کے لئے بلاتے ہیں۔ کیا اُس علام الغیوب کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا کہ اگر مناظرہ میں اجتماع ہوگا تو وہ مار ڈالنے کی فکر کریں گے؟ اس ملہم نے اشتہار دینے کے وقت یہ الہام نہ کیا کہ اب اشتہار نہ دے ورنہ روکا جائے گا اور جھوٹا اور ملعون ٹھہرے گا۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس فعل سے تو نہ روکا جس سے وہ تمام خلق کے نزدیک بدعہد اور جھوٹا قرار پائے اور اُس کی اس رسوائی اور کذب کو پسند کر کے اس کے بچانے کے لئے الہام کیا، کون صاحب عقل اسے باور کر سکتا ہے؟ مگر اُن کے معتقدین کی کچھ ایسی عقل سلب کر دی گئی ہے کہ ایسی بدیہی بناوٹ بھی اُنہیں نظر نہیں آتی۔

اس پر غور کیا جائے کہ پیرجی کے مقابلہ پر اُس زور شور سے مناظرہ کا اشتہار دیا کہ اپنے کذب کو اُس کے نہ کرنے پر منحصر کر دیا پھر کیا مقربین خدا خصوصاً انبیاء بغیر الہام الٰہی ایسا اعلان کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور اگر غلطی کریں تو انہیں فوراً اطلاع خداوندی نہ ہو۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ عام مخلوق کے روبرو وہ اپنی زبان سے جھوٹے ٹھہرتے ہیں اس کے علاوہ ایسے مقام پر انبیاء کی حمایت نہ ہو اور انبیاء کو اس کی حمایت پر اعتماد نہ ہو یہ بھی نہیں ہوسکتا۔

مرزائی جماعت انبیاء کے قتل نہ ہونے پر آیۃ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ پیش کرتی ہے۔ پھر کیا مرزا قادیانی کو اس وقت تک اِس آیت پر نظر نہ تھی جو ولایتی مولویوں سے ڈر گئے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ نہ جانے سے میں جھوٹا ٹھہروں گا۔ اسی خجالت کو مٹانے کے لئے جو رسالہ لکھنے کا وعدہ کیا اُس کی واقعی حالت تو ہمیں معلوم نہیں ہوسکتی کہ مرزا قادیانی نے خود لکھا یا دوسرے سے مدد لی اور اگر خود ہی لکھا تو کتنے دن میں لکھا۔ اس کا ثبوت

مرزائی جماعت نہیں دے سکتی ہے۔ مناظرہ کا زور و شور مچا کر عین وقت پر گریز کر جانا اس بات کیلئے نہایت قوی قرینہ ہے کہ بالمشافہ لکھنے کی قدرت نہ تھی۔ علماء خصوصاً صوفیاء کی حالت کو قیاس کر کے سمجھتے تھے کہ پیر صاحب مقابلہ کیلئے تیار نہ ہوں گے اس لئے مناظرہ پر زور تھا۔ جب اُن کے خلاف قیاس پر وہ آمادہ ہوگئے تو بچنے کا ایک حیلہ نکالا اور بالفرض اگر ہم مان لیں کہ خود مرزا قادیانی نے لکھا اور اسی مدت میں لکھا اور کسی دوسرے نے مدد نہیں دی۔ پھر اس میں اعجاز کیا ہوا؟ اتنی بات معلوم ہوئی کہ مرزا قادیانی کو ادب میں مذاق اس قدر تھا کہ دو ڈھائی مہینے میں ڈھائی تین جز، تفسیر کی عربی عبارت میں لکھ سکتے تھے اور وہ بھی اتنی محنت و مشغولی کے بعد کہ نمازیں بھی بہت سی قضا کیں اور پھر اُنہیں جمع کیا۔ اتنی مدت میں ایسی شدید مشغولی کے ساتھ پونے تین یا تین جز عربی عبارت لکھ دینا کوئی کمال کی بات نہیں۔ اگر شب و روز میں ایک صفحہ بھی لکھا جاتا تو چار جز سے زیادہ ہوتا اور مرزا قادیانی کی تفسیر تو معمولی طریقہ سے اگر لکھی جائے تو تین جز سے زیادہ کسی طرح نہیں ہوتی۔ پھر شب و روز کی محنت میں نمازیں قضا کر کے ایک صفحہ تفسیر کا لکھ دینا کون سی بڑی قابلیت کی دلیل ہے کہ دوسرے نہیں کر سکتے۔ ذرا کچھ تو انصاف کرنا چاہئے اور بہت اچھا! ہم نے مانا کہ اس وقت چونکہ اکثر علماء کو عربی تحریر کا مذاق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی عربی میں ایسی عبارت اور مضمون لکھ سکتے ہیں کہ دوسرے نہیں[1] لکھ سکتے پھر اس سے اُن کے رسالہ کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی میں اتنی قابلیت تھی کہ شب و روز کی محنت میں ایک صفحہ عربی عبارت کا لکھ سکتے تھے اور وہ چند علماء جنہیں ان کی طرف توجہ بھی تھی اور اُنہیں اس اعلان کی خبر بھی پہنچی وہ اس لئے نہ لکھ سکے کہ عربی لکھنے کی مشق نہیں رکھتے تھے یا بوجوہ مذکورہ بالا متوجہ نہ ہوئے۔ اس میں مرزا قادیانی کا اعجاز کیا ہوا۔

---

[1] فرضی طور پر یہ لکھا گیا ہے ورنہ اس وقت بھی جن کو عربی تحریر کا مذاق ہے وہ مرزا قادیانی سے بدرجہ عمدہ تفسیر لکھ سکتے ہیں۔ البتہ عرب کا سا مشغلہ اور ان کے سے خیالات کسی ذی علم کے نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کو ذلیل کرنے کے لئے جواب لکھنے پر آمادہ ہوجائیں اور اپنی قابلیت کا اظہار کریں اور خصوصاً ایسے شخص کے مقابلہ میں جسے وہ لائق خطاب نہیں سمجھتے جس کی تحریر کو وہ جاہلانہ عبارت سمجھتے ہیں۔

الحاصل اس رسالہ کو معجزہ کہنا اور اس کا نام اعجاز المسیح رکھنا محض غلط ہے اور اس کی تصدیق خود مرزا قادیانی کا دل بھی کرتا تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے ستر دن کے اندر لکھنے کی قید لگائی ورنہ اعجاز کیلئے کوئی قید نہیں ہوسکتی اور ''منعه مانع من السماء'' کا الہامی راز بھی بیان کر دیا گیا اور اگر اس جملہ کے الہامی ہونے پر اصرار ہے تو پہلے یہ فرمائیں کہ کتنے الہامات مرزا قادیانی کے غلط ثابت کر دیئے گئے۔ اُس سے کیا فائدہ ہوا۔ منکوحہ آسمانی کے متعلق کتنے الہامات غلط ثابت ہوئے اور ایسے قطعی اور یقینی الہامات تو برسوں ہوتے رہے اور ایسا پختہ یقینی وعدہ خداوندی بار بار ہوتا رہا اور پھر اُس کا ظہور نہ ہوا۔ اب دیکھا جائے کہ اول تو مرزا قادیانی نے اُس کے لئے کیا کیا باتیں بنائی ہیں۔ پھر اُن کے علاوہ خلیفہ قادیان نے عجیب دغریب لائق تماشا اُس کی توجیہیں نکالیں بالآخر خدائے قدوس پر وعدہ خلافی کا الزام لگایا۔ یہ بھی سنا جاتا ہے کہ اب بعض جدید مرید مرزا قادیانی کے خطائے اجتہادی[1] بتاتے ہیں اور بعض یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر ایسی نکتہ چینی کیجائے گی تو ہم قرآن مجید میں بہت سی ایسی باتیں نکال دیں گے۔ (استغفراللہ)

برادران اسلام ان باتوں پر غور کریں، یہ باتیں وہ ہیں جن سے مرزا قادیانی کا راز فاش ہوتا ہے۔ شائد اصل مقصد ان کارروائیوں سے یہی تھا کہ مقدس مذہب اسلام کو مورد اعتراضات بنایا جائے۔ مگر ظاہر میں حامی اسلام بن کر۔

غرضیکہ اس الہامی کی غلطی ثابت کر دینے سے حضرات مرزائی تو سچائی کو مانیں گے نہیں، البتہ عاجز ہو کر خدائے تعالیٰ پر کچھ نہ کچھ الزام لگا دیں گے۔ الغرض ان رسالوں کا جواب کسی نے لکھا ہو یا نہ لکھا ہو وہ معجزہ ہرگز نہیں ہوسکتے۔ اس کے متعدد وجوہ ایسے قوی بیان کئے گئے ہیں کہ اُن کا جواب نہیں ہوسکتا۔ ان سب باتوں کے قطع نظر اگر اب بھی خلیفہ قادیان کو اور اُس جماعت کے دوسرے ذی علموں کو اس کے اعجاز کا دعویٰ ہے اور

---

[1] یہ حضرت بھی نہیں سمجھے کہ خطائے اجتہادی کا کون محل ہوتا ہے۔ دعویٰ نبوت کر کے خدا کی طرف نہایت پختہ وعدہ بار بار کیا جائے اور برسوں اس پر اصرار رہے اور پھر وہ پورا نہ ہو، اُس کو خطائے اجتہادی وہی کہے گا جس کو علم اور عقل سے کچھ واسطہ نہ ہوگا یا درپردہ خدا پر الزام لگانا مدنظر ہوگا۔

کہتے ہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں لکھ سکتا تو اُس کا اعلان دیں اور اس میں لکھ دیں کہ اگر کوئی عالم ایسا قصیدہٗ یا ایسی تفسیر سورۂ فاتحہ، لکھ دے گا تو ہم مرزا قادیانی کو کاذب سمجھیں گے، تو وہ دیکھیں کہ اُن کا جواب کس زور اور عمدگی سے ہوتا ہے۔ اگر اُس کے لئے میعاد مقرر کریں تو اوّل اس بات کو ثابت کریں کہ اعجاز میں ایسی قیدیں ہوسکتی ہیں۔ اُس کے بعد ایسی میعاد معیّن کریں جسے چند اہل علم تجربہ کار مجیب کی حالت پر نظر کر کے کہہ دیں کہ اتنے دنوں میں تالیف اور طبع ہو کر خلیفہ قادیان تک پہنچ سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کی طرح قید نہ لگائی جائے، جس میں لکھا جانا اور چھپ کر اُن کے پاس بھیجنا غیر ممکن تھا۔

اس کے سوا یہ بھی بتائیں کہ اُس کا فیصلہ کون ذی علم ادبی منصف مزاج کرے گا کہ مرزا قادیانی کا قصیدہ اور تفسیر عمدہ ہے یا اُن کا جواب ہر طرح فائق اور بدرجہا زائد عمدہ ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیں کہ اگر جواب دیا گیا اور منصف نے اُسے عمدہ اور مرزا قادیانی کے رسالے سے بہت فائق کہہ دیا تو اِس کا نتیجہ کیا ہوگا یا خلیفہ قادیان اور دیگر اہل علم حق کی پیروی کریں گے یا عقیدۂ سابقہ باطلہ پر قائم رہیں گے، اگر ایسا اعلان ایک ماہ کے اندر نہ دیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ اعجاز کا دعویٰ غلط تھا اور اُن کے پیرو مدعی کاذب کی پیروی کر رہے ہیں۔ اب اس کی وجہ بات کی پاسداری ہو یا جو کچھ ہو **مَنْ یُضْلِلِ للہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ** سچا ارشاد ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی عربی دانی کا نمونہ اُن حضرات کو بھی دکھاؤں جنہیں زبان عربی میں بہت تھوڑا دخل ہے یا انگریزی میں پورے قابل ہیں اور قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اعجاز المسیح کے لوح پر مرزا قادیانی نے عربی عبارت بھی لکھی[۱] ہے۔ جس میں اس رسالے کی نسبت لکھا ہے۔ **ھٰذا رَدٌّ عَلَی الَّذِیْنَ یَجْھَلُوْ نَنَا** یعنی یہ اُن لوگوں کا رَدّ ہے جو ہمیں جاہل بتاتے ہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

وانی سمیته اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوماً من شھرالصیام وکان من الھجرة ١٣١٨ ومن شھر النصاریٰ ٢٠

۱؎ اس رسالہ کی غلطیاں تو رسالہ المنار مصری میں اور اعجاز احمدی کے اغلاط الہامات مرزا میں نمونہ کے طور پر شائع ہو چکے ہیں۔ یہاں رسالہ کے ٹائٹل کے دو سطر عبارت نقل کر کے اُس کی حالت دکھائی جاتی ہے۔

فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان

(اعجاز المسیح ٹائٹل خزائن ج ۱۸ص ۱)

جن کو علم و فہم سے اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ دیا ہے۔ وہ غور فرمائیں کہ کیسی لچر عبارت ہے اور جو نہایت معمولی مضمون مرزا قادیانی ادا کرنا چاہتے تھے۔ وہ عربی عبارت میں ادا نہ کر سکے اور بہت غلطیاں کیں۔ اس عبارت کا ٹھیک ترجمہ یہ ہے۔ اس رسالہ کا نام میں نے اعجاز المسیح رکھا اور مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں یہ رسالہ ستر دن میں چھاپا گیا اور اُس کی ابتداء ماہ رمضان سے ہوئی اور ہجری ۱۳۱۸ء تھا اور عیسوی ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء تھا۔

اب قدرت خدائی اور اس ہادی مطلق کی رہنمائی کا یہ عجیب نمونہ ہے کہ وہ رسالہ جس کی فصاحت و بلاغت کو مرزا قادیانی اعجاز سمجھتے ہیں۔ اُس کے معمولی اور متد اول مضمون کی دو سطر عبارت بھی (جو رسالہ کے پہلے صفحہ پر ہے) صحیح نہ لکھ سکے اور جو مضمون لکھنا چاہتے تھے۔ وہ عربی عبارت میں ادا نہ ہو سکا۔ وہ چار جز یا بارہ جز معجزہ نما کیا لکھیں گے؟ اگرچہ اس مضمون کو صحیح طور سے ادا کر دینا بڑی قابلیت کی دلیل نہ تھی مگر اس قادر کریم کی قدرت کا نمونہ ہے کہ جس مدعی نے اپنے متکبرانہ خیال میں اپنے آپ کو علمی کمال کی نظر سے ایسا بلند پایہ سمجھ لیا ہو کہ ایک مضمون میرا لکھا ہوا معجزہ ہوسکتا ہے اور اسی خیال سے اُس نے رسالہ لکھا ہو۔ اُس کے اوّل صفحہ میں دو سطر معمولی مضمون کی عبارت صحیح نہ لکھے اور ایسی غلطیاں کیں جو کم فہم بھی یقینی طور سے معلوم کر سکیں، جن کو عربی صرف و نحو سے واقفیت ہے اور جنتریاں بھی دیکھ لیا کرتے ہیں۔ وہ ملاحظہ کریں۔ مرزا قادیانی کا مطلب تو یہ ہے کہ اعجاز المسیح میں نے ستر دن میں لکھی اور انہیں دنوں میں وہ طبع بھی ہوئی اور ستر دن کی ابتداء اور انتہا بھی بیان کرنا چاہتے ہیں مگر منقولہ عبارت کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

غلطیاں ملاحظہ ہوں

(۱) نہایت ظاہر ہے (قد طبع فی سبعین یومًا) کے یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ ستر دن میں چھاپی گئی اس عبارت سے یہ کسی طرح نہیں سمجھا جاتا کہ ان ایام میں تصنیف اور طبع دونوں کام ہوئے۔ اس مطلب کے لئے ضرور تھا کہ ''صُنِّفَ'' کا لفظ زیادہ کیا جاتا۔

(۲) سیاق عبارت یہ چاہتا ہے کہ من شھر الصیام بیان ہو سبعین کا۔ اس کا حاصل یہ ہوگا کہ ماہ صیام ستر دن سے زیادہ کا ہے۔ اب ناظرین اس غلط بیانی کو دیکھ لیں۔ میں نے اس غلطی سے چشم پوشی کر کے دوسرے پہلو سے ترجمہ کیا ہے۔

(۳) اگر خلاف سوق عبارت میں من شھر الصیام کے مِنْ کو ابتدائیہ کہا جائے اور یہ مطلب قرار دیا جائے کہ ماہ صیام سے رسالہ کی تالیف کی ابتداء کی گئی تو ضرور تھا کہ (اختتام کی) تاریخ بھی لکھتے کیونکہ اسبات کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ستر دن میں ہم نے لکھا یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ بیان مہینے کے ساتھ تاریخ بھی لکھی جائے غرضیکہ یہ تین غلطیاں ہوئیں اب اگر تیسری غلطی سے چشم پوشی کی جائے اور مرزا قادیانی کی دوسری عبارت سے تاریخ معیّن کرنے کی نوبت آئے تو بھی کوئی تاریخ معیّن نہیں ہوتی، سارے احتمالات غلط ہیں، اس کی وجہ ملاحظہ ہو۔

(۴) مذکورہ عبارت کے بعد مرزا قادیانی تالیف اور طبع کا ہجری سال اور عیسوی سال مع مہینے اور تاریخ کے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ لکھتے ہیں وکان من الھجرۃ ۱۳۱۸ و من شھر النصاریٰ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس ماہ صیام سے رسالہ لکھنے کی ابتداء ہوئی وہ ماہ صیام ۱۳۱۸ھ کا تھا۔ اس عبارت کا ناقص ہونا نہایت ظاہر ہے کیونکہ مہینے کے تعین کے ساتھ یہاں تاریخ کا معیّن کرنا ضرور تھا تاکہ ستر دن کی ابتداء معلوم ہوتی مگر ایسا نہیں ہوا۔

یہ چوتھی غلطی ہے اس عبارت کی، رسالے کے صفحہ ۶۵ سے ۶۷ تک دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تفسیر کے لکھنے کی ابتداء ۲۳ رمضان کے قبل نہیں ہوئی بلکہ بعد ہوئی ہے۔ مگر بعد کی کوئی تاریخ یہاں بھی بیان نہیں کی اور اس رمضان کی ۲۳ مطابق ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء کے اس لئے لکھنے کی ابتداء ۱۵ جنوری یا اس کے بعد ۱۶۔۱۷ کو ہوگی اس کے بعد یہ جملہ ہے من شھر النصاریٰ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء عربی کی طرز تحریر کا مقتضا یہ ہے کہ جس طرح پہلے جملہ میں لکھنے کی ابتدا نبوی ماہ اور سنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اس جملہ میں عیسوی ماہ اور سنہ کا بیان ہو، یہ طرز بالکل مطابق ہے۔ اُردو طرز کے کہ اکثر ہجری سنہ کو بیان کر کے عیسوی مہینہ اور سنہ کے مطابقت لکھا کرتے ہیں۔ مگر سوق عبارت اور عرف عام کے خلاف مرزا قادیانی اس جملہ میں انتہائے تحریر کا زمانہ بتاتے ہیں جیسا کہ لوح کے دوسرے صفحہ سے ظاہر ہے۔

یہ پانچویں غلطی ہے۔ قاعدۂ عربیت کے لحاظ سے مگر افسوس ہے کہ اس پر بھی بس نہیں ہے بلکہ انہیں کے بیان سے فروری کے مہینے میں رسالہ کی نہ ابتدا ہوئی نہ انتہا۔ یہ بیان بالکل غلط ہے کیونکہ پہلے بیان سے معلوم ہوا کہ ۱۳۱۸ھ کے ماہ صیام سے رسالہ کی ابتدا ہے اور یہ ماہ صیام ۲۴ دسمبر ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ سے شروع ہے اور ۲۱ جنوری ۱۹۰۱ء روز دوشنبہ کو ختم ہو گیا۔ اس لئے فروری کی کسی تاریخ سے ابتداء نہیں ہوئی اور اگر ختم کی تاریخ کا بیان ہے تو اگر ابتداء رمضان کی پہلی تاریخ کو فرض کریں تو اکہتر واں دن فروری کے بعد ۲ مارچ کو ہوگا اور اگر ابتداء ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۵۔ ماہ صیام سے ہے تو مارچ کے ۲۵۔۲۶ یا ۲۷ تاریخ مطابق ۴۔۵۔۶ تاریخ ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ روز دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ کو ہوگا۔ غرضیکہ ۲۰ فروری کو انتہا کسی طرح نہیں ہوسکتی۔

یہ چھٹی غلطی ہے اور بہت بڑی غلطی ہے۔ یہ امر بھی لحاظ کے لائق ہے کہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا ختم ہونا کئی مقام پر لکھتے ہیں۔ (۱) ٹائٹل کے دوسرے صفحہ پر اطلاع لکھی ہے۔ اس کی پہلی اور دوسری سطر میں ''خدائے تعالیٰ

نے ستر دن کے اندر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو اس رسالہ کو اپنے فضل و کرم سے پورا کر دیا۔"

(۲)اس اطلاع کے آخر میں بھی یہی تاریخ لکھی ہے۔ (۳)اس رسالہ کے آخر میں اعجاز کا اشتہار دیا ہے، اُس میں بھی ۲۰ فروری ہے اور ٹائٹل کے پہلے صفحہ پر بھی یہی تاریخ ہے اور اس رسالہ کے آخر صفحہ (۲۰۰) میں لکھتے ہیں۔ **قد طبع بِفَضْلِکَ فی مدة عدة العین فی یوم الجمعة وفی شهر مبارک بین العیدین**۔ تیرے فضل سے یہ کتاب عین کے عدد کی مدت میں جمعہ کے دن اور مبارک مہینے میں دو عیدوں کے درمیان چھاپی گئی۔ اس سے تین باتیں ظاہر ہیں۔

اوّل یہ کہ اس رسالہ کا اختتام جمعہ کے دن ہوا، دوسرے یہ کہ ماہ مبارک میں ہوا تیسرے یہ کہ وہ ماہ مبارک دو عیدوں کے درمیان میں ہے۔

اب دیکھا جائے کہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا اختتام ہے تو روز جمعہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ تاریخ روز چہار شنبہ ۳۰ شوال ۱۳۱۸ھ کو ہے۔

اب کہئے کہ ۲۰ فروری کو صحیح مانا جائے یا روز جمعہ کو غرضیکہ اسی طرح اس عبارت میں اور بھی اغلاط ہیں۔ سب کے بیان میں بیکار تقریر کو طول دینا ہے جن کو حق طلبی ہے۔ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ رسالہ جس کی نسبت دعویٰ بڑے روز سے ہورہا ہے کہ اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ اس کے مثل کوئی نہ لاسکا اور نہ لا سکے گا۔ اس کے لوح کی دوسطر عبارت نہایت خبط اور محض غلط ہے۔ پھر ایسا شخص فصیح و بلیغ عبارت کیا لکھے گا اور اگر لکھ سکتا تھا مگر یہاں ایسی غلطیاں ہوگئیں تو یہ روشن دلیل ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایسی مدعی کے دعویٰ کے غلط کرنے کو اس عبارت کے لکھنے کے وقت اُس کے حواس سلب کر دیئے کہ ایسی مہمل عبارت لکھی کہ ادنیٰ طالب علم ادب کا پڑھنے والا نہ لکھے گا، مگر افسوس ہے کہ کذب کے ایسے بیّن ثبوت موجود ہیں۔ مگر ماننے والے کچھ نہیں دیکھتے۔

اس کے بعد میں مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کی نسبت ایک عظیم الشان بات کہنا چاہتا ہوں۔ جو حضرات علم و دانش سے حصہ رکھتے ہیں اور خوف خدا سے کسی وقت اُن کے دل لرزنے لگتے ہیں وہ متوجہ ہو کر غور فرمائیں۔

اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کے مثل طلب کرنے اور معجزہ کہنے پر گہری نظر

حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے بہت معجزات ظاہر ہوئے اور کثرت سے پیشین گوئیاں آپؐ نے کیں اور جن کے پورا ہونے کا وقت گذر چکا وہ پوری ہوئیں۔ مگر حضور انور ﷺ نے بجز قرآن مجید کے کسی کو اپنے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا اور کفار کے معجزہ طلب کرنے کے وقت آپؐ نے نہیں فرمایا کہ میں نے فلاں فلاں معجزہ دکھایا ہے۔ اُس پر نظر کرو، صرف قرآن مجید ہی کو پیش کر کے کہا گیا۔

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاءَ كُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَo ط فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ط(بقرہ ۲۳۔ ۲۴)

"یعنی اگر تم (مجھ پر الزام دینے میں) سچے ہو تو قرآن مجید کے مثل ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے معین و مددگاروں کو بلاؤ اور اگر نہ لاسکو، تو جہنم کی آگ سے ڈرو۔"

اس فرمانے کے ساتھ یہ پیشین گوئی بھی کر دی کہ تم اس کے مثل ہرگز نہ لاسکو گے۔ یہ دعویٰ قرآن مجید سے مخصوص ہے، کسی آسمانی کتاب کی نسبت ایسا نہیں کہا گیا۔ مرزا قادیانی اپنے رسالوں کو اپنی تصنیف کہتے ہیں مگر بعینہٖ وہی دعویٰ اپنے دونوں رسالوں کی نسبت کرتے ہیں۔ جو قرآن مجید میں کیا گیا۔

اب میں اہل دل حقانی حضرات سے ملتجی ہوں کہ اس بیان میں محققانہ طور سے غور فرمائیں اور ملاحظہ کریں کہ جب مرزا قادیانی نے اپنے رسالوں کی نسبت بے مثل

ہونے کا ویسا ہی دعویٰ کیا جیسا کہ قرآن مجید میں کیا گیا تھا اور اس کے مثل نہ لانے پر اُسی طرح پیشین گوئی کر دی جس طرح قرآن مجید کے مثل نہ لانے پر کی گئی تھی اور مرزائی جماعت اُس پر ایمان لے آئی اور اُسے مرزا قادیانی کا معجزہ سمجھی تو نہایت صفائی سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے رسالے اُن کے خیال کے بموجب ویسے ہی بے مثل ہیں۔ جیسے قرآن مجید بے مثل ہے۔ جب اس خاص صفت میں یعنی بے مثل ہونے میں وہ رسالے اور قرآن مجید یکساں ہوئے اور قرآن مجید کی خصوصیت نہ رہی تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ رسالے قرآن مجید کے مثل ہیں۔ اُس لئے قرآن مجید کا یہ دعویٰ کہ اس کے مثل کوئی نہیں لا سکے گا۔ غلط ٹھہرا اور جناب رسول اللہ ﷺ کا وہ عظیم الشان معجزہ جسے حضور انور ﷺ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا تھا باطل ہوا۔ اب اس کا فیصلہ ناظرین اہل علم پر چھوڑتا ہوں کہ جس دعویٰ کا انجام یہ ہے جو ابھی بیان کیا گیا، کس غرض سے کیا گیا؟ میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ اس کے علاوہ اس پر بھی نظر کی جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف قرآن مجید اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا جو عربی نثر میں ہے۔ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دو رسالے پیش کرتے ہیں۔ ایک نظم میں اور دوسرا نثر میں، اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید یعنی صرف نثر عبارت پیش کر کے اس کے بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

مرزا صاحب نظم اور نثر دونوں میں پیش کر کے یہی دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ ایسا ہی ہوا جیسا اعجاز احمدی میں کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے تو صرف خسوف قمر ہوا تھا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہوا۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ پر میری فضیلت ثابت ہوگئی۔

میرا یہ کہنا اگرچہ آپ کو تعجب خیز معلوم ہوگا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ مرزا قادیانی نے حضور انور ﷺ کی بہت کچھ مدح سرائی کی ہے اور اپنے آپ کو حضور کا ظل کہتے ہیں۔ پھر اُن کی طرف ایسا خیال کیونکر ہوسکتا ہے؟ مگر آپ خوف خدا کو دل میں لاکر اور طرفداری سے علیحدہ ہو کر اور نظر کو وسیع کر کے مرزا قادیانی کی پیچدار باتوں پر غور کریں۔

اس کے علاوہ اگر ان عظیم الشان باتوں سے تھوڑی دیر کیلئے قطع نظر کیجائے تو اس دعویٰ کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ دشمنان اسلام کو مرزا قادیانی نے بہت بڑے اعتراض کا موقع دیا اور جس معجزے کے ابطال سے تیرہ سو برس سے تمام مخالفین عاجز اور ساکت تھے۔ اب مرزا قادیانی کے طفیل سے نہایت دریدہ دہنی سے کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح مرزا قادیانی کا دعویٰ تمام دنیا کے اہل مذہب کے علاوہ ۲۳ کروڑ مسلمانوں کے نزدیک بھی محض غلط ہے اور اُس کے جواب نہ دیئے جانے کی نہایت معقول وجوہ موجود ہیں۔ ایسا ہی دعویٰ نزول قرآنی کے وقت بھی ہوگا اور جس طرح مرزا قادیانی نے اپنی تصنیف کو معجزہ قرار دیا ہے۔ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا ہو، کیونکہ اب کلام کا حدِ اعجاز تک پہنچنا قوت بشری سے خارج نہ ہوا۔ بلکہ انسان ہی کا کلام بھی معجزہ ہوسکتا ہے اور یہ اعجاز خدا کے کلام سے مخصوص نہ رہا۔ غرض کہ سادہ لوح مخالفین اسلام کی نظروں میں نہایت عظیم الشان معجزہ کو بے وقعت کر دیا۔ یہ مجدد ہیں؟ اور یہ مہدی موعود ہیں؟ اسلام کے فائدہ پہنچانے کے لئے آئے ہیں؟ اے اسلام کے بہی خواہو! مرزا قادیانی کی باتوں پر خوب غور کرو۔ میں نہایت خیرخواہی سے تمہیں متنبہ کرتا ہوں۔ اس بیان پر روشنی ڈالنے کیلئے اور بھی چند باتیں آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ انصاف دلی سے آپ غور کریں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کے قرۃ العینین حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کی کیسی مذمت کی ہے۔ جس کا نمونہ میں نے حقیقۃ الوحی میں دکھایا ہے اور اُن کے اقوال اعجاز احمدی سے نقل کئے ہیں۔ پھر کیا عاشق رسول اللہ امت محمدی ہو کر ایسا کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں اور عاشق رسول ہونا تو بڑی بات ہے۔ سچا مسلمان بھی اس دریدہ دہنی سے رسول الثقلین کے نواسوں کو وہ کلمات نہیں کہہ سکتا جو مرزا قادیانی نے کہے ہیں۔

(۲) جناب رسول اللہ ﷺ کو سید المرسلین اور خاتم النبیین مان کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ

میرے نشانات و معجزات جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سو(۱۰۰) حصے بھی زیادہ[1] ہیں ہر گز نہیں یہ تو فضیلت کلی کا دعویٰ ہے۔

(۳) اسی طرح اُن کا یہ شعر تکدّر ماء السابقین وَعینُنا...... الی آخرا لا یام لا تتکدّر (اعجاز احمدی ص۵۸ خزائن ج۱۹ ص۱۷۰)

اس شعر میں سابقین جمع ہے اور اس پر الف ولام استغراق یا جنس کا آیا ہے۔اس لئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ جتنے اولیاء انبیاء پہلے گذر گئے اُن کے فیض کا پانی میلا اور مکدر ہو گیا اور میرا چشمہ کبھی میلا نہ ہوگا۔ یہ نہایت بدیہی دعویٰ ہے۔ تمام انبیاء کرام پر فضیلت کا جس میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اور اپنے خاتم الانبیاء ہونے کا اور اپنی نبوت کے قیامت تک بقاء کا، چنانچہ مرزا قادیانی کے مریدین مرزا قادیانی کو خاتم الانبیاء اپنے اخباروں میں لکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی فضیلتیں ہیں جن میں سے بعض کا ذکر آئندہ آئے گا۔

(۴) کیا ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو مان کر اور آپؐ کا پیرو ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ایسے بیہودہ اور سخت کلمات زبان سے نکال سکتا ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام[1] آتھم وغیرہ میں نکالے ہیں اور ایک اولوالعزم نبی کی

---

[1] اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔مرزا نے اپنے بارے میں ایک فیصلہ شائع کیا ہے۔ لکھتے ہیں ''جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۶۷ خزائن ج۲۲ ص ۷۰)
جناب رسول اللہ ﷺ نے آخر عمر تک کبھی بھی نہیں فرمایا کہ میرے لئے تین سو یا تین ہزار معجزے ظاہر ہوئے یا اس قدر پیشین گوئیاں میں نے کیں۔ مگر مرزا قادیانی شمار کے لئے رجسٹر رکھتے ہیں اور تمام رسائل اور تحریروں میں وہ رجسٹر کھولا جاتا ہے۔ مگر جب کوئی طلب حق کیلئے تحقیق حق کے درپئے ہو جائے تو ایک نشان کا بھی پتہ نہ ملے گا۔ غرض تین لاکھ سے زیادہ اپنے معجزے بیان کئے اور یہ بھی کہہ دیا کہ کوئی مہینہ بغیر نشانوں (معجزوں) کے نہیں گزرتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اب اہل بصیرت ان کی عمر پر نظر کر کے کہہ سکتے ہیں کہ تقریباً سوا تین لاکھ یعنی تین لاکھ پچیس ہزار معجزے مرزا قادیانی سے ہوئے جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ دن کے ہر گھنٹہ میں ایک معجزہ مرزا قادیانی صادر کرتے تھے۔ جس کا جی چاہے حساب کر کے

بے حرمتی کی ہے۔ ہرگز نہیں کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے ایسے الفاظ نہیں نکل سکتے بلکہ قوی الاسلام اُن الفاظ کو سن نہیں سکتا۔ اُس کا دل لرز جاتا ہے۔ اگر کوئی دہریہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کرے یا کوئی مردود حضرت سرور انبیاءؑ کی نسبت زبان سے بے ادبانہ کلمات نکالے تو کسی مسلمان سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے جواب میں خدائے تعالیٰ یا کسی برگزیدۂ خدائے تعالیٰ کو گالیاں دینے لگے۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ انبیاء کرام کو ایسے سخت کلمات کہنا شریعت محمدیہ میں کسی طور سے جائز ہے؟ حکیم نورالدین قادیانی یا کوئی ذی علم شریعت محمدیہ سے اس کا جواز ثابت نہیں کرسکتا۔

دیکھ لے مگر جناب رسول اللہ ﷺ کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ ارشاد ہے کہ تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰ خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) یہاں تین ہزار سے زیادہ ایک کا بھی اضافہ مرزا قادیانی بیان نہیں کرتے مگر اپنے لئے تین لاکھ نشانوں سے بھی بے تعداد اضافہ بیان کرتے ہیں۔ اب اس پر غور کیجئے کہ معجزہ خاص خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول کی صداقت اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اب جس قدر نشانات اور معجزات زیادہ ہوں گے۔ اسی قدر اُس رسول کی عظمت اور مرتبت زیادہ ہوگی۔ اب مرزا قادیانی اپنے تین لاکھ سے زیادہ معجزات بیان کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے تین ہزار اس سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عظمت اور مقبولیت کو حضور انور ﷺ سے سو (۱۰۰) حصے زیادہ بلکہ سوا سو (۱۲۵) حصے سے بھی زیادہ بتاتے ہیں اور اُن کے پیرو اس پر آمنا کہہ رہے ہیں۔ بھائیو! اس پر غور کرو جو رسول سید الاولین والآخرین ہو جس پر نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہو۔ خدائے تعالیٰ نے قطعی طور سے جسے آخرالانبیاء قرار دیا ہو۔ اُس کے بعد کوئی نبی آئے وہ سرور الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سو حصہ زیادہ عظمت رکھتا ہو یہ ہوسکتا ہے۔ کسی مسلمان کا دل اسے باور کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ مگر مرزا صاف طور سے کہہ رہے ہیں۔ اب غور کرو کہ مرزا قادیانی کا خیال جناب رسول اللہ ﷺ سے کیسا ہے اور اُن کی مدح کرنے کا کیا منشا ہے؟ **فاعتبروا یا اولی الابصار:**

ل ضمیمہ انجام آتھم کا حاشیہ ص۴ سے ص۹ خزائن ج۱۱ ص۲۸۷ تا ۲۹۳ تک دیکھا جائے۔ جب یہ حاشیہ پیش کیا جاتا ہے تو ناواقفوں سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ کلمات یسوع کو کہے ہیں۔ جب ان کے رسالہ توضیح المرام ص۳ خزائن ج۳ ص۵۲ سے دیکھا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور یسوع ایک ہیں تو اور بیہودہ باتیں کہنے لگتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ الزاماً ایسا کہا جاتا ہے۔ مگر یہ سب اندھیر ہے۔ الزام دینا ہم بھی جانتے ہیں اور ہم نے بھی الزام دیئے ہیں۔ مگر جس طرز سے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام اور

پھراس سخت کلامی اور سخت بیہودہ گوئی کا یہ جواب دینا کہ پادری نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بے ادبی کی تھی۔ اُس کے جواب میں ایسا کہا گیا، کیسا لغو عذر ہے، بلکہ اس قسم کی تحریر یہ اُن کی قلبی حالت کو ظاہر کرتی ہے کہ دل میں انبیاء کرام کی عظمت نہیں ہے۔ بلکہ وہ انبیاء علیہم السلام کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے حضرت مسیحؑ کی نسبت لکھا ہے۔ (استغفراللہ)

الغرض اس قسم کی باتوں کو خیال میں لاکر اس دعویٰ پر نظر کیجئے اور صاف دل ہو کر میرے بیان میں غور کیجئے تو خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اُس کی تصدیق آپ کے دل میں ہوجائے گی۔ اب جناب رسول اللہ ﷺ کی مدح

حضرت داؤد علیہ السلام وغیرہا کی بے حرمتی کی ہے۔ کوئی مسلمان کسی طرح نہیں کرسکتا اور نہ شریعت محمدیہ سے اُسے اس طرح کہنا جائز ہے۔ اس واقعہ کو یاد کرنا چاہئے۔ جسے امام بخاری (باب نفخ صور ج۲ ص ۹۶۵) نے روایت کی ہے کہ ایک صحابیؓ کی یہودی سے لڑائی ہوئی تھی اور یہودی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان پر ترجیح دی اور صحابی نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اور اس یہودی کے ایک طمانچہ مارا اور یہودی جناب رسول اللہؐ کے پاس شکایت لے گیا اور حضورؐ نے اُس یہودی کے سامنے فرمایا۔ لاتخیرونی علی موسیٰ۔ مجھے فضیلت نہ دو موسیٰ پر۔ غور کیا جائے کہ صحابیؓ نے کوئی لفظ بے ادبی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں کہا تھا۔ صرف جناب رسول اللہ ﷺ کو فضیلت دی تھی اور وہ بھی یہودی کے مقابلہ میں الزاماً کہا تھا اور سچی بات تھی۔ مگر حضورؐ نے اُس کو بھی جائز نہ رکھا اور فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر نہ بڑھاؤ۔ اس روایت کو حقیقۃ المسیح میں دیکھنا چاہئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صرف یہود کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کو منع فرمایا تو ایسی بیہودہ گوئی اور بے حد فضیحت پادری کے مقابلہ میں کیونکر جائز ہوسکتی ہے؟ جسے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام وغیرہ انبیاء کی کی ہے۔ اس کے علاوہ (دافع البلاء ص۴ خزائن ج۱۸ ص ۲۲۰) کے آخر میں تو کسی پادری کے مقابلہ میں نہیں کہتے۔ بلکہ قرآن مجید کا حوالہ دے کر مسلمانوں سے خطاب کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہایت فضیحت ناک الزام دیا ہے۔ اب خلیفہ قادیان فرمائیں کہ جن کی عظمت و شان قرآن مجید میں بار بار بیان کی گئی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ رسول فرمایا ہو۔ اُن کی نسبت کوئی مسلمان ایسے خیال کرسکتا ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے دافع البلا کے آخر میں کیا ہے؟ ہرگز نہیں

سرائی اور اُن کی اتباع وظلیّت کا دعویٰ اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ باوجود بے انتہا کوشش کے کوئی گروہ ہندو عیسائی یا دوسرے مذہب کا ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اب اگر حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ کرتے اور اُن کے اتباع وظلیّت کا دعویٰ مسلمانوں پر ظاہر نہ کرتے تو کوئی مسلمان بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ اس لئے اوّل انہوں نے خوب زور سے دین اسلام کی تائید کی اور رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی کی۔ پھر اپنی مدح سرائی اور ضمناً اپنے بیان اور الہامات میں اپنا تفوق جابجا ظاہر کیا۔ پھر نہایت عمدہ پیرایہ سے حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت عظیم الشان معجزہ کا اس انداز سے ابطال کیا کہ مسلمان برہم نہ ہوں۔ یہ سب تمہیدیں بھی آئندہ اپنے مقصود کے اظہار کے لئے کیں۔ جس طرح عبداللہ چکڑالوی پہلے مقلد حنفی تھا۔ اس وقت اُس نے لوگوں کو اپنا معتقد اور پیرو بنایا۔ پھر وہ غیر مقلد ہو کر اہل حدیث بنا اور اپنے تئیں حدیث کا پیرو بتایا اور معتقدین کو غیر مقلد بنایا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بالکل منہ پھیر لیا اور تمام حدیثوں کو جھوٹی اور غلط کہنے لگا۔ جب اس کے معتقدین نے اُس سے کہا کہ پہلے آپ مقلد تھے اور ہم سے آپ نے تقلید کی ضرورت اور تعریف کی تھی۔ پھر آپ نے غیر مقلد ہو کر عمل بالحدیث کی طرف ہمیں متوجہ کیا۔ اب آپ اُس کی مذمت کرتے ہیں اور حدیثوں کو جھوٹی اور موضوع بتاتے ہیں اور صرف قرآن پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے، اُس نے جواب دیا کہ اگر میں آہستہ آہستہ تمہیں بتدریج راہ پر نہ لاتا تو تم ہرگز میری بات کو نہ مانتے۔ میرا شروع سے یہی خیال تھا جو میں اب کہہ رہا ہوں۔ چونکہ اُس کے معتقدین کا اعتقاد راسخ ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اُس کے پیرو رہے اور جو اُس نے کہا انہوں نے اُسے مانا۔

یہ واقعہ مرزا قادیانی کی حالت پر پوری روشنی ڈالتا ہے اور طالبین حق کیلئے آفتاب کی طرح مرزا قادیانی کی حالت کو دکھا رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے پہلے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مثیل مسیح ہونے کا اور نہایت صفائی سے مسیح موعود ہونے سے

انکار کیا۔ پھر بڑے زور سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام حضرت مسیح کے منتظر تھے اور اس نازک وقت میں اُن کا بہت زیادہ انتظار تھا۔ اس لئے بعض نیک دل مولوی بھی اُن کے معتقد ہو گئے۔ مگر وہ اپنے اصلی مدعا تک کامیاب نہ ہوئے تھے کہ اس جہان فانی سے رحلت کر گئے مگر اپنے اصلی مقصد یعنی بیخ کنی اسلام کے لئے تخم پاشی کرتے رہے اور بہت سے سادہ دل حضرات اُس سے بے خبر رہے۔ جب اُن کے بعض مقلدین نے اس کے اختلاف اقوال کی نسبت دریافت کیا تو جب کوئی بات نہ بنی تو کہہ دیا کہ جس طرح مجھ پر خدا کی طرف سے ظاہر کیا گیا ویسا میں نے کہا۔ اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ اُنہوں نے خدائے تعالیٰ پر خلاف وعدگی کا الزام[1] لگا کر اپنے آپ کو بچایا اور مریدین اُس پر آمنا کہہ رہے ہیں اور نصوص قطعیہ کے خلاف جملۂ یَعِدُو لَایُوْفِیْ پیش کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے خیال میں مریدین کی ابھی تک یہ حالت نہ پہنچی تھی کہ میرے اعلانیہ کہنے سے یہ لوگ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار کر کے میرے پیرو ہوجائیں گے۔ اس لئے در پردہ وہ ایسی باتیں کہیں تاکہ آئندہ کسی وقت اصلی منشاء کا اظہار کریں اور اُس وقت کہیں کہ فلاں فلاں بات اس لئے کہی تھی، مگر چونکہ تمہاری طرف سے پورا اطمینان نہ تھا اس لئے صاف طور سے نہیں کہا۔

الحاصل، رسالہ اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کی نسبت جو دعویٰ کیا گیا ہے وہ اگر صحیح ہو تو قرآن مجید کا اعجاز باطل ہوجائے گا اور دشمنان اسلام کو دریدہ دہنی کا عمدہ موقع ملے گا۔

---

[1] لطف یہ ہے کہ وہ وعدہ خلافی کا لفظ نہیں بولتے تاکہ عوام دھوکہ کھائیں بلکہ کسی وقت یہ کہتے ہیں کہ وعید کا پورا نہ ہونا سنت اللہ ہے۔ کبھی کہتے ہیں سنت مستمرہ ہے۔ وعدہ کی نسبت کبھی کہتے ہیں کہ بعض وقت وعدے میں پوشیدہ شرطیں ہوتی ہیں کہ اُن کا علم نہیں ہوتا اس لئے بظاہر خلاف وعدگی معلوم ہوتی ہے۔ کسی وقت بعض اولیاء اللہ کی طرف اس قول کو منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام باتیں شان خداوندی کے بالکل خلاف ہیں۔ مگر اُن کو ایسی رنگ آمیزی سے بیان کیا جاتا ہے کہ عوام کم علم حضرات کی تسکین ہوجائے اور خدائے تعالیٰ کی طرف نسبت کرنے کو بُرا نہ سمجھیں، افسوس اس خیال پر۔

برادران اسلام! مرزا قادیانی کی اس گہری پالیسی کو غور سے دیکھیں اور خدا سے ڈر کر اُن سے پرہیز کریں۔

(۳) مرزا قادیانی شہادۃ القرآن (ص۷۹ خزائن ج۶ ص ۳۷۵) میں لکھتے ہیں۔ کہ ''پیشین گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔'' پھر منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی کو بہت ہی عظیم الشان نشان بتایا ہے جو ایک عورت کے نکاح میں آنے اور اُس کے شوہر اور اُس کے والد کے مرنے کی خبر ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بوحی الٰہی پیشینگوئیاں کی ہیں اور اولیاء عظام بھی کرتے رہے ہیں۔ مومنین کاملین بھی فراست سے پیشین گوئی کرتے ہیں اور کی ہیں جس کی نسبت ارشاد ہے۔ **اتقوا فراسته المؤمن فانه ينظر بنور الله** مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ پیشین گوئی کرنا معیار صداقت ہے اور نبی کے سوا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اور سوائے وحی اور الہام کے کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے جس سے انسان آئندہ کی خبر معلوم کر سکے۔ یہ تشخیص محض غلط ہے کیونکہ اکثر ہوشیار تجربہ کار بخوبی واقف ہیں۔ اخباروں میں دیکھتے ہیں۔ معائنہ کرتے ہیں کہ رمال، جفار، نجومی، پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور پہلے کاہن کیا کرتے تھے اور اُن کی پیشین گوئیاں اکثر صحیح ہوتی تھیں۔ پھر ایسی مشترک چیز کو یہ کہنا کہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ سوائے وحی یا الہام کے کسی ذریعہ سے اس کا علم نہیں ہوسکتا۔ کیسا صریح غلط دعویٰ ہے اور پھر ایک معمولی پیشین گوئی کو نہایت عظیم الشان معجزہ بتانا محض سادہ لوحوں کو دھوکے میں ڈالنا ہے۔ جس پر خواص کیا عوام بھی شہادتً دے سکتے ہیں۔ تین چار برس ہوئے۔ مونگیر میں ایک رمال آیا تھا اور جو کوئی اُس سے آئندہ کی بات کا سوال کرتا تھا وہ کچھ لے کر جواب دیتا تھا۔ یعنی پیشین گوئی کرتا تھا اور دریافت کرنے والوں نے بیان کیا کہ اُس کی اکثر پیشین گوئیاں صحیح ہوئیں۔ بعض حضرات راقم الحروف کا تجربہ دریافت کرتے ہیں۔ بہ نظر خیر خواہی اُسے بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔ بعض بزرگ اہل اللہ کی پیشین گوئیوں کو دیکھا اور ایسا دیکھا کہ جس طرح اُنہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ کبھی اُس کے خلاف نہیں ہوا، مگر کسی وقت اور کسی طرح کا اُنہیں دعویٰ کرتے نہیں

دیکھا اور بعض ایسے ہندو اور مسلمان کو بھی دیکھا جو علم نجوم وغیرہا کے ذریعہ سے پیشین گوئی کرتے تھے۔ کم سنی میں میں نے ایک ذی علم ہندو کو دیکھا جو اپنی ہندی کے سوا علم عربی فارسی بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ ایک روز میرے روبرو ایک شخص کا ہاتھ اس نے دیکھ کر کہا کہ تمہاری اولاد تو بہت ہے مگر مرے گی بھی بہت۔ تیس چالیس برس تک دیکھا گیا جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی ہوا اور جو پیشین گوئی اُس نے کی تھی وہ سچی ثابت ہوئی۔ مولوی بقا حسین صاحب فلکی مشہور ہیں۔ اُن کی پیشین گوئیاں چھپتی رہتی ہیں۔ وہ ایک مرتبہ مجھ سے ملے اور اتفاقاً دریافت کیا کہ آپ کس روز اور کس وقت پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے بتا دیا، اُس وقت تو وہ چلے گئے کئی روز کے بعد پھر اُن سے ملاقات ہوئی، اُس وقت انہوں نے میری حالت کے متعلق گذشتہ اور آئندہ کی متعدد خبریں دیں اور وہ صحیح ثابت ہوئیں۔ جن کو اخبار بینی کا شوق ہے وہ دیکھتے ہیں کہ اخباروں میں پیشین گوئیاں چھپتی رہتی ہیں اور اکثر پوری بھی ہوجاتی ہیں۔ پھر اس سے انکار کرنا کس قدر بے خبری یا ابلہ فریبی ہے۔ جس کی انتہا نہیں، یہ تو موجودہ زمانے کا تجربہ بیان کیا گیا۔ گذشتہ زمانہ کا معتبر تجربہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔ رمّال اور نجومی کے علاوہ پیشتر کاہن پیشین گوئیاں کرتے تھے اور اکثر اُن کے کہنے کے مطابق ہوتا تھا۔ حدیث سے بھی اس کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں حیرت خیز واقعہ لکھتے ہیں۔ اسے ملاحظہ کیا جائے۔

ان الكاهنة البغدادية التى نقلها السلطان سنجربن ملك شاهمن بغداد الٰى خراسان وسالها عن الحوال الأية فى المستقبل فذكرت اشياء ثم انها وقعت علٰى وفق كلامها. قال مصنف الكتاب وانا قد رأت اناسا محققين فى علوم الكلام والحكمة حكوا عنها انها اخبرت عن الاشياء الغائبة اخبار على سبيل التفصيل وجات تلك الوقائع على وفق خبرها وبالغ ابو البركات فى كتاب المعتبر فى شرح حالها وقال قد تفحصت عن حالها مدة ثلثين سنة حتٰى يتقنت انها

کانت. تخبر عن المغیبات اخبار امطابقًا (تفسیر کبیر، ج ۸)
"ایک بغدادیہ کاہنہ کو سلطان سنجر بغداد سے خراسان لے گیا اور بہت سے آئندہ کے حالات اُس سے دریافت کئے اور اس عورت نے ان کا جواب دیا اور جیسا اُس نے کہا تھا۔ اسی کے مطابق ہوا۔ (یعنی پیشین گوئیاں اُس نے کی تھیں۔ وہ سب پوری ہوئیں) امام فخرالدین رازیؒ کہتے ہیں کہ میں نے بعض ایسے علماء کو دیکھا جو علم کلام اور علم حکمت کے محقق تھے۔ انہوں نے اُسی عورت کاہنہ کی نسبت بیان کیا کہ اُس نے بہ تفصیل بہت سی آئندہ باتوں کی خبریں دیں اور اُس کے کہنے کے مطابق ان کا ظہور ہوا اور (علامہ) ابوالبرکات نے اپنی کتاب معتبر میں اس کا مشرح حال بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے تیس برس تک اس کے حالات کو تحقیق کیا۔ یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اس کی پیشین گوئیاں صحیح ہوتی ہیں۔ تفسیر کبیر کی آٹھویں جلد میں یہ بیان ہے۔"

اور مرزا قادیانی اس تفسیر کو ایسا معتبر سمجھتے ہیں کہ اپنے قول کی سچائی میں اس کی تصدیق پیش کی ہے۔ (انجام آتھم ص ۳۰ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً ملاحظہ ہو)

اس پر نظر کی جائے کہ وہ عورت پیشین گوئیاں کرنے میں اس قدر مشہور تھی کہ خراسان کا بادشاہ اُسے بغداد سے لے گیا اور امام فخرالدین رازیؒ اُس کی پیشین گوئیوں کی صداقت میں تین شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ اوّل بادشاہ خراسان کا تجربہ دوم متعدد علمائے محققین کا تجربہ کہ اس کاہنہ نے بہت سی آئندہ باتوں کی خبر دی اور جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ سوم علامۂ ابوالبرکات کے تیس برس کا تجربہ اور اس تجربہ کے بعد اُس کی پیشین گوئیوں کے سچے ہونے کی نسبت اپنا یقین ظاہر کرتے ہیں۔ اب یہ کیسی بیّن شہادتیں مرزا قادیانی کے قول کو غلط بتا رہی ہیں اور موجودہ اور گذشتہ صحیح واقعات اُن کے کلام کو محض غلط ثابت کر رہے ہیں۔ پھر ایسی غلط بات کو اپنے دعویٰ کی صداقت میں پیش

کرنا اور ایک معمولی بات کو عظیم الشان نشان اور معجزہ کہنا کسی دیندار ذی علم کا کام نہیں ہوسکتا اور خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں کی تو بہت بڑی شان ہے۔ اُن کی زبان وقلم سے ایسی غلط باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیا مسیح موعود اپنے دعویٰ کے اثبات میں ایسی بات پیش کریں گے جس کی غلطی آفتاب کی طرح روشن ہے۔ جس کو موجودہ زمانے کے واقعات اور تجربہ اور گذشتہ زمانے کی شہادتیں غلط بتا رہی ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کسی ایماندار کی عقل اس کو جائز نہیں رکھ سکتی۔ اس کاہنہ کے حال میں اُن حضرات کو غور اور انصاف کرنا چاہئے۔ جو مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کی (خیالی) صداقت پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی سچے نہ تھے تو پیشین گوئیاں کیوں سچی ہوئیں اور خدائے تعالیٰ نے ان کے کذب و افتراء کی کیوں تائید کی۔ اگر مرزا قادیانی جھوٹے ہوتے تو اُن کی پیشین گوئیاں پوری نہ ہوتیں اور یہ کامیابی اُنہیں نہ ہوتی اور خدائے تعالیٰ اُن کی تائید نہ کرتا۔ اب یہ حضرات اس کاہنہ کے حال پر نظر کریں اور خدائے تعالیٰ کے کرشموں اور حکمتوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ادنیٰ کافرہ عورت اپنی پیشین گوئیوں کی وجہ سے اس قدر کامیاب ہوئی کہ خراسان کا بادشاہ اُسے قدر کے ساتھ لے گیا اور بڑے بڑے علماء اُس کی تعریف کرتے ہیں۔ اس کافرہ ادنیٰ عورت کے لئے یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ مرزا قادیانی اپنی حیثیت کے لحاظ سے اس قدر کامیاب نہیں ہوئے اور کوئی ذی علم ایماندار یہ نہیں کہہ سکتا کہ پچیس یا تیس برس تک ہم نے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کا تجربہ کیا اور کوئی پیشین گوئی اُن کی جھوٹی نہ ہوئی۔

بھائیو، جھوٹی پیشان گوئیوں کا انبار ہے۔ بااین ہمہ اگر مرزا قادیانی کے کاذب ماننے میں خدائے تعالیٰ پر الزام آتا ہے تو اس کاہنہ کی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے پر بھی الزام آنا چاہئے، کیونکہ وہ کاہنہ باوجود کافرہ ہونے اور شیاطین سے رابطہ رکھنے کے اہل اسلام بالخصوص علماء کے روبرو پیشین گوئیاں کرتی رہی اور خدائے تعالیٰ انہیں پوری کرتا رہا اور اُس کے کفر اور شیاطین کے ذلیل کرنے کیلئے اُسے جھوٹا نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے بالاضطرار اور بالطبع مسلمانوں کے دلوں میں بھی اس کافرہ کی صداقت اور عظمت بیٹھی اور یہ وہ خطرناک امر ہے۔ جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کی پیشین گوئیوں کی عظمت عوام کے

خیال میں نہیں رہتی۔

المختصر اگر مرزا قادیانی کے کاذب ماننے پر بقول مرزائیاں خدا تعالیٰ پر الزام آسکتا ہے تو اس کاہنہ کی پیشین گوئیوں کے سچے ہونے پر بھی آسکتا ہے؟ اگر مرزا قادیانی کی طرح زبان درازی کی مشق ہوتی ہے اور خوف خدا نہ ہوتا تو الزام کی تقریر کر کے دکھلا دیتا، مگر عاقل کیلئے اشارہ کافی ہے۔

الحاصل! یہ یقینی بات ہے کہ پیشین گوئی کرنا اور اُس کا سچا ہو جانا اور کامیاب ہونا نبوت یا ولایت کی دلیل نہیں ہے۔ دیکھو اس وقت مخالفین[1] اسلام کس قدر کامیاب ہیں اور اُن کی کامیابی سے دنیا پر کیسا مذہبی اثر ہو رہا ہے۔ خدا کے لئے نظر وسیع کر کے اس میں غور کرو۔ پھر مرزا قادیانی کی کامیابی کو اُس سے مقابلہ کرو۔ مدرسہ قادیان کے بعض تعلیم یافتہ اصل دلیل کے جواب میں کچھ ایسے مضطرب ہوئے کہ رمال وغیرہ کی پیشین گوئیوں سے انکار کر دیا اور قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی۔

---

[1] یہاں مرزا قادیانی کے پیرو یہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ جو الہام اور نبوت کا دعویٰ کرے اور مفتری علی اللہ ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ یہ نہیں کہتے کہ کوئی مخالف اسلام کامیاب نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ بعض ذی علم نیک طبیعت بھی مرزا قادیانی کے دام میں ایسے آگئے کہ اپنے علم و فہم کو بھی کھو بیٹھے۔ اے عزیزو! اس پر تو غور کرو کہ مرزا قادیانی نے یہ قید کیوں لگائی۔ کیا قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت ہے؟

یہ تو ہرگز نہیں ہے مفتری علی اللہ قرآن مجید میں فرعون کی جماعت کو بھی کہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کو بھی کہا ہے۔ مشرکین کو بھی کہا ہے اور جو الہام نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اُسے بھی کہا ہے۔ اب کوئی یہ ثابت کرسکتا ہے کہ مفتری کی آخری قسم کیلئے بالتخصیص ناکامی کسی آیت سے ثابت ہے۔ دوسروں کیلئے نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی جماعت کو مفتری علی اللہ کہہ کر فرمایا وخاب من افتری یعنی نقصان اور ٹوٹے میں پڑا، وہ شخص جس نے خدا پر افتراء کیا۔ یہاں تو عام مفتری کیلئے یہ حکم خداوندی بیان ہوا ہے، پھر قرآن مجید کے خلاف مرزا قادیانی کی شرط پیش کر کے ہمیں الزام دینا چاہتے ہو اور خدا کا خوف نہیں کرتے اور اگر اس شرط کیلئے کوئی عقلی ثبوت رکھتے ہو تو وہی پیش کرو مگر ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔ مرزا قادیانی اس مخصوص مفتری کی ناکامی کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ اُس کی گمراہی دنیا میں نہ پھیلے، اب جن کی آنکھیں ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن ۲۶)

اس آیت کی تفسیر مجیب تو کیا سمجھیں گے، اگر خلیفہ قادیان بھی سمجھے ہوں گے تو اس بات کے ہرگز قائل نہ ہوں گے کہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بغیر الہام یا وحی کے کوئی انسان کسی طرح پیشین گوئی نہیں کر سکتا یہ موقع اس کی تفصیل کا نہیں ہے۔ صرف اس قدر کہوں گا کہ آیت میں لفظ غیب آیا ہے اور وہ مضاف ہے۔ ضمیر کی طرف جو عالم الغیب کی طرف پھرتی ہے۔ جس سے غیب کی خصوصیت سمجھی گئی اس لئے آیت کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو کسی مخلوق پر ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اپنے خاص رسول پر اب اگر غیب کے معنی وہ لئے جائیں جو مجیب سمجھا ہے تو یہ ماننا ہوگا کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں۔ جو واقعات صحیحہ کے خلاف ہیں اور جن کے غلط ہونے کو ہر خاص و عام جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں۔ مگر ایسے معنی کرنا مدرسۂ قادیان کے تعلیم یافتوں کے سوا کوئی فہمیدہ ایماندار نہیں کر سکتا۔ آیت کے بیان میں عوام کے لئے تو میں اس قدر کہتا ہوں کہ یہاں غیب کے معنی بھید کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر اپنا بھید ظاہر نہیں کرتا۔ بجز اپنے خاص رسول کے۔ اس لئے آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو باتیں بھید کی نہیں ہیں۔ ان کا علم بھی کسی کو نہیں ہوتا اور یہ نہایت ظاہر ہے کہ فلاں مرد کا نکاح فلاں عورت سے ہوگا اور اُس عورت کا باپ یا شوہر اتنے دنوں میں مرے گا۔ خدا کے بھید میں داخل نہیں ہے۔ اس لئے علم رمل وغیرہ سے ایسی باتوں کا معلوم کرنا اس آیت کے خلاف نہیں ہے اور اہل علم سے یہ کہتا ہوں کہ غیب کے کئی معنی ہیں۔ ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جو چیز انسان اپنے ظاہری اور باطنی حواس سے معلوم نہ کر سکے۔ اسے غیب کہتے ہیں۔ اب جس قدر باتیں رمال، نجومی،

(بقیہ حاشیہ) اور کچھ عقل بھی اُس کے ساتھ ہے تو دیکھ لے کہ اس وقت دہریہ اور نصاریٰ کس قدر گمراہی دنیا میں پھیلا رہے ہیں؟ مرزا قادیانی کی جماعت کو دہریوں کی جماعت سے مقابلہ کیا جائے جب دوسرے گمراہوں کی گمراہی جھوٹے ملہم کی گمراہی سے زیادہ دنیا کو تباہ و گمراہ کر رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ نصاریٰ اور دہریہ ناکام اور برباد نہ ہوں اور صرف جھوٹے ملہم ہی تک ناکامی محدود رہے۔ بھائیو! ذرا عقل سے کام لو مرزا قادیانی کی شرطوں اور قولوں پر اپنے ایمان کو برباد نہ کرو۔

کاہن، اہل فراست بیان کرتے ہیں گذشتہ اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے ہیں۔ غیب میں داخل نہیں ہیں کیونکہ انسان انہیں اپنے علم اور اپنی فہم سے معلوم کر سکتا ہے۔ اس لئے (مذکورہ آیت کا یہ مطلب سمجھنا کہ مطلقاً پیشین گوئی کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے) محض غلط ہے۔

الغرض عام پیشین گوئیوں کو انسانی طاقت سے باہر بتانا اور معمولی پیشین گوئیوں کو بہت ہی عظیم الشان کہہ کر اپنی صداقت کی دلیل میں پیش کرنا کسی صادق کا کام نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نبی نے اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنی پیشین گوئیوں کو پیش نہیں کیا اور نہ کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ پیشین گوئی کرنا نبوت یا مجدد ہونے کی دلیل ہوسکتی ہے۔ اس بیان سے روشن ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے جو اپنی صداقت کا بڑا معیار پیشین گوئی کو قرار دیا تھا وہ محض غلط ہے۔ پیشین گوئی صداقت کی معیار نہیں ہوسکتی اسی تحقیق کی بناء پر میں نے حصہ دوم میں لکھا ہے کہ پیشین گوئی کا سچا ہوجانا معیار صداقت نہیں ہے۔ اس پر وہی قادیان کے تعلیم یافتہ بڑی شوخ چشمی سے لکھتے ہیں کہ چونکہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں سچی ہوئیں۔ اس لئے یہ ایسا کہہ دیا۔ مگر اہل نظر واقف کار جانتے ہوں گے کہ یہ خیال محض غلط ہے۔ میں نے ایک سچی اور واقعی تحقیق بیان کی ہے اور مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیاں تو فیصلہ آسمانی کے پہلے اور دوسرے حصہ میں بیان[1] کی گئی ہیں۔ اب انہیں کوئی سچا ثابت کرے جو حضرات مرزا قادیانی کے قریب رہتے ہیں اور ان کی حالت سے زیادہ واقف ہیں۔ وہ تو اعلانیہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کوئی ایسی پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی جو صاف لفظوں میں ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کے روبرو کہتے رہے اور چیلنج دیتے رہے کہ پیشین گوئیوں کی پڑتال پر گفتگو کر لی جائے۔ مرزا قادیانی نے دھمکیاں تو بہت دیں اور حسب عادت اس کے متعلق جھوٹی پیشین گوئیاں بھی کیں۔ مگر یہ جرأت نہ ہوئی کہ اُن کے مقابل میں پیشین گوئیوں کی صداقت ثابت کرتے۔ اُن کے مرنے کے

---

[1] اور ایک رسالہ خاص اُن کی غلط پیشین گوئیوں میں لکھا گیا ہے۔ مسیح کاذب (اس رب العزت کو منظور ہوا تو اسے بھی شائع کیا جائے گا۔ فقیر) جس کا نام ہے اور رسالہ النجم الثاقب دیکھنا چاہئے۔ جس میں جھوٹی پیشین گوئیوں کے علاوہ جن پیشین گوئیوں کے سچے ہونے کا دعویٰ ہے۔ انہیں بھی غلط ثابت کر کے دکھایا ہے۔

بعد اُن کے متبعین سے بھی اُن کا یہی چیلنج ہے کہ پیشین گوئیوں کی پڑتال کرلیں۔ لاہور میں جلسہ کرلیا جائے مگر کسی قادیانی کی جرأت نہ ہوئی، پھر کس بنیاد پر یہ جھوٹا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں مگر میں نے تو یہ دکھادیا کہ اگر اس قسم کی پیشین گوئیاں صحیح بھی ہوجائیں تو دعویٰ نبوت یا مہدویت ثابت نہیں ہوسکتا۔ بعض قادیانی اس قول کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ پیشین گوئی کا صحیح ہونا صداقت کی نشانی نہیں اُس کا کسی پیشین گوئی پر اعتراض کرنا شرارت سے خالی نہیں۔ اُس نے تو سارے انبیاء کی پیشین گوئیوں پر ہاتھ صاف کر دیا۔ یہ دعویٰ تو دلیل بیّنہ سے ثابت کر دیا گیا کہ پیشین گوئی کا صحیح ہوجانا معیار صداقت نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں کسی ذی علم راستباز کا یہ مذہب نہیں ہے کہ پیشین گوئی کا صحیح ہوجانا مدعی کی نبوت یا مقدس ہونے کی دلیل ہے۔ تمام رمّال، جفّار، کاہن، پیشین گوئی کرتے ہیں اور اُن کی بہت پیشین گوئیاں صحیح ہوتی ہیں۔ دنیا میں کوئی وسیع النظر واقف کار اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ ایک کاہنہ کا حال لکھا گیا کہ بڑے بڑے علماء نے برسوں اُس کی پیشین گوئیوں کا تجربہ کیا اور صحیح پایا پھر جو شخص ان بدیہی باتوں پر نظر نہ کرے اور اس بات کی وہ کوئی دلیل بھی پیش نہ کر سکے کہ پیشین گوئی کا سچا ہوجانا صداقت کی دلیل ہے۔ بایں ہمہ اُس کا دعویٰ کرنا کہ پیشین گوئی کا سچا ہوجانا صداقت کی نشانی ہے۔ حماقت بلکہ شرارت سے خالی نہیں ہوسکتا کیونکہ ہوش وحواس رکھ کر کوئی پڑھا لکھا انسان نیک نفسی کے ساتھ ایسا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ جسے عالم کے واقعات روز مرہ کے تجربات غلط بتا رہے ہوں۔ اس شخص کی شرارت اس سے بھی ظاہر ہے کہ بلا وجہ اور بغیر کسی دلیل کے ایک مسلمانوں کے خیرخواہ کو شریر بتا رہا ہے۔ کوئی حق پسند ذی علم نہیں کہہ سکتا کہ پیشین گوئیوں کا صحیح ہونا صداقت کی نشانی ہے۔ پیشین گوئی ایک مشترک چیز ہے۔ انبیاء بھی کرتے ہیں اور غیر انبیاء بھی کرتے ہیں اور ہر ایک کی پیشین گوئی صحیح بھی ہوتی ہے۔ پھر ایسی مشترک چیز کو نبوت کا نشان بتانا بجز جہالت یا ابلہ فریبی کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ اس میں انبیاء کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی نہیں ہے بلکہ امر حق ظاہر کرنے کے لئے ایک سچی بات کا اظہار ہے اور یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہہ دے کہ کھانا کھانا نبی کی

صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ تمام انسان کھاتے ہیں اسی طرح پیشین گوئی کرنا نبوت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ بعض اور انسان بھی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ جو نبی نہیں ہیں اس میں شبہ نہیں ہے کہ پیشین گوئی کے اسباب میں فرق ہے۔ انبیاء کرام وحی و الہام سے کرتے ہیں اور دوسرے لوگ علم و فراست سے مگر یہ فرق ایسا ہے کہ دوسروں پر ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے کسی نبی نے اپنی صداقت کے معیار پیشین گوئی کو نہیں بتایا اب جو مدعی تمام انبیاء کے خلاف پیشین گوئی کو اپنی صداقت کا معیار بتاتا ہے۔ وہ بالیقین کاذب ہے اور اُس کے کذب پر قرآن مجید کی نص قطعی شاہد ہے۔ **ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین.** خاتم النبیین کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے اس کے کاذب ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہیں ہوسکتا ہے اور ہاتھ صاف کرنا اسے کہتے ہیں۔ جیسا مرزا قادیانی نے بعض انبیاء[1] پر کیا ہے۔ جن کی مدح میں خدائے تعالیٰ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فرماتا ہے جن کو مقربین میں ارشاد فرما کر اُن کے معجزات بینہ کو بیان فرمایا ہے۔ انہیں معجزات کو مسمریزم اور تالاب کی مٹی کا اثر بتایا ہے اور ایسے فحش کلمات اُن کی شان میں لکھے ہیں کہ کوئی بھلا آدمی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کو بھی نہیں کہتا۔ اُن کلمات کو دیکھ کر یا کسی کی زبان سے سُن کر سچے مسلمان کا دل لرز جاتا ہے اور کسی حالت میں اُن کلمات کا زبان پر لانا تو کسی مسلمان کا کام نہیں۔

الحاصل! معمولی پیشین گوئیوں کو عظیم الشان نشان قرار دے کر اپنی صداقت کا معیار بتانا کسی صادق کا کام نہیں ہے۔ مگر **الحمد للّٰہ** کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار کی رو سے بھی کاذب ثابت ہوئے۔ یعنی وہ پیشین گوئیاں غلط ہوئیں۔ جنہیں انہوں نے اپنی صداقت کا عظیم الشان نشان ٹھہرایا تھا۔ یہ خدا کا بڑا فضل ہوا کہ حق و باطل پوشیدہ نہ رہا۔

---

[1] اس سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں اور حضرت یونس علیہ السلام کو بھی انجام آتھم میں ایسے ناروا الزام دیئے ہیں کہ شان نبوت کے نہایت ہی منافی ہیں اس کا ذکر خاص رسالے میں دیکھنا چاہئے جو حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر میں لکھا گیا ہے۔ (اس کا نام تذکرہ یونس ہے۔ مونگیر سے شائع ہوا)

(۴) یہ تو اظہر من الشمس کر دیا گیا کہ پیشین گوئی کا سچا ہو جانا صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ اب یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ پیشین گوئی کا پورا نہ ہونا مدعی کے کاذب ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی اگر کسی مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی غلط ہو جائے تو اُس کا جھوٹا ہونا یقینی ہے۔ قرآن مجید اور توریت[1] دونوں اس کی شہادت دیتے ہیں۔ توریت کتاب استثناء باب (۱۸) میں ہے۔ ''لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جاوے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کہے اور جو اُس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔'' اس حوالے میں ناظرین کو دو باتوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ یہاں کہا گیا ہے کہ جس مدعی نبوت کی پیشین گوئی سچی نہ ہو اُسے جھوٹا سمجھو اور اس معیار اور شناخت کو ایسا مستحکم اور کامل قرار دیا کہ کسی دوسری حالت پر توجہ

---

[1] اس دعویٰ کے ثبوت میں قرآن مجید اور توریت مقدس دونوں کا حوالہ اس لئے دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس مضمون میں قرآن مجید اور توریت بالکل مطابق ہیں۔ اس سے کامل طور سے ظاہر ہے کہ توریت کا یہ مضمون تحریف سے پاک ہے اور مرزا قادیانی (توضیح مرام ص ۷،۸ ملخص خزائن ج ۳ ص ۵۵) میں انجیل اور قرآن مجید سے وعدہ الٰہی نقل کر کے لکھتے ہیں۔ ''کیا اس میں خدا کے اس وعدہ کا تخلف نہیں جو اس کی تمام پاک کتابوں میں بتواتر و تصریح موجود ہے۔ چونکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ جس طرح قرآن مجید خدا کی پاک کتاب ہے اسی طرح توریت و انجیل بھی خدا کی کتابیں ہیں۔'' اس لئے مرزا قادیانی ان سب کتابوں کو خدا کی پاک کتاب سمجھتے ہیں۔ اب جس کا قلب کفر و الحاد اور دہریت سے پاک ہے۔ وہ پاک کتابوں کے متفق علیہ مسئلہ کو ضرور مانے گا اور جس کا دل ملوث ہو وہ کچھ نہ کچھ باتیں بنا کر خدا کی پاک کتابوں کی بات ٹال دے گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین! غرض جس طرح یہاں مرزا قادیانی نے توریت و انجیل کا حوالہ دیا اور اُسے پاک کتاب بتایا اسی طرح ہم نے بھی حوالہ دیا جس طرح توضیح المرام کے حوالہ کو حضرات مرزائی صحیح مانتے ہیں۔ یہاں بھی ماننا ہوگا۔ اگر کچھ انصاف پسندی ہے اور جب یہ مضمون کتاب اللہ کا ہے تو مرزا قادیانی کو نبی کاذب ضرور ماننا ہوگا۔

کرنے کا اشارہ بھی نہیں کیا گیا مگر یہ نہیں کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرنے والا پیشین گوئی کرے اور اس کے کہنے کے مطابق ظہور میں آئے تو اُسے مانو وہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے۔ اس لئے صاف ظاہر ہوا کہ پیشین گوئی کا سچا ہوجانا مدعی نبوت کے صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ حضرات مرزائیاں عبث مرزا قادیانی کی بعض مہمل پیشین گوئیوں کو لئے پھرتے ہیں اور غل مچاتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

الغرض! توریت میں نہایت صراحت سے بیان ہوا کہ پیشین گوئی کا پورا نہ ہونا۔ مدعی کے کاذب ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی جو نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کی ایک پیشین گوئی بھی پوری نہ ہو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ توریت کا یہ مضمون قرآن مجید کے بالکل مطابق ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد اُسی کتاب الٰہی کا ہے۔ جس کی تصدیق قرآن مجید میں ہے۔ اس لئے اس صریح ارشاد کی طرف توجہ نہ کرنا کلام الٰہی سے منہ پھیرنا ہے۔ اب قرآن مجید کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں بہت جگہ نہایت تاکید سے قطعی طور پر بیان ہوا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے تمام وعدے سچے ہوتے ہیں۔ وہ ذات مقدس جس طرح تمام عیوب سے منزہ اور پاک ہے۔ اسی طرح وہ وعدہ خلافی کے عیب سے بھی پاک ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ کوئی وعدہ کرے اور پورا نہ کرے؟ یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اُس کے کسی وعدے میں ایسی پوشیدہ شرطیں ہوں کہ بندے اُس سے واقف نہ ہوں؟ کیونکہ اس کی وجہ سے اس کریم کے تمام وعدوں سے اطمینان اٹھ جائے گا اور کسی وعدہ کی وقعت بندے کے قلب میں نہ رہے گی اور اس کے تمام وعدے بیکار ہوجائیں گے۔ یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ جس طرح اُس کے تمام وعدے پورے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اُس قدوس غیر متغیر اور متین کی ساری وعیدیں بھی پوری ہوتی ہیں ٹل نہیں سکتیں۔ اس پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ اب اس دعوے کے ثبوت میں قرآن مجید کی چند آیتیں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران ۱۹۴)

”اے ہمارے پروردگار تونے جو اپنے رسولوں کے ذریعہ سے ہم

سے وعدہ کیا ہے۔ اُسے پورا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا۔ اس میں شبہ نہیں کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔"

اس آیت میں تعلیم ہورہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے رہا کرو کہ تو نے جو اپنے رسولوں کے ذریعہ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ عنایت فرما۔ پھر اُس عنایت فرمانے اور وعدہ پورا کرنے کی ترغیب میں اس طرح کہنے کی تعلیم ہوئی کہ **اِنَّکَ لاتُخلِفُ الْمِیْعَادَ** یعنی اس میں شبہ نہیں کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا تیرے سارے وعدے پورے ہوا کرتے ہیں۔ یہ طرز بیان روشن دلیل ہے کہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے پورے ہوا کرتے ہیں۔ یہ طرز بیان بتا رہا ہے کہ **المیعاد** میں **الف و لام استغراق** کا ہے چونکہ الدعاء مخ العبادۃ (کنز العمال ج۲ ص ۶۲ حدیث ۳۱۱۴) یعنی دعا کرنا عبادت کا مغز ہے۔ اس لئے دعا کا طرز تعلیم ہوا۔

الغرض! یہ آیت قطعی طور سے ثابت کرتی ہے کہ خدائے تعالیٰ کے وعدے جو اُس کے رسولوں کے ذریعے سے ہوتے ہیں ان میں خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا اور نہ اُس میں پوشیدہ شرط ہوتی ہے۔ جس کا علم بندے کو نہ ہو اس لئے بندوں کو اُس کے وعدوں پر اطمینان رکھنا چاہئے۔

(۲) **لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِھَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّۃٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھَارُ وَعْدَ اللّٰہِ لایُخْلِفُ اللّٰہُ الْمِیْعَادَ** (زمر ۲۰)

"لیکن جو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کے لئے بالا خانے اور ان پر اور بالا خانے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا اُس کے بعد کامل اطمینان دینے کیلئے ارشاد ہوا کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ کسی دوسرے کا نہیں ہے کہ اُس کے پورا ہونے میں تردد ہو۔ پھر بغرض نہایت تاکید اور تصریح کے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اس طرز بیان نے نہایت خوبی کے ساتھ ثابت کر دیا

کہ خدا کے سارے وعدے پورے ہوتے اور اُن میں کوئی پوشیدہ شرط بھی نہیں ہوسکتی جس کی وجہ سے بندے کا اطمینان جاتا رہے۔ اگر ایسی صراحت کے بعد بھی اُس قدوس کے ایک وعدے میں بھی پورے ہونے کا احتمال نکالا جائے اور کہا جائے کہ اُس کے بعض وعدے پورے نہیں ہوتے یا بعض وعدوں میں ایسی شرط ہوتی ہے۔ جس پر بندے کو اطلاع نہیں ہوتی تو اس قدوس قدیر کا یہ بیان بالکل غلط ہوجائے گا اور اُس کا کوئی وعدہ قابل اطمینان نہ رہے گا۔ چنانچہ مرزا بھی اسے تسلیم کرتے ہیں اور (توضیح مرام ص ۸ خزائن ج۳ ص ۵۵) میں خدا تعالیٰ کا وعدہ نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ''کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدائے تعالیٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا...... یقیناً سمجھو کہ ان لغو باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی ہوگی۔''

مرزا کا یہ قول نہایت صراحت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ایک وعدے میں بھی خلاف نہیں ہوسکتا، خواہ وہ خلاف ہونا کسی پوشیدہ شرط کی وجہ سے ہو یا بغیر شرط کے ہو اور یہی حال بعینہ وعید کا ہے۔

(۳) وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

(سورۂ رعد ۳۱)

''کفار مکہ کو اُن کے کئے کی سزا پہنچتی رہے گی۔ خاص انہیں پہنچے یا اُن کے پڑوسی کو تاکہ وہ دیکھ کر متنبہ ہوں یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ۔ (موت یا قیامت) آجائے اس میں شبہ نہیں کہ اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔''

اس آیت میں وعید کا بیان ہے مگر وہی طرز ہے جو پہلی دو آیتوں میں وعدے کے بیان میں ذکر کیا گیا جس سے ظاہر ہے کہ المیعاد میں الف استغراق کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کل وعیدیں پوری ہوتی ہیں اور ایسا ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر ایک وعدہ یا وعید پورا نہ ہو تو اُس قدوس کا کذب لازم آئے اور اس کا کاذب ہونا بالذات

محال ہے جو ایسا سمجھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کل وعدے اور وعیدیں پوری نہیں ہوتیں۔ بعض ہوتیں ہیں وہ اُس ذات پاک میں سخت عیب لگاتے ہیں اور جو یہ کہتا ہے کہ المیعاد میں الف و لام عہد ذہنی ہے وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ عہد ذہنی کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ الف لام عہد خارجی ہو یا عہد ذہنی ہو اُس سے مراد ایک چیز ہوتی ہے اگر عہد خارجی ہے تو وہ ایک چیز متکلم اور مخاطب دونوں کے نزدیک خارج میں متعین ہوتی ہے اور اگر عہد ذہنی ہے تو صرف متکلم کے ذہن میں اس کا تعین ہوتا ہے مگر ہوتی ایک شئے ہے۔ اب اس پر نظر کی جائے کہ آیت اِنَّ اللّٰہ لا یُخلِفُ المِعَاد قرآن مجید میں کئی جگہ آئی ہے اور میعاد سے مراد کہیں وعدہ ہے اور کہیں وعید ہے۔ مقصود آیت سے خدا تعالیٰ کی خاص صفت ایفائے وعدہ اور وعید کی عظمت بیان کرنا ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسا سچا اور صادق الوعد ہے کہ اُس کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا اور وہ ایسا متین غیر متغیر ذوالبطش الشدید ہے کہ اس کی کوئی حتمی وعید نہیں ٹلتی۔ اس لئے اُس کا یہ بھی ارشاد ہے کہ لاتَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ(یونس ۶۴) یعنی اللہ کی باتوں میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا بندوں کی ترغیب کیلئے یہ بیان نہایت ضرور اور نہایت مفید ہے مگر یہ مطلب اسی وقت ہوسکتا ہے کہ المیعاد میں الف لام استغراق کا ہو جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی وعدے اور وعید میں خلاف نہیں کرتا اور اگر المیعاد میں الف لام عہد ذہنی ہے تو آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ یا وعید ضرور پوری ہوتی ہے۔ باقی سینکڑوں وعدے اور وعیدیں پوری ہوں یا نہ ہوں ان پر اطمینان نہیں کرنا چاہئے۔ اب رہا وہ ایک وعدہ یا وعید جس کے پورا ہونے کا ذکر آیت میں ہے۔ اس کا علم اللہ کو ہے بندے کو نہیں ہے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ کے کسی وعدہ اور وعید پر بندے کو اطمینان نہیں ہوسکتا۔ جب آیت کا یہ حاصل ٹھہرا تو دیکھا جائے کہ یہ مضمون خدا تعالیٰ کی عظمت شان کے کس قدر خلاف ہے کہ اُس مقدس غیر متغیر ازلی و ابدی کا ایک وعدہ یا ایک وعید بھی ایسا نہیں ہے جس پر بندے کو پورا اطمینان ہو۔ مرزائیوں کے خدا کی یہ شان ہے؟ اب نعم ےے جنت کے وعدے اور عذاب دوزخ کی وعیدیں سب بیکار ہیں۔ استغفراللہ۔ یہ حالت بعض ایسے رئیسوں کی ہوتی ہے جن کے قول و فعل پر کسی کو اعتبار نہیں ہوتا اور

کذب اور بے اعتباری میں مشہور ہوتے ہیں۔ افسوس ہے کہ حضرات مرزائی خدائے قدوس کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ مگر ایسے خدا پر مرزا قادیانی اور اُن کے پیر وہی ایمان لاسکتے ہیں۔

خوب یاد رہے کہ جب وہ المیعاد میں الف لام عہد ذہنی کہیں گے تو آیت کا یہی مطلب ہوگا۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ اب ناظرین! مرزا قادیانی کی قرآن دانی معلوم کریں کہ مرزا قادیانی ایسے قرآن دان تھے کہ خدائے قدوس کو ایسا ہی فضول گو، متلون ثابت کرنا چاہتے ہیں جیسا ایک معمولی انسان فضول گو کاذب ہوتا ہے۔ تعالیٰ اللہ عما یصفون۔

(۴) الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ (الٰی) وَعْدَاللّٰہِ لَایُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَالنَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَ (روم ۱،۲،۶)

”نزدیک کے ملک میں رومی (نصاریٰ) مغلوب ہو گئے ہیں لیکن عنقریب غالب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما کر اپنے بندوں کو وثوق دینے کے لئے کہتا ہے کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔“

اس آیت کے طرز بیان نے بھی قطعی فیصلہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اگر اُس کے وعدہ میں کسی وقت پورا نہ ہونے کا احتمال ہوتو اُس آیت میں جو بیان خداوندی ہے وہ صرف فضول اور بیکار ہی نہ ہوگا بلکہ غلط ہوجائے گا۔ (العیاذ باللہ)

الغرض! پہلی اور دوسری اور چوتھی آیت نص قطعی ہیں اسبات میں کہ خدائے تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ اُس کے وعدہ اور وعید میں کوئی پوشیدہ شرط ہوسکتی ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ بعض وعدوں میں پوشیدہ شرطیں بھی ہوا کرتی ہیں، تو کسی وعدے پر اطمینان نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک وعدے میں احتمال ہوگا کہ اس میں کوئی شرط ہو جسے ہم معلوم نہیں کر سکتے۔ غرضیکہ تمام وعدے متزلزل اور غیر قابل اطمینان ہوجائیں گے۔

(۵) اَلاَ اِنَّ وعداللّٰہ حَقٌّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَالنَّاسِ لاَیَعْلَمُونo (یونس ۵۵)

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو متوجہ کر کے تاکید کے ساتھ فرماتا ہے کہ اسے خوب سمجھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ (اس میں کسی وقت جھوٹ کا شائبہ نہیں ہوسکتا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

یعنی انہیں کامل یقین نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے اور وعیدیں پوری ہوا کرتی ہیں۔ اگر انہیں سچا یقین ہوتا تو ہرگز ایسی باتیں نہ کرتے جس کی وجہ سے وہ کسی وعید الٰہی کے مستحق ہوتے۔

(۶) وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ یُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ط (الحج ۴۷)

"اے پیغمبر منکرین تجھ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (یہ یقین کرلیں کہ) اللہ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔"

یعنی اللہ نے کافروں سے جو عذاب کا وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا، مگر وہ حکیم ہے اُس کی حکمت اور مصلحت نے اس کے لئے وقت مقرر کر رکھا ہے۔ اس وقت پر اس کا ظہور ہوگا۔ اُس کی ذات جلد باز نہیں ہے۔ بلکہ غصہ کرنے میں دھیما ہے۔ اس لئے اُن کی جلدی کرنے[۱] سے فوراً عذاب نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعید کے پورا کرنے کو زیادہ تاکید سے بیان فرمایا ہے کیونکہ وعدہ خلافی کی نفی لفظ لَنْ سے کی ہے جو عربی زبان میں نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے کوئی وعید کرے اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ وعید ضرور پوری ہو کر رہے گی، اگر اس کے لئے وقت مقرر کر دیا گیا ہے تو اس وقت پر اس کا پورا ہونا ضرور ہے اور اگر وقت مقرر نہیں کیا گیا تو اُس کی مشیت جس وقت ہو اس

---

[۱] اس آیت نے اس مضمون کی شرح کر دی جو حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ اُن کی قوم نے کہا تھا۔ فاتِنا بِمَا تعِدُنا یعنی جو تم عذاب کا وعدہ کرتے ہو تو عذاب لاؤ، اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اِنَّما یاتِیْکُمْ بِہ اللّٰہ اِنْشاء یعنی اللہ چاہے گا تو لے آئے گا یعنی حضرت نوحؑ کے انشاء کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وعید الٰہی کا آنا یقینی نہیں ہے، ممکن ہے کہ آوے یا نہ آوے بلکہ جس طرح اس آیت میں صراحت ہے کہ منکرین عذاب کی جلدی کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت نوحؑ (بقیہ آگے)

وقت پر اُس کا ظہور ہوگا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید کو بھی وعد کہتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں خاص وعید کا ذکر ہے۔ مگر لفظ وعد[1] آیا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید میں جہاں لفظ وَعْدٌ یا مِیْعَادٌ کا استعمال کیا گیا ہے اور قرینہ مقام نے کسی معنی کو خاص نہیں کیا تو یہ لفظ دونوں کو شامل رہے گا۔

(۷) فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ (ابراہیم ۴۷)

''اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے یا عام مخاطبین سے ارشاد فرماتا ہے کہ تو ایسا خیال اور گمان ہرگز نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا اس میں شبہ نہیں کہ اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ گروہ منکرین سے انکار کا بدلہ لے گا اور اپنے رسول کے ذریعے سے جو وعید ان کے لئے کی ہے اُسے ضرور پورا کرے گا۔''

جس طرح سابق کی آیت میں بیان ہے کہ وعید کی پیشین گوئی ٹل نہیں سکتی

(بقیہ حاشیہ) کی قوم جلدی کرتی ہوگی۔ اس لئے حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو جلدی آئے گا یعنی وعید کا پورا ہونا تو ضروری ہے۔ مگر تمہاری خواہش کے مطابق جلد اس کا ظہور ہوجائے گا۔ یہ اس کی مشیت پر ہے اس کی نسبت ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ چنانچہ امام نووی اپنی تفسیر مراح لبید میں لکھتے ہیں کہ اِنَّمَا يَاتِيْكُمْ به اللّٰه. اى ان الاتيان باالعذاب الّذى تستعجلونه امر خارج دائرة القوى البشرية وانما يفعله اللّٰه تعالى انشاء امام نووی کی تفسیر سے بھی وہی معلوم ہوا جو ہم نے بیان کیا کہ کفار عذاب کی جلدی کرتے تھے۔ اسی کی نسبت کہا گیا کہ اگر اللہ چاہے گا تو جلد لے آئیگا۔

افسوس ہے کہ قادیانی جماعت باوجود بڑے دعویٰ کے قرآن مجید کو نہیں سمجھتی اور اس آیت سے یہ بات ثابت کرنا چاہتی ہے کہ خدائے تعالیٰ کی وعید کا پورا ہونا ضروری نہیں ہے

[1] لغت عرب کے اعتبار سے لفظ وعد خیر اور شر دونوں کو شامل ہے یعنی وعدہ خیر کو بھی کہتے ہیں اور وعدہ شر کو بھی کہتے ہیں۔ جس کا نام وعید ہے مذکورہ آیات سے اس کا ثبوت ہوگیا کہ لفظ وعد دونوں معنی کے لئے آتا ہے۔

ضرور پوری ہو کر رہتی ہے۔ اسی طرح اس آیت میں بھی وہی بیان ہے مگر نہایت ہی تاکید سے کیونکہ اس میں وعدہ خلافی کے گمان و خیال کی بتاکید ممانعت فرمائی جس کا حاصل یہ ہوا کہ وعید کی پیشین گوئی کا ٹل جانا تو بڑی بات ہے۔ اس کا گمان و خیال بھی نہ کرنا کہ ایسی پیشین گوئی ٹل جاتی ہے۔ یہ کمال مرتبہ کی تاکید ہے اس تاکید کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس پیشین گوئی کے مخاطب خاص رسول ہوں اور پھر وہ اپنی امت سے یہ کہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے۔ اگر وہ ٹل جائے اور اس کا ظہور نہ ہو تو یہاں اللہ تعالیٰ اور اُس کا سچا رسول دونوں کاذب ٹھہرتے ہیں، (معاذ اللہ) کیوں اللہ تعالیٰ نے کسی پر عذاب آنے کی خبر دی تھی مگر کسی وجہ سے عذاب نہ آیا۔ اس لئے وہ خبر غلط ہوگئی اور اُس صادق قدوس پر کذب کا الزام آیا۔ پھر اس خبر کے غلط ہونے سے امت کے نزدیک خدا کے سچے رسول بھی جھوٹے ثابت ہوئے۔ غرضیکہ خدائے تعالیٰ اور اُس کے رسول دونوں پر الزام آتا ہے۔ اس کے سوا جتنی وعید کی پیشین گوئیاں ہیں سب متزلزل اور غیر معتبر ہوگئیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ایسا گمان بھی نہ کرو کہ وعید کی پیشین گوئی جو خدا تعالیٰ اپنے رسولوں سے کرتا ہے وہ کسی وقت ٹل جاتی ہے۔ بلکہ اُس کے ٹل جانے کا وہم[1] و گمان بھی نہ کرنا مفسرین نے اس مضمون کی تاکید دوسرے طریقے سے بیان کی ہے۔ چونکہ وہ علمی بات ہے اور علمی مضمون سے کم علم اور عوام کو مطلقاً دلچسپی نہ ہوگی۔ اس لئے میں اُسے بیان نہیں کرتا۔ اہل علم! تفسیر ابوسعود ملاحظہ کریں اس میں اس کی تفصیل اچھی طرح ہے اور تفسیر کبیر وغیرہ میں بھی ہے۔ تفسیر ابوسعود میں نہایت صفائی سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے روز قیامت کی جو وعیدیں ظالموں کے لئے بیان فرمائی

---

[1] ان دونوں آیتوں سے قطعی طور سے ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا اور ان کے متبعین کا یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ وعید کی پیشین گوئی خوف سے ٹل جاتی ہے۔ محض غلط ہے اُس خدائے قدوس کا قول کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں بدلتا۔ لاتَبْدِیْلَ لکلماتِ اللّٰہ نہایت سچا ارشاد ہے اس کی تائید اور توضیح صحیح بخاری (باب ذکر النبیمن یقتل ببدر ج۲ ص ۵۶۳) کی اُس روایت سے کامل طور سے ہوتی ہے۔ جسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ اُس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ معظمہ کے کفار کے گروہ میں امیہ بن خلف ان کے سرداروں میں تھا۔ حضرت سعد بن معاذ سے اس کی پرانی دوستی تھی۔ (بقیہ آگے)

ہیں وہ اسی طرح پوری ہوں گی، جس طرح پہلی نافرمان اُمتوں کی وعیدیں جو انبیاؤں کے ذریعہ سے دنیا میں کی گئی تھیں وہ پوری ہوئیں اور جن کے ہلاک کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ ہلاک ہوئے۔ یعنی کسی نبی کی کوئی پیشین گوئی ٹل نہیں گئی سب پوری ہوئیں۔

اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جس طرح چھٹی آیت کے پہلے جملہ سے ظاہر ہوا تھا کہ اس میں وعید کا ذکر ہے۔ اسی طرح اس آیت کے آخری جملے اور بیان سابق اور لاحق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وعید کی پیشین گوئی کا بیان ہے مگر اُن آیتوں سے جب اس کا ثبوت ہوا کہ وعید کی پیشین گوئی نہیں ٹلتی تو اس کا ثبوت بطریق اولیٰ ہو گیا کہ وعدہ کی پیشین گوئی بھی ضرور پوری ہوتی ہے۔ کیونکہ وعدے کے پورا ہونے میں آیات صریحہ کے علاوہ بداہت عقل بھی اُس کی شاہد ہے کہ کریم کا وعدہ ٹل نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے مفسرین نے اس آیت میں وعدہ اور وعید دونوں کے پورا ہونے کو بیان کیا ہے۔ ان آیتوں کے علاوہ اُن نصوص پر بھی نظر کرنا چاہئے جن میں خاص طور سے مذکور ہے کہ مجرموں سے

(بقیہ حاشیہ) ایک مرتبہ حضرت سعدؓ نے قسم کھا کر اُس سے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے گا۔ فَفَزِعَ لذٰلک اُمیة فزعا شدیدا ،امیہ یہ پیشین گوئی سن کر نہایت گھبرا گیا اور خوف زدہ ہو گیا اور یہ ارادہ کیا کہ میں مکہ سے باہر نہ جاؤں گا جب جنگ بدر پیش آئی اور ابوجہل نے لڑائی کے لئے اپنے گروہ کو تیار کیا۔ اُس نے پہلو تہی کی مگر ابوجہل نے بہت کچھ ترغیب دے کر اُسے آمادہ کیا۔ اُمیہ نے اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ سفر کا سامان تیار کر اُس کی بیوی نے حضرت سعدؓ کا قول یاددلایا اُس نے کہا میں تھوڑی دور جا کر واپس آؤں گا، وہ گیا اور اسی خیال میں رہا کہ جلدی لوٹ جاؤں گا مگر نہ بچا اور مارا گیا۔

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے جس کی صحت پر مرزا قادیانی کو بھی اتفاق ہے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ اُمیہ وعید کی پیشین گوئی سن کر سخت خوف زدہ ہو گیا تھا اور اُس کی صداقت پر اُسے ایسا یقین ہوا تھا کہ اس نے اپنے دل میں مضبوط ارادہ کر لیا تھا کہ مکہ سے باہر نہ جاؤں گا۔ مگر یہ خوف اور اس طرح کا ایمان اُس کے کام نہیں آیا اور اُس جنگ میں وہ مارا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو کر رہی۔ اب حق پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ اور صحیح حدیث کا واقعہ مرزا قادیانی کے قول کو کس صفائی سے غلط بتا رہے ہیں۔ مگر مرزائیوں پر افسوس ہے کہ ایسے صریح غلط قول کو مان رہے ہیں اور اہل علم کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں۔

عذاب نہیں ٹل سکتا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

(۸) لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ط (سورۃ یوسف ۱۱۰)

"ہمارا عذاب گروہ مجرمین سے نہیں ٹلتا۔"

پھر مکرر ارشاد ہے

(۹) لَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ط (سورۃ انعام ۱۴۷)

"اللہ کا عذاب مجرموں کے گروہ سے نہیں ٹلتا۔"

طالبین حق ملاحظہ کریں کہ کس صفائی سے مکرر ارشاد ہے کہ عذاب الٰہی نہیں ٹلتا۔ جس عذاب کے آنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے وہ ضرور پوری ہوگی۔

راستی کے طالبو! سنت اللہ یہ ہے جسے اُس قدوس برحق نے اپنے کلام مقدس میں نہایت صراحت سے بار بار ارشاد فرمادیا۔ نصوص قطعیہ سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ سنت اللہ یہی ہے کہ جس طرح وعدہ الٰہی ضرور پورا ہوتا ہے۔ اسی طرح وعید خداوندی بھی نہیں ٹلتی بغیر سچا ایمان لائے ہوئے۔ مگر قادیانی جماعت کی بے خبری پر اور زیادہ تر اُن کے جہل مرکب پر افسوس ہے کہ ایسے نصوص صریحہ کے ہوتے ہوئے خدائے قدوس پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس کی وعید کی پیشین گوئیاں ٹل جاتی ہیں۔ (صرف کسی قدر خوف سے) ایمان لانا ضروری نہیں ہے اور پھر اسے خداتعالیٰ کی سنت مستمرہ بتاتے ہیں اور اہل حق کو ناواقف کہتے ہیں اور بڑے فخر سے اپنے مسیح کا مقولہ اُن کی کتاب (حقیقۃ الوحی ص۱۳۴ خزائن ج۲۲ ص ۱۷۵) سے نقل کرتے ہیں کہ "وعید کی پیشین گوئی کے ٹل جانے میں سب نبی متفق ہیں۔"

اس اندھیر کا کچھ ٹھکانا ہے۔ مجھے ایسا خیال نہ تھا کہ مرزا قادیانی محض غلط قول تمام انبیاء کی طرف منسوب کریں گے۔ مگر قادیانی جماعت! یہ تو بتائیے کہ تمام کا اتفاق کہاں لکھا ہے۔ انبیاء میں سے دو چار ہی کا نام بتائیے۔ جنہوں نے ایسا کہا ہو اور جہاں ان کا قول ہے۔ اُس کا حوالہ بھی بتائیے کہ حضرت سید المرسلین ﷺ کا تو وہی ارشاد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہایت تاکید اور صراحت سے قرآن مجید میں ظاہر فرمایا۔ اس میں تو کسی

مسلمان کو شک نہیں ہوسکتا۔ عجب لطف ہے کہ جو دعویٰ نصوص قطعیہ کے خلاف ہو اُسے اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ بتایا جاتا ہے اور گویا یہ کہا جاتا ہے کہ جب وعدہ خلافی اُس ذات مقدس کی سنت مستمرہ یعنی عادات دائمی یا عادت مستحکم ہے تو اُسے وعدہ خلافی نہیں کہیں گے۔ شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ جو اتفاقیہ کبھی وعدہ خلافی کرے اُسے وعدہ خلاف کہیں گے اور جسے وعدہ خلافی کی عادت مستمرہ ہوگئی وہ وعدہ خلاف نہیں کہلائے گا۔ جن کی عقل و فہم ایسی سلب کر دی گئی ہو اُن کے اصلاح کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ عجب جہالت ہے کہ جابجا ہمارے سامنے مرزا قادیانی کے قول سے سند لائی جاتی ہے اور کوئی آیت یا صحیح حدیث نہیں پیش ہوسکتی ہے۔ ذرا تو خیال کرو کہ جو قرآن و حدیث پر ایمان لائے ہیں اور مرزا قادیانی کے اقوال کو سراسر غلط اور مخالف قرآن و حدیث یقیناً معلوم کر چکے ہیں۔ اُن کے نزدیک مرزا قادیانی کے اقوال کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔

نتیجہ بیان سابق مع تحقیق دقیق

الغرض! نصوص قطعیہ قرآنیہ[1] اور کتب سابقہ الٰہیہ اور دلائل عقلیہ سب متفق ہیں اس بات پر کہ خدائے تعالیٰ کے وعدے اور وعید میں تغیر ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اُس کے تمام وعدے اور وعیدیں ضرور پوری ہوتی ہیں۔ اُن کے پورے ہونے کیلئے کوئی رکاوٹ اور کوئی مانع پیش نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ علام الغیوب ہے۔ اُس کے علم میں گذشتہ اور آئندہ کی تمام باتیں ایسی ہی ہیں جیسی اس وقت ہمارے سامنے کی باتیں اس لئے وہ ایسا وعدہ کبھی نہ کرے گا جو آئندہ کسی واقعہ کی وجہ سے پورا نہ ہوسکے۔ اسی طرح وہ پختہ وعید بھی ہرگز نہ

---

[1] ان نصوص صریحہ کو پیش نظر رکھ کر آیت یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ (مؤمن ۲۸) کے معنی کرنا چاہئے یہ آیت حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں ہے کہ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص فرعون کے گروہ کا تھا۔ وہ پوشیدہ طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا۔ اُس نے چاہا کہ فرعون کو اس ارادہ سے باز رکھے اور خود بھی اس کے شر سے محفوظ رہے۔ اس لئے اُس نے اس طرح گفتگو کی کہ اُس کا ایمان لانا بھی ظاہر نہ ہو اور فرعون اپنے ارادہ سے باز رہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کہا کہ اگر یہ جھوٹے ہیں تو اس

کرے گا۔ جو کسی وجہ سے ٹل جائے اور پیشین گوئی میں کسی قسم کا وعدہ یا وعید ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ سچے رسول کی تمام پیشین گوئیاں پوری ہوں اور اگر کسی مدعی کی ایک پیشین گوئی بھی پوری نہ ہو تو ثابت ہوگا کہ یہ پیشین گوئی خدا کی طرف سے نہیں تھی بلکہ شیطانی وسوسہ یا علوم ظنیہ یا اس کے خیالات کا نتیجہ تھا اور اس میں شبہ نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں بالیقین غلط ثابت ہوئیں۔ اس لئے یہ یقینی طور سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا قادیانی کاذب تھے اور کذب بھی ایسا کہ قرآن مجید اور توریت مقدس بالاتفاق اُس کی شہادت دیتی ہے۔ البتہ اس بیان میں ایک تحقیق دقیق باقی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر وعید میں کسی وقت تغیر نہ ہوتو مجرم کی توبہ سے یا کسی عالی مرتبہ کی سفارش سے یا محض جوش کرم سے گنہگار کی نجات نہ ہوسکے حالانکہ نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے ان

(بقیہ حاشیہ) جھوٹ کا وبال ان پر آپڑے گا۔ تیرے مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ وہ شخص اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے اُس نے جھوٹے ہونے کو پہلے کہا اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ اگر یہ سچا ہے تو جو کچھ یہ کہہ رہا ہے کچھ نہ کچھ تو اس کا نتیجہ ضرور ہوگا۔ مخالف کے سمجھانے کا یہ طریقہ عمدہ ہے۔ آیت کے جو الفاظ نقل کئے گئے اُس کا مطلب یہی ہے جو میں نے بیان کیا۔ اس طرز بیان سے یہ سمجھنا کہ جو باتیں اس نے کہی ہیں ان سب کا ظہور نہ ہوگا بلکہ بعض کا ہوگا محض نادانی ہے ایک معنی یہ ہوئے دوسرے یہ ہوسکتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے حسب معمول انبیاء ایمان لانے پر وعدہ اور نہ لانے پر وعید بیان کی ہوگی۔ اس لئے یہ سمجھانے والا مجمل طور سے کہتا ہے کہ اگر یہ سچا ہے تو جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اس میں سے بعض تو تجھے ضرور ملے گا یعنی اگر اُن کے کہنے کے مطابق تو ایمان لے آیا تو وہ نعمتیں تجھے ملیں گی جن کا یہ وعدہ دے رہے ہیں اور اگر ایمان نہ لایا تو جو وعید یہ بیان کر رہے ہیں۔ اُن میں تو مبتلا ہوگا۔ غرضکہ دونوں صورتوں میں ایک بات کا ظہور ہوگا۔ دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا ایمان لانے کی صورت میں وعدہ کا اور نہ لانے پر وعید کا، اس لئے اس کا کہنا نہایت صحیح ہے کہ یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ یعنی وعدے اور وعید دونوں تجھ سے کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کا تو مستحق ہوگا۔ ان دونوں معنوں کے سوا اور بھی ہوسکتے ہیں۔ تنزیہہ ربانی۔ معیار صداقت ملاحظہ کیا جائے الحاصل جب نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے وعدہ وعید میں خلاف نہیں ہوتا اس لئے ایماندار کے لئے ضرور ہے کہ اس آیت کے معنی ایسے کرے جو نصوص قطعیہ کے خلاف نہ ہوں۔

تینوں طریقوں سے نجات ثابت ہے۔ اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ وعید کسی وقت پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ توبہ وغیرہ سے ٹل جاتی ہے۔ اس کا جواب نہایت غور و تأمل سے ملاحظہ کیا جائے اور خوب ذہن نشین کر لیا جائے کہ مجرم کے گناہ کا کسی وجہ سے بخشا جانا گذشتہ تحقیق کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وعیدوں کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) وہ وعید جو کسی خاص شخص سے یا خاص قوم سے حتمی طور سے کی گئی اور اُس کے ظہور کا وقت بھی مثلاً جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُمیہ بن خلف مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے گا اور باوجود اس کے نہایت خائف ہوجانے کے وہ مارا گیا اور پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے ہلاک ہونے کی خبر دی تھی۔ وہ ہلاک ہوئی۔ اس قسم کی پیشین گوئی کسی وجہ سے ٹل نہیں سکتی اور ایسے اسباب پیش ہی نہیں آسکتے جس کی وجہ سے پیشین گوئی پوری نہ ہو۔ اگر اس قسم کی پیشین گوئی پوری نہ ہو تو مخلوق کے روبرو وہ رسول جھوٹا قرار پائے یا خدا تعالیٰ پر کذب کا الزام آئے۔ اسے کوئی عقل باور نہیں کر سکتی کہ وہ قادر مطلق اپنے سچے رسول کو امت کے سامنے جھوٹا ٹھہرا کر رسوا کرے۔ ایسا تو کوئی رئیس اور متین انسان بھی نہیں کرتا۔ احمد بیگ کے داماد کی پیشین گوئی اسی قسم میں داخل ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اُس کا ٹل جانا مرزا قادیانی کو کاذب ثابت کرتا ہے اور اُس وعید کی نسبت جو باتیں بنائی جاتی ہیں وہ محض غلط ہیں۔

(۲) دوسرے وہ وعیدیں جو عام کفار کے لئے کی گئی ہیں۔

(۳) وہ جو گناہ گار مسلمانوں کے لئے ہیں یہ دونوں قسم کی وعیدیں اول تو سب مشروط ہیں۔ کوئی حتمی وعید نہیں ہے کیونکہ نص صریح میں ان وعیدوں کے ساتھ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا موجود ہے۔ یعنی کفار کے لئے جو وعید ہے وہ اُسی وقت ہے کہ توبہ نہ کرے اور جو کفر سے توبہ کر کے ایمان لے آئے۔ اُس کے لئے وعید ہی نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح میں ارشاد نبوی ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب له

(کنزالعمال ج۴ ص ۲۰۷ حدیث ۱۰۱۷۴)

یعنی جس نے گناہ سے توبہ کی وہ گویا ایسا ہی ہے کہ اُس نے گناہ کیا ہی نہیں

اس لئے وہ وعید اس کے لئے نہیں ہے۔ غرضکہ یہاں کوئی وعید ٹل نہیں گئی بلکہ اُس کے لئے وعید تھی ہی نہیں، مگر یہ خوب خیال رہے کہ توبہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ دل میں ڈر جائے یا ڈر کے مارے بھاگا پھرے، بلکہ اعلانیہ طور سے اپنے کفر کے عقیدے سے توبہ کر کے سچے رسول پر ایمان لائے۔ یہی وجہ ہوئی کہ امیہ بن خلف پر وعید پوری ہوئی۔ اگرچہ وہ دل میں بہت ڈر گیا تھا اور اضطراری طور سے جناب رسول اللہ ﷺ کی صداقت اُس کے دل میں آ گئی تھی۔ مگر یہ تصدیق لائق اعتبار نہیں ہے بلکہ ایمان لانے کے لئے ایسی تصدیق کی ضرورت ہے جو اُس کی رغبت اور خوشی سے ہو توبہ کا استثناء تو کافر اور گناہ گار مسلم، دونوں کے لئے ہے۔ مگر گناہ گار کیلئے دوسری آیت ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کیلئے کوئی وعید قطعی نہیں ہے۔ وہ آیت یہ ہے۔ **اِنَّ اللّٰهَ لاَ یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ** (نساء ۴۸) یعنی اللہ مشرک کو نہیں بخشے گا۔ (اُس کیلئے حتمی وعید ہے) اور جو شرک سے تائب ہیں اور گناہ کرتے ہیں اُن کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ جسے چاہے بخش دے۔ اب مشیت کا ظہور کسی وقت شفاعت کی وجہ سے ہوگا اور کسی وقت جوش کرم اُس کو ظاہر کرے گا۔ اس آیت نے قطعی طور سے فیصلہ کر دیا کہ مسلمانوں کے لئے کوئی وعید الٰہی قطعی نہیں ہے کہ اُس کے خلاف ہونے سے کذب لازم آئے۔ اس کے علاوہ ایک سرّ عظیم یہ ہے کہ جو وعیدیں عام کفار یا عام گناہگاروں کے لئے کی گئی ہیں وہ درحقیقت وعید نہیں یعنی کسی سزا کے حتمی وقوع کی خبر نہیں ہے بلکہ قانون شریعت کا بیان اور جرم کی شفاعت کا اندازہ ہے۔ اُس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ قانون الٰہی میں اس جرم کی سزا یہ مقرر کی گئی ہے کہ جو کوئی اس جرم کا مرتکب ہوگا وہ اس سزا کا مستحق ہے۔ اس استحقاق کے بعد حاکم کو اختیار ہے چاہے اُسے سزا دے اور چاہے چھوڑ دے کیونکہ اس صورت میں کسی خبر کا کاذب ہونا ثابت نہیں۔ امام نووی حدیث **مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِبًا فَلْیَتَبَوَّأ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ** کی شرح میں لکھتے ہیں۔

معنی الحدیث ان هٰذا جزاءهٗ وقد یجازیٰ به وقد یعفواللّٰه الکریم عنه ولا یقطع علیه وبدخول النار ولهکذا سبیل کل

ماجاء من الوعید بالنار لا صحاب الکبائر

(نووی ج۱ص۸ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ)

''معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ پر عمداً جھوٹ باندھے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کسی وقت یہ سزا دے گا اور کبھی اپنے کرم سے معاف کر دے گا اس شخص کا جہنم میں جانا کوئی قطعی بات نہیں ہے۔ اسی طرح اہل کبائر کیلئے جتنی وعیدیں جہنم میں جانے کی آئی ہیں اُن کا حاصل یہی ہے۔''

یعنی شریعت الٰہی نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ یہ مجرم اس سزا کا مستحق ہے مگر اُس جرم کے بعد اُس سزا کا دینا حاکم کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ عاجزی اور توبہ سے یا سفارش اور جوش کرم سے اُسے چھوڑ دے تو اُس پر کوئی الزام نہیں آ سکتا کیونکہ اس چھوڑنے سے اُس کا کوئی وعدہ یا وعید غلط نہیں ہوجائے گی۔ قانون وعید کسی سزا کی قطعی خبر نہیں ہے بلکہ صرف مجرم کے استحقاق کا بیان اور جرم کی شناعت کا اندازہ ہے۔ اب اگر حاکم سزا کا حکم دے دے اور پھر کسی مصلحت سے اسے منسوخ کر دے تو کوئی عیب نہیں ہوسکتا۔ جس طرح گورنمنٹ کسی جرم کی سزا مقرر کر دیتی ہے اور اُس کے مطابق حاکم اُسے سزا کا حکم دیتا ہے پھر کسی وقت وہی حاکم یا دوسرا حاکم اُسے[1] چھوڑ دیتا ہے یعنی پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے۔ یہاں کسی پیشین گوئی یا کسی وعدہ کا ٹال دینا اور غلط کر دینا ہرگز نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی قوم یا کسی شخص کے ہلاک کر دینے کی خبر دی گئی یعنی رسول کو اطلاع دی گئی کہ یہ قوم ہلاک کی جائے گی یا اس شخص پر عذاب آئے گا اور اُس رسول نے اپنی قوم سے پیشین گوئی کی کہ تم پر عذاب آئے گا اور تم ہلاک ہوگے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا یا مرزا قادیانی نے احمد بیگ کے داماد کے موت کی پیشین

---

[1] مگر قادیانی حضرات ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے اور وعید الٰہی کو مثل حاکم کے حکم کے سمجھتے ہیں۔

گوئی کی تھی۔ یہ اُس قوم اور اس شخص کے عذاب میں مبتلا ہونے کی قطعی خبر ہے اس کے خلاف ہوجانے سے اُس قدوس کا کذب لازم آئے گا اور اُس رسول کے تمام وعدوں اور وعیدوں پر وثوق نہ رہے گا اس لئے یہ وعید نہیں ٹل سکتی اور اسی کی نسبت ارشاد ہے۔ لَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ یعنی اللہ کی وعید ہرگز نہیں ٹلتی یہی وجہ ہے کہ جن انبیاء سابقین نے اپنی قوم کے لئے عذاب کی پیشین گوئی بہ الہام الٰہی کی ہے اس کا ظہور قطعاً ہوا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے ہلاک ہونے کی پیشین گوئی نہیں کی تھی۔ اس لئے وہ بچ گئے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کی کوئی خبر جھوٹی نہیں ہوئی۔ کسی وعدۂ الٰہی یا کسی خبر کو منسوخ کہہ دینا صاحب عقل کا کام نہیں ہے جو نسخ کے قائل ہیں۔ وہ بھی خبر میں نسخ کو نہیں مانتے ہیں۔ بلکہ حکم میں نسخ کے قائل ہیں۔ افسوس ہے اُن کی عقل پر جو خبر کو منسوخ بتاتے ہیں اور صریح جھوٹ کو اس پردہ میں چھپاتے ہیں۔ قادیانی جماعت کا یہی حال ہے، یہ وہ تحقیق ہے کہ قادیانی جماعت کے ذی علم اس سے بالکل بے خبر[1] ہیں۔ اور مرزا قادیانی سخت غلطی کی پیروی کر رہے ہیں۔ کذب اور باطل کی پیروی نے ان کے قلب پر ظلمت کا پردہ ڈال دیا ہے۔

میں نے توریت کا حوالہ یہاں اس لئے دیا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ بات

---

[1] مرزا قادیانی کے دماغ تک اس تحقیق کی ہوا نہیں پہنچی تھی یہ وہ تحقیق ہے کہ جس سے خلف فی الوعید کا مختلف فیہ مسئلہ بآسانی حل ہوجاتا ہے۔ یعنی اگرچہ محققین اسی بات کے قائل ہیں۔ خلف فی الوعید جائز نہیں مگر بعض علماء اس کے قائل ہیں۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ اختلاف ظاہری ہے۔ بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی اختلاف نہیں ہے اور نہایت ظاہر ہے کہ جب نصوص قطعیہ سے صاف ثابت ہے تو علمائے اسلام کیونکر اختلاف کر سکتے ہیں۔ مگر بعض علماء جو خلف فی الوعید کو جائز کہتے ہیں، اُن سے مراد وہی وعیدیں ہیں جو مسلمان گناہگاروں کے لئے ہیں۔ حقیقتاً وعید ہی نہیں ہے اور اگر نہیں بھی تو ان میں سے کوئی حتمی وعید نہیں ہے بلکہ صاف طور سے مشیت کی شرط اس میں موجود ہے اس لئے اُس کے ظاہر ہونے سے خلف فی الوعید نہیں ہوتا کیونکہ جب وہ حقیقتاً وعید ہی نہیں ہے تو پھر خلف کس کا البتہ وعید کی پہلی قسم جس میں کسی خاص قوم یا خاص شخص کے لیے وعید کی گئی ہو تاریخ عذاب بیان کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو یہ نہیں ٹلتیں۔ چونکہ خدائے تعالیٰ عالم الغیب ہے اس لئے اس کی وعید ایسی قوم یا ایسے شخص کیلئے نہیں ہوسکتی۔ کسی وقت بچی

تمام انبیاء سابقین سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک یکساں مانی گئی ہے کہ جس مدعی کی پیشین گوئی جھوٹی ہوجائے۔ وہ کاذب ہے اور اس مقام پر تحریف کا الزام بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن مجید میں جس طرح کتب سابقہ کی تحریف کا دعویٰ کیا ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ آخری کتاب مقدس کتب سابقہ کی **مُصَدِّق** اور **مُهَيمِنُ** یعنی محافظ ہے۔ اس لئے جو جو مضمون توریت کا قرآن مجید کے مطابق ہے وہ بالیقین توریت مقدس کا مضمون ہے۔ اُس میں تحریف کا گمان نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے بہت جگہ توریت اور انجیل کا حوالہ[1] دیا ہے اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اسی طرح پیش کیا ہے جس طرح قرآن مجید کو، اس لئے اُن کے مسلمات سے بھی اُن کا کاذب ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

الغرض! اس بیان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ دعویٰ نبوت کی صداقت کیلئے یہ دیکھنا چاہئے کہ اُس کی پیشین گوئی کوئی غلط بھی ہوئی یا نہیں۔ اگر ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ثابت ہوجائے تو یقین کرنا چاہئے کہ یہ مدعی جھوٹا ہے مگر عجب تعصب یا نادانی ہے کہ بعض طالبین حق بھی مرزا قادیانی کی اُن پیشین گوئیوں کو جو انہیں کے خیال میں سچی[2] ثابت ہوئیں پیش کر کے اُنہیں سچا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ پیشین

(بقیہ حاشیہ) توبہ اُس سے ظہور میں آئے اور اضطراری توبہ اور کسی وقت بتقاضائے بشریت خوف کرنا لائق اعتبار نہیں ہے۔ اس سے وعید نہیں ٹلتی مرزا محمود نے صرف عوام کے دھوکا دینے کو یا محض ناواقفی سے بعض عبارتیں خلف فی الوعید میں نقل کی ہیں مگر جب آیات قرآنیہ اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہوگیا تو کسی قول کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر حکیم نورالدین ضرورت بتلائیں تو یہ فقیر موجود ہے ہر طرح ثابت کردے گا کہ خلف فی الوعید جائز نہیں ہے اور وعدہ خلاف ہونا اس سے زیادہ دشوار ہے۔ مرزا محمود کیا سمجھیں گے؟

[1] مثلاً انجام آتھم صفحہ ۶۳ اس طرح میں اور اسی کے حاشیہ ۷،۸ میں پھر صفحہ ۶۴ میں اور توضیح مرام صفحہ ۷،۸ میں ملاحظہ ہو۔

[2] یہاں یہ کہا گیا کہ جو پیشین گوئیاں اُن کے خیال میں سچی ہوئیں کیونکہ واقعی طور پر اُن کی کسی ایک پیشین گوئی کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا جسے صاف طور سے پیشین گوئی کہہ سکیں مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کے زمانہ سے اعلان کے ساتھ دعویٰ کر رہے ہیں۔ کہ کوئی پیشین گوئی ایسی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی نے اس پر یہ پیشین گوئی کی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پیشین گوئیوں کی پڑتال کیلئے قادیان

گوئی کے سچے ہوجانے سے مدعی کی صداقت ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی۔ ان دونوں دلیلوں کو انصاف وغور سے ملاحظہ کیا جائے۔ پھر بالیقین روشن ہوجائے گا کہ اگر کسی کی دو ہزار پیشین گوئیاں صحیح ہوجائیں تو بھی اُس مدعی کو صداقت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ جو راستباز مرزا قادیانی کے حال سے واقف ہوگا وہ بالیقین کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی کی بہت پیشین گوئیاں غلط ہوئیں اور ایسی غلط ہوئیں کہ جن کی غلطی میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

اب میں اُن کی چند پیشین گوئیاں نقل کرتا ہوں جن کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اُن کی سچائی ثابت کرنے کے لئے جو باتیں خود مرزا قادیانی نے اور اُن کے بعد اُن کے متبعین نے بنائی ہیں اُن سے اور زیادہ اُن کی ناراستی اور اُن کی بناوٹ اظہر من الشمس ہوتی ہے مگر حکیم نورالدین کو اس رسالہ کے دیکھنے کے بعد بھی اُن کی صداقت پر اصرار ہے تو یہ عاجز ہر طرح حاضر ہے۔ خواہ زبانی گفتگو کر کے سمجھ لیں یا تحریری مناظرہ کر کے اپنی تسلی فرمالیں مگر اپنی جماعت کو بدزبانی اور بیہودہ گوئی[1] سے روکیں کیونکہ پھر اس طرف بھی لوگ جزاء سیئۃ سیئۃ پر عمل کرنے کو موجود ہوجاتے ہیں اور مخالفین اسلام کو مضحکہ کا موقع ملتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ) میں ہرگز نہ آئیں گے مگر وہ گئے اور مرزا قادیانی سامنے نہ آئے۔ اُس کے بعد انہوں نے اخبار اہلحدیث میں اعلان دیا کہ لاہور میں جلسہ کر کے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کی پڑتال کی جائے۔ میں ثابت کروں گا کہ کوئی پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی مگر کسی قادیانی کی ہمت نہ ہوئی کہ سامنے آئے اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی خود متردد ہیں۔

[1] ذرا خیال فرمائیں کہ اہل اللہ کی یہی شان ہے کہ اپنے گروہ کا کوئی شخص کیسے ہی بیہودہ اور غلط تحریر سے رسالہ سیاہ کرے اُس کی تعریف اپنے خاص اخبار میں کی جاتی ہے اور مصاحبین خاص جھوٹی تعریفیں کرتے اور کسی وقت انہیں متنبہ نہیں کیا جاتا۔ جب متبعین کی صریح کذب اور غلط باتیں اُنہیں بری معلوم نہ ہوئیں تو ظاہر ہوگیا کہ باطل پرستی سے اُن کی قوت ممیزہ جاتی رہی، اگر خلیفہ قادیان اظہار حق پر متوجہ ہوں تو یہ عاجز ان رسالوں کی محض غلط اور جھوٹی باتیں پیش کرے جن کی تعریف اخبار بدر وغیرہ میں کی گئی ہے مگر اُن سے یہ امید ہرگز نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کی بعض غلط پیشین گوئیاں

(۱) مرزا احمد بیگ کا داماد سلطان محمد ڈھائی سال کے اندر مرے گا۔

(شھادۃ القرآن ص۸۰ خزائن ج۶ ص ۳۷۶)

مگر نہیں مرا پھر اُس کیلئے یہ دوسری پیشین گوئی کی گئی کہ۔

(۲) نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا جیسے احمد بیگ اور آتھم کی پوری ہوگی۔

(انجام آتھم ص۳۱ خزائن ج۱۱ص ایضاً)

اس پیشین گوئی میں سلطان محمد کے مرنے کی میعاد مقرر نہیں کی صرف اس قدر تعیین کی کہ میرے سامنے مرے گا اور اس کو متعدد جگہ لکھا ہے اور مختلف عنوان سے لوگوں کو اس کا یقین دلایا ہے اور اپنی صداقت کا معیار بتایا ہے مگر بایں ہمہ اس پیشین گوئی کا بھی ظہور نہ ہوا یعنی سلطان محمد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا قادیانی ہی اُس کے سامنے مر گئے۔ اس لئے علاوہ پیشین گوئی غلط ہونے کے مرزا قادیانی اپنے اقرار اور اپنے معیّن کردہ معیار کے بموجب جھوٹے ٹھہرے۔

(۳،۴) احمد بیگ کی لڑکی بیوہ ہوگی اور نکاح ثانی تک زندہ رہے گی، اس میں دراصل دو پیشین گوئیاں ہیں۔ ایک اُس لڑکی کا بیوہ ہونا اور دوسری نکاح ثانی تک اُس کا زندہ رہنا۔ یہ دونوں پیشین گوئیاں بھی غلط ہوئیں کیونکہ وہ لڑکی بیوہ نہیں ہوئی۔ بلکہ پہلے ہی خاوند کے نکاح میں مری۔

(۵) پھر یہ عاجز بھی ان واقعات کے پورے ہونے تک زندہ رہے گا، اس کا غلط ہونا بھی دنیا نے دیکھ لیا یہ پیشین گوئی بھی وعید نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے زندہ رہنے کا وعدہ ہے مگر افسوس ہے کہ یہ وعدۂ الٰہی بھی پورا نہ ہوا اور مرزا قادیانی نے خدائے تعالیٰ کے وعدے اور وعید دونوں کو غیر معتبر ٹھہرا دیا۔

(۶) اور اس کا عاجز اُس لڑکی سے نکاح ہوگا،

(نوٹ) نمبر۳ سے ۶ تک تمام حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو، شھادۃ القرآن ص۸۰ خزائن ج۶ ص ۳۷۶۔

(۷) اور اس سے ایک لڑکا ہوگا جس کی تعریف کی انتہا نہیں۔ ایک جملہ اس کی مدح میں یہ ہے کہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (تذکرہ ص ۱۳۹) گویا اللہ تعالیٰ آسمان سے اتر آیا۔ یہ دونوں پیشین گوئیاں وہ ہیں جن کی تصدیق مرزا قادیانی نے حدیث رسول اللہ ﷺ سے کی ہے (ضیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳ خزائن ج۱۱ ص ۳۳۷) میں لکھا ہے کہ ''اس پیشین گوئی کی تصدیق میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ'' باایں ہمہ دونوں پیشین گوئیوں کا غلط ہونا تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ کسی راستباز پر پوشیدہ نہ رہا۔ اس پیشین گوئی کے متعلق بیس پچیس پیشین گوئیاں اور الہامات ہیں وہ سب کے سب غلط ہوگئے۔ اس کی تفصیل فیصلۂ آسمانی کے پہلے حصہ میں ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت رسالہ اعجاز احمدی (ص ۳۷ خزائن ج۱۹ ص ۱۴۸) میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ

(۸) ''وہ قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہر گز نہیں آئیں گے۔'' مولوی صاحب کے نہ آنے پر کس قدر زور ہے۔ یہاں دیکھا جائے کہ مولوی صاحب کے نہ آنے کی پیشینگوئی کی گئی مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ مولوی صاحب خاص اسی غرض سے قادیان میں گئے۔ اس لئے یہ پیشین گوئی بھی غلط ہوئی ۔ یہاں اس پر پوری نظر رہے کہ اُن کے جانے کے بعد مرزا قادیانی کا گفتگو نہ کرنا اور باتیں بنا کر ٹال دینا اور بات ہے صرف مولوی صاحب کا اس غرض سے قادیان میں جانا مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نہایت زور سے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ قادیان میں پیشین گوئیوں کی پڑتال کیلئے ہر گز نہیں آئیں گے۔ یہ قول اُن کا جھوٹا ہو گیا مگر مرزا قادیانی کے معتقد اس بدیہی بات سے بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ آٹھ پیشین گوئیاں ہیں جن کا ذکر فیصلہ کے پہلے دوحصوں میں ہے۔ یہ پیشین گوئیاں اس صفائی سے غلط ثابت ہوگئیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں نے دیکھ لیا اور سننے والوں کے کانوں نے بتواتر

اس طرح سنا کہ کسی طرح کا شک و شبہ نہ رہا۔ اب دنیا میں کوئی منصف مزاج، حق پسند، اُن کے غلط ہونے سے انکار نہیں کر سکتا اور یوں کوئی زبردستی سے دن کو رات کہنے لگے تو اُس کی زبان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس وقت اگرچہ غلط پیشین گوئیوں کے آٹھ نمبر دیئے گئے مگر وہ پیشین گوئیاں بھی اس میں داخل کی جائیں۔ جو پہلے حصہ میں بیان ہوئی ہیں تو جھوٹے الہاموں اور جھوٹی پیشین گوئیوں کا شمار تیس سے زیادہ ہوجائے گا۔ اس میں تین پیشین گوئیاں ایسی ہیں جن کی صداقت ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے اور اُن کے متبعین نے بہت زور لگایا ہے اور اس جھوٹ کو سچ بنانے میں عجیب عجیب باتیں نکالی ہیں اور زور لگانے کی وجہ ظاہر کی ہے کہ اُن پیشین گوئیوں کو مرزا قادیانی نے اپنا نہایت عظیم الشان معجزہ ٹھہرایا تھا اور اپنے صدق یا کذب کا معیار بتایا تھا۔ یعنی پہلی اور دوسری اور چھٹی پیشین گوئی کو اس لئے ضرور تھا کہ اُن کے سچا بنانے میں جی توڑ کر کوشش کریں۔ الحمدللہ چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کی بڑی معیار پیشین گوئیوں کے پورے ہونے پر رکھی تھی اور واقعی وہ معیار غلط تھی اس لئے اُس کریم و رحیم کا یہ بڑا فضل ہوا کہ جن پیشین گوئیوں کو انہوں نے اپنا نہایت عظیم الشان نشان قرار دیا تھا۔ وہ غلط ثابت ہوئیں۔ پہلی پیشین گوئی چونکہ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں جھوٹی ثابت ہوئی تھی۔ اس لئے خود مرزا قادیانی نے الزام سے بچنے کے لئے خوب زور تحریر دکھایا جس کا حاصل یہ ہے کہ احمد بیگ کے مرجانے سے اُس کے تمام گھر پر بہت کچھ خوف طاری ہوا اور گریہ زاری اور عبادت الٰہی میں لگ گئے۔ اُنہیں میں اُس کا داماد بھی تھا چونکہ اس کے لئے خاص پیشین گوئی تھی۔ اس لئے طبعی طور سے وہ نہایت خائف رہا اور وعید کی پیشین گوئی گریہ و زاری سے ٹل جاتی ہے۔ اس لئے ڈھائی برس کے اندر نہ مرا مگر جس طرح کا زور شور مرزا قادیانی نے اس پیشینگوئی کے ٹل جانے میں کیا ہے۔ اسے حق پسند حضرات بناوٹ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ احمد بیگ کا داماد اگر مرزا قادیانی کی پیشینگوئی سے اس قدر خائف اور پریشان ہوگیا تھا جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے تو اقتضائے طبعی یہ تھا

کہ وہ مرزا قادیانی کا معتقد ہوتا اور اُن کے پاس آ کر مرید ہو جاتا مگر مرید ہوتا تو کیا معنی اُس کے اور اُس کے گروہ کی نسبت خود مرزا قادیانی انجام آتھم (ص۲۲۴ خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں لکھتے ہیں۔ **انهم مالوا الی سیرتهم الا ولی وقست قلوبهم وعادوا الی التکذیب والطغوے** یعنی جو لوگ منکوحۂ آسمانی کے نکاح کے ہارج ہوتے تھے اور مخالفت کی تھی احمد بیگ کے مرنے سے دب گئے تھے۔ مگر پھر انہوں نے سرکشی شروع کی اور مرزا قادیانی کو جھوٹا کہنے لگے اور نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ مخالف اور سرکش نہ تھا تو مرزا قادیانی اُسے آخر عمر تک کیوں کہتے رہے کہ یہ میرے روبرو مرے گا اور یہ ضرور مرے گا۔ مرزا قادیانی نے اس پر بھی قسم کھائی ہے۔ اس کی تفصیل مع حوالہ کے تنزیہہ ربانی میں دیکھنا چاہئے۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ فطرتی بات ہے کہ انسان کو اپنی زندگی نہایت پیاری ہوتی ہے اگر وہ پیشین گوئی سے خائف[۱] ہو گیا تھا اور کسی وجہ سے اُن پر ایمان لانے سے بھی اُسے انکار تھا تو بالضرور اپنی بیوی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیتا کیونکہ اُس کی موت کی پیشین گوئی اس لئے تھی کہ اس کی بیوی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آ سکتی تھی مگر یہ بھی اُس نے نہیں کیا اس لئے نہایت ظاہر ہے کہ وہ ہرگز ایسا خائف نہ تھا جیسا کہ مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں۔ تجربہ اس کی کامل شہادت دیتا ہے کہ جس طرح موت کے خوف دلانے یا کسی بزرگ و عزیز کے مر جانے سے بعض نہایت خائف اور غمگین ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض ایسے سخت یا کامل ایمان ہوتے ہیں کہ وہ کسی کی پیشین گوئی یا دھمکی سے ذرا نہیں ڈرتے اور جسے انہوں نے جیسا سمجھ لیا ہے اس پر قائم رہتے ہیں۔ وہ یہ بھی یقین

---

[۱] چنانچہ انجام آتھم ص۲۲۲ خزائن ج۱۱ص ایضا میں لکھتے ہیں۔ ''نزدیک بود کہ جان بعد شنیدن ایں حادثہ بآید و بر جان خود بہ ترسید و نکاح را آفتی از آفات آسمانی انگاشت۔'' اگر یہ بات سچی ہوتی تو وہ ضرور ایمان لے آتا یا بیوی کو طلاق دے دیتا۔ اب مرزا قادیانی کے صاحبزادہ نے اس کا ایک خط مشتہر کیا ہے اور اس سے لکھوایا ہے کہ میں مرزا قادیانی کے مخالف کبھی نہ تھا۔ البتہ ایسے اسباب ہوئے کہ ملاقات نہیں کر سکا یہ خط محض جعلی ہے یعنی یا تو اسے کچھ دے کر یا خوشامد کر کے لکھوا لیا ہے کیونکہ یہ مضمون تو مرزا قادیانی کے صریح اقوال کے خلاف ہے۔

کرتے ہیں کہ موت و حیات کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ اس سے کم و بیش نہیں ہوتا۔ اب اگر رمل یا نجوم کے ذریعہ سے کوئی کسی کی مدت عمر معلوم کر کے پیشین گوئی کر دے تو نبی یا مقدس، یا پارسا نہیں ہوسکتا۔ اس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب کون ہے جو اس سچی اور واقعی بات کو غلط بتائے اور مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرے؟

تیسرا جواب: یہ ہے کہ یہ دعویٰ تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ سچے رسول کی کوئی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی اور مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ صرف گریہ و زاری سے وعید کی پیشین گوئی ٹل جاتی ہے۔ ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے کسی آیت و حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ نصوص مذکورہ اور اُس حدیث بخاری کے بالکل مخالف ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اُمیہ بن خلف کے مارے جانے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور اس کی وجہ سے وہ نہایت ہی خائف تھا۔ اُس کا یہ خوف اور ترس کچھ کام نہ آیا اور پیشین گوئی کے مطابق وہ مارا گیا۔ یہ حدیث بخاری ج ۲ ص ۵۶۳ اور اس سے قبل ساتویں آیت کے بیان میں اس حدیث کا حاصل حاشیہ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ تنزیہہ ربانی میں بھی اس کا ذکر ہے غرضکہ اس پیشین گوئی کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی کا پہلا جھوٹ

مرزا قادیانی نے نہایت بے باکی سے لکھا ہے کہ قرآن مجید اور توریت کے رو سے امر بتواتر ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی میعاد توبہ[1] اور خوف سے ٹل سکتی ہے۔

(انجام آتھم ص ۲۹ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

مگر یہ محض غلط دعویٰ ہے البتہ اُس کے ثبوت میں حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی بار بار نقل کی گئی ہے۔

مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ

انہوں نے پیشین گوئی کی تھی مگر قوم کی گریہ وزاری سے اُن کا عذاب ٹل گیا۔

---

[1] توبہ کے یہ معنی نہ خیال کئے جائیں کہ پہلے انکار سے باز آ کر ایمان لے آئے کیونکہ جس کی نسبت یہ کہا گیا ہے وہ کسی وقت انکار سے باز نہیں آیا۔

(انجام آتھم ص۳۰ حاشیہ خزائن ج۱۱ص ایضاً)

مگر یہ محض دھوکا یا ناواقفی ہے۔قرآن کی کسی آیت یا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوسکتا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ قوم چالیس روز تک ہلاک ہوجائے گی۔ جس طرح مرزا قادیانی نے اڑھائی برس کے اندر صاف طور سے اُس کے مرجانے کی پیشین گوئی کی تھی اور وہ پوری نہ ہوئی پھر اُس کے نظر میں حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی کو پیش کرنا محض غلط ہے چونکہ یہ پیشین گوئی مرزا قادیانی کے نہایت عظیم الشان نشان کا بڑا جز تھا۔ اس لئے اس کے لئے پھر پیشین گوئی کی اور اس کے مرنے کی کوئی میعاد مقرر نہیں کی البتہ اس قدر دھمکی دی کہ اگر تم میعاد مقرر کرانا چاہتے ہو تو سلطان محمد سے اشتہار دلواؤ مگر اسی قسم کی باتیں اُن کے کذب اور بناوٹ کو ظاہر کرتی ہیں۔ اگر کچھ بھی عقل و انصاف کو دخل دیا جائے تو بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ کہنا اُن کی معمولی بناوٹ اور مخالفوں کو اعتراض سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول کرنا تھا کیونکہ وہ لوگ تو پہلے ہی سے کاذب سمجھتے تھے۔ اس پیشین گوئی کے جھوٹا ہوجانے سے اُنہیں اور زیادہ وثوق ہو گیا اور اُن کی جماعت کو دیکھا کہ وہ اس کذب کی پیروی سے باز نہیں آتے۔ مرزا قادیانی کیسی ہی غلط اور بیہودہ بات بنا کر کہہ دیتے ہیں وہ اُسے وحی الٰہی سمجھتے ہیں۔ پھر اشتہار دلوانا بیکار صرف کرانا اور جھگڑے میں پڑنا ہے۔ اس کے علاوہ خود تو وہ جاہل وہ کیا اشتہار دیتا اور پھر اس قدر دینی جوش کہاں کہ ایک دینی بات کے اظہار میں کچھ صرف کیا جائے یا محبت کر کے اس کو اعلان دیا جائے۔

دوسری پیشین گوئی

یہ تو ظاہر ہے کہ آئندہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر دینے کو پیشین گوئی کہتے ہیں۔ اس خبر دینے کے متعدد طریقے ہیں۔ مثلاً معمولی طور سے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا مخاطب کو کامل متوجہ کر کے تاکید کے ساتھ کہے کہ یہ بات ضرور ہوگی اور تاکید اور مخاطب کے یقین دلانے کے بھی اقسام اور درجات ہیں۔ مرزا قادیانی نے اِس پیشین گوئی کے وقوع میں آنے کا اس زور کے ساتھ متعدد طور سے یقین دلایا ہے کہ اُس سے زیادہ

اعتماد اور وثوق ظاہر کرنا اور دوسرے کو یقین دلانا ہو نہیں سکتا، پھر ایک دو مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ اور مختلف طور سے چند مرتبہ کے الفاظ لکھے جاتے ہیں۔

(۱) نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا۔ جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

(حاشیہ انجام آتھم ص ۳۱ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

اس عبارت پر اچھی طرح نظر کی جائے۔ اس میں صرف مرنے کی خبر ہی نہیں دی بلکہ کئی طریقوں سے اُس کے وقوع میں آنے کا یقین دلایا[۱] ہے۔ ایک یہ کہ دو واقعوں کی نظیر دے کر یہ کہا کہ جس طرح یہ واقعات میری زندگی میں ہوئے اسی طرح اس کی موت بھی میری زندگی میں ہوگی۔ دوسرے اُس نے نہایت تاکید سے کہا کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ تیسرے۔ انتہا درجہ کا یقین اس طرح دلایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ مرا اور مرزا قادیانی ہی اُس کے سامنے مر گئے تو کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے نہ ٹھہریں؟ یہاں عذاب کی پیشین گوئی کیلئے ٹلنے اور نہ ٹلنے کو کچھ دخل نہیں ہے۔ یہاں صرف مرزا قادیانی کے پختہ اقرار سے بحث ہے۔ سچے نبی اور مقرب خدا کے ایسے پختہ اقرار جس کے پورا نہ ہونے پر وہ اپنے قول سے جھوٹا ٹھہرے کبھی غلط نہیں ہوسکتے برادران اسلام! اس میں غور کریں۔

چوتھے، یہ کہ جس طرح اُس کے مرنے کی پیشین گوئی کرتے ہیں اسی طرح اس کی بھی خبر دیتے ہیں کہ میری زندگی میں اُس کا مرنا خدائے تعالیٰ کے علم ازلی میں قرار پا چکا ہے۔

---

[۱] اس قول کو پیش نظر رکھ کر میاں محمود کے اس اشتہار کو دیکھا جائے جو انہوں نے ان دنوں طبع کیا ہے اور احمد بیگ کے داماد کا معتقد ہونا ظاہر کیا ہے۔ جب وہ مرزا قادیانی کا معتقد تھا تو پھر مرزا قادیانی خواہ مخواہ اسے کیوں برابر کوستے رہے اور نہایت زور کے ساتھ اس کے مرنے کی پیشین گوئی کرتے رہے؟

اُس کے وقوع میں آنے کے لئے کوئی قید اور شرط نہیں ہوسکتی کیونکہ اپنے سامنے اُس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور تقدیر مبرم اُسی کو کہتے ہیں جس کا ہونا یقینی طور سے علم الٰہی میں قرار پاچکا ہو۔ اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا اگر کسی وجہ سے اُس کے خلاف ظہور میں آئے تو خدائے تعالیٰ کا علم ناقص قرار پائے۔نعوذ باللہ

انبیاء کو تقدیر مبرم کا علم بغیر وحی یا قطعی الہام کے نہیں ہوسکتا۔ اب جس بات کو مرزا قادیانی نے تقدیر مبرم کہا تھا اس کا ظہور نہ ہوا، اس لئے ضرور ہے کہ یا تو مرزا قادیانی کو مفتری کہا جائے یا یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ اب ناظرین نے معلوم کیا ہوگا کہ اس پیشین گوئی کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی خبر دی گئی کہ وہ مرزا قادیانی کی زندگی میں مرے گا۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس خبر کے وقوع میں آنے کا اس طریقے سے یقین دلایا ہے کہ اگر اُس کا ظہور نہ ہوا تو مرزا قادیانی اپنے اقرار سے کاذب ٹھہریں اور جب اُس کا ظہور نہ ہوا تو وہ کاذب ٹھہرے اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔

(۲) ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴ خزائن ج۱۱ ص۳۳۸ میں لکھتے ہیں۔ ’’یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ (یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسانی افتراء نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔‘‘ اس عبارت میں بھی مرزا قادیانی کئی باتیں کہتے ہیں۔ اوّل، اپنے سامنے اُس کے مرنے کی خبر دیتے ہیں۔ دوم، یہ کہ یقینی طور سے اُسے خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ وعید نہیں کہتے۔ سوم، یہ کہ اس خبر کے سچے ہونے کا یقین اس طرح دلاتے ہیں کہ اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ نہایت ظاہر ہے کہ اگر اس پیشین گوئی کے ظہور کے لئے کوئی شرط ہوتی تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ اگر اس کا ظہور نہ ہو تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ چہارم یہ کہ اس پیشینگوئی کا ظہور خدائے تعالیٰ کی اُن باتوں میں سے ہے جو نہیں ٹلتیں۔ یہ جملہ بھی صفائی سے کہہ رہا ہے کہ اس پیشین گوئی کے لئے کوئی شرط نہیں ہے غرضیکہ اس قول سے بھی ظاہر ہوا کہ اس پیشین گوئی کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ سلطان محمد کی موت کی خبر دینا۔ دوسرے

اس کا یقین دلاتا کہ اگر یہ خبر صحیح نہ ہو تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے ٹل نہیں سکتا۔ ان دونوں قولوں کے سوا اور بھی اقوال ہیں جن کو میں نے آسمانی فیصلہ حصہ دوم اور تنزیہہ ربانی میں نقل کیا ہے۔ اُن میں مرزا قادیانی نے اُس کے مرجانے کو اپنی صداقت کا معیار اور نہ مرنے کو اپنے کذب کا معیار بتایا ہے۔ اس پر خدا کی قسم کھائی ہے۔ الغرض اس پیشین گوئی کا دوسرا حصہ[۱] یعنی اس کی موت کو (۱) تقدیر مبرم کہنا (۲) اُسے اپنی صداقت کا معیار بتانا (۳) اُس پر قسم کھانا اور (۴) پھر اُس پر برسوں اصرار کرنا (۵) اور اس مدت مدید میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی وقت اس خیال کی غلطی پر اطلاع نہ ہونا متعدد طریقوں سے شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی خدا کے فرستادہ بلکہ برگزیدۂ خدا بھی نہ تھے۔ اُس وقت تک اس پہلو پر کسی نے نظر نہیں کی اور نہ اس کا کوئی جواب دیا۔ صرف پہلے حصہ پر نظر کی گئی ہے یعنی یہ کہ احمد بیگ کا داماد میرے سامنے مرے گا۔ اس لحاظ سے یہ ایک وعید کی پیشین گوئی ہے۔ البتہ مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم میں اُسے خدا کا سچا وعدہ کہا ہے۔ یہ قول بھی صحیح ہے کیونکہ یہ پیشین گوئی سلطان محمد کے لئے وعید ہے اور مرزا قادیانی کے لئے وعدہ ہے۔ اگر اس پیشین گوئی کا ظہور ہوجاتا تو مرزا قادیانی کی صداقت پر لوگ ٹوٹ پڑتے اور بہت لوگ ماننے لگتے۔ الغرض اس پیشین گوئی میں وعدہ اور وعید دونوں ہیں۔ اگر طالبین حق اس پیشین گوئی کے دونوں حصوں پر علیحدہ علیحدہ نظر کر کے اُس کے نتیجہ پر غور کریں گے تو بالیقین معلوم کرلیں گے کہ اُس کے دونوں حصے مرزا قادیانی کے کذب کو متعدد طریقوں سے ثابت کرتے ہیں اور اس وقت تک جو اُن کے متبعین نے یا خود انہوں نے اس پیشین گوئی کی نسبت کہا ہے۔ وہ صرف پہلے حصہ کی نظر سے کہا ہے یعنی یہ ایک وعید کی پیشین گوئی ہے۔ دوسرے حصہ کی طرف سے بالکل خاموشی ہے۔ وہاں چون و چرا کی مجال ہی نہیں ہے۔ اپنے دل میں سمجھے ہوں گے کہ اِس حصہ کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ اب ان طریقوں پر نظر کیجئے پھر آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ جس حصہ کا جواب دیا گیا ہے وہ بھی بالکل غلط اور چند جھوٹے دعوؤں اور غلط

---

[۱] یہ خوب مدنظر رہے کہ اس پیشین گوئی کے دوسرے حصہ میں یہ پانچ باتیں ہیں جن پر میں نے نمبر دے دیا ہے۔ ان میں غور کرنے سے مرزا قادیانی کی نسبت کامل فیصلہ ہوجاتا ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ ملاحظہ کیجئے۔

فہمیوں کا مجموعہ ہے۔

پہلا طریقہ: جن کے قلوب نور اسلام سے منور ہیں وہ قرآن پاک کی ان آیتوں کو ملاحظہ کریں جن کے نقل اوپر ہو چکے ہیں اور جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور وعید میں تخلف نہیں ہوسکتا اور خصوصاً جو وعدہ یا وعید خاص مدعی رسالت سے کی جائے۔ جب مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی اور نہایت پختہ وعید خداوندی کا کچھ ظہور نہ ہوا تو آیات قرآنیہ سے روشن ہوگیا کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں سچے نہ تھے، ورنہ اُن کی پیشین گوئی ضرور پوری ہوتی۔ یہ کہنا کہ عذاب کی پیشین گوئی کا ٹل جانا اللہ کی سنت مستمرہ محض غلط اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی کے متعدد اقوال کے خلاف ہے۔

پہلا قول: احمد بیگ کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ اُس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور اُن کے توبہ اور رجوع کے باعث فوت نہ ہوا مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام کار وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۳ خزائن ج۱۱ ص۲۹۷)

ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ کیا جائے کہ احمد بیگ کے داماد کی وعید کی نسبت کہہ رہے ہیں کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں۔ اُس کے مرنے کی نسبت جو کئی مرتبہ کہا گیا ہے۔ وہی ہوگا یعنی احمد بیگ کا داماد میرے روبرو مرے گا۔

دوسرا قول: اُسی احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی نسبت پھر لکھتے ہیں کہ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں[1]

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴ خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

یہاں بھی خدا کی تمام باتوں کی نسبت لکھتے ہیں کہ نہیں ٹلتیں یہ بعینہ ترجمہ لاتبدیل لکلمات اللہ کا ہے اور پھر خاص اس وعید کی پیشین گوئی کو انہیں باتوں میں بتاتے ہیں جو نہیں ٹلتیں۔

اب اگر نصوص قرآنیہ کے خلاف اور خود اپنے متعدد اقوال کے مخالف مضطر ہو کر مرزا قادیانی کسی جگہ یہ لکھیں۔

---

[1] مرزا قادیانی کا یہ قول بہت جگہ ہے مگر میں نے بغرض اختصار دو ہی جگہ کا حوالہ نقل کیا ہے۔

مرزا قادیانی کا تیسرا اور چوتھا جھوٹ

"کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا اور وعید یعنی عذاب کی پیشین گوئی کو ٹال نہیں سکتا مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہے گا۔

(تمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۳ خزائن ج۲۲ص۵۷۱)

پھر مرزا نے اسی کتاب تمہ حقیقت الوحی ص۳۳ خزائن ج۲۲ص۴۶۶ پر وعید کی پیشین گوئیوں کو ٹال دینا سنت اللہ کہا۔" اس میں مرزا کے دو جھوٹ ہوئے۔ (۱) خدا ٹالتا رہا (۲) ٹالتا رہے گا۔ اور اسے سنت اللہ قرار دینا۔ بناء الفاسد علی الفاسد۔

مرزا قادیانی کا پانچواں جھوٹ

یا یہ کہہ دیں کہ وعید کی پیشین گوئی کے ٹل جانے کے بارے میں تمام نبی متفق ہیں۔مگر ذی علم مسلمان اسے مان نہیں سکتا کیونکہ یہ دونوں باتیں محض غلط اور اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر اتہام ہے اور اس پیشین گوئی کو شرطی کہنا بھی غلط ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس سے مقصود کنبہ کی ہدایت تھی وہ حاصل ہوگئی۔

مرزا قادیانی کا چھٹا جھوٹ

اور اُن کا سرگروہ بانی فساد ایمان لے آیا کیونکہ نہ کوئی بانی فساد ایمان لایا اور نہ انبیاء کی ہدایت کا طریقہ ایسا ہوسکتا ہے جس میں خدائے قدوس کے وعدہ یا وعید میں تخلف لازم آئے۔ نبی کے ایک وعدہ یا وعید میں تخلف آنے سے اُس کے تمام وعدہ اور وعیدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا اور اُس کے کسی قول پر اعتبار نہ رہے گا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے تو مانعین نکاح کا ہلاک کرنا مقصود خداوندی بیان کیا ہے۔ اب اُن کے پیرو اُسے غلط

ٹھہرانا چاہتے ہیں۔

مرزا قادیانی انجام آتھم ص۲۱۶ خزائن ج۱۱ ص۲۱۶ میں لکھتے ہیں۔ یُرَدُّہُنْتُ احمد اِلَیَّ بَعْدَ اِھْلاکِ الْمَانِعِیْنَ وَکَانَ. اَصْلُ الْمَقْصُوْدِالْاِھْلاک یعنی بعد ہلاک کرنے مانعین نکاح کے احمد بیگ کی لڑکی لوٹ کر میرے پاس آئے گی اور اصل مقصود انکا ہلاک کرنا ہے۔"

یہاں تو مرزا قادیانی صاف کہہ رہے ہیں کہ مقصود اصلی تو ہلاک کرنا ہے۔ پھر اس کے صریح خلاف بناوٹ سے کیونکر جواب ہوسکتا ہے۔ اب اگر مانعین نکاح کی ہلاکت ظہور میں نہ آئی تو خدا تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ جو اس کا اصل مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا طالبین حق مرزا قادیانی کے اُن اقوال کو ملاحظہ کریں اور میاں محمود کے اُس خط کو دیکھیں جو انہوں نے اس پیشین گوئی کے جواب میں شائع کیا ہے اور اُس کی صداقت کا اندازہ کریں۔ الحمدللہ ہمیں اس کی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے اقوال ہی اسے محض غلط اور بناوٹ کہہ رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کی تحریر میں یہ کمال ہے کہ اُنہیں کی تحریر سے اُن کا رد ہوجاتا ہے۔ یہ تو پیشینگوئی کے پہلے حصے کا نتیجہ تھا۔ اب دوسرے حصہ کے طرق واضحہ کو ملاحظہ کیجئے۔

<u>دوسرا طریقہ!</u> مرزا قادیانی اُس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور اس پر اس قدر وثوق ہے کہ پہلے اسے زبان اردو میں لکھا پھر انجام آتھم کے ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ ص ایضاً میں عربی و فارسی میں بیان کیا اور بار بار اسے تقدیر مبرم کہا۔ یعنی اس کا وقوع میں آنا علم الٰہی میں قرار پاچکا ہے۔ اس کے لئے نہ کوئی شرط ہوسکتی ہے نہ وہ کسی وجہ سے ٹل سکتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس کا ظہور نہ ہوتو خدا تعالیٰ کا جہل لازم آئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ کام یوں ہوگا مگر نہ ہوا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم غلط نکلا۔ وہ علام الغیوب واقعی حالت سے واقف نہ تھا۔ نعوذ باللہ

اس پر خوب نظر رہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ان انبیاء میں بتاتے ہیں جن پر بارش کی طرح وحی نازل ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے (جو بڑے شان کے

مستقل نبی ہیں) ہر شان میں اپنے آپ کو بڑھ کر کہتے ہیں تو اُن کے وحی الہام میں غلطی نہیں ہوسکتی، انبیاء اس سے معصوم ہیں۔ مرزا قادیانی جب اُس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں تو اس کے مدعی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے علم سے اطلاع دی ہے کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے روبرو مرنا اللہ تعالیٰ کے علم میں قرار پا چکا ہے۔ اُس کا ظہور میں آنا ضروری ہے۔ (انجام آتھم کے حاشیہ ص۳۱ خزائن ج۱۱ ص۳۱) کے جملے اس مدعا کی صاف شہادت دیتے ہیں۔ جب ظاہر ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا قادیانی اس کے سامنے مر گئے تو معلوم ہوا کہ اپنے سامنے مرنے کو تقدیر مبرم کہنا محض غلط تھا۔ جس سے اُس قدوس پر سخت الزام آتا ہے۔ یہاں مرزا قادیانی اپنے قول سے مفتری ٹھہرتے ہیں اور مفتری علی اللہ نبی یا کوئی مقدس نہیں ہوسکتا۔ اگر یہاں مرزا قادیانی کی سمجھ کی غلطی مان کر انہیں افتراء کے الزام سے بچایا جائے تو پھر نبی کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی کیونکہ جب اس کا ایسا پختہ قول جس کو اُس نے اپنی صداقت کا معیار بتایا اور برسوں اُس پر قائم رہا اور خدا کی طرف سے اُسے متنبہ نہ کیا گیا۔ پھر جس الہام سے اُس نے اپنے آپ کو مہدی موعود یا رسول سمجھ لیا، اُس پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اس الہام کے سمجھنے میں اُسے غلطی سے معصوم سمجھ لیا جائے۔ کسی نبی کی ایسی غلط فہمی ثابت نہیں ہوسکتی کہ اُس نے الہام کو غلط سمجھ کر برسوں اس کو مشتہر کرتا[1] رہا ہو اور اپنی صداقت کا معیار اُسے قرار دیا ہو اور انجام میں اُس کی غلط فہمی ثابت ہوئی ہو اگر ایسا ہو تو نبی کے کسی کلام پر اعتبار نہیں ہوسکتا۔

<u>تیسرا طریقہ:</u> انجام آتھم (ص۳۱ خزائن ج۱۱ ص ایضاً) میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ ''کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں

---

[1] جماعت مرزائیہ اعلانیہ جب ان پیشین گوئیوں کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہوگئی تو اب کہنا شروع کیا ہے کہ یہ پیشین گوئیاں صرف اُن کی ہدایت کے لئے کی گئی تھیں۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ خدا کے رسولوں کی ہدایت اس طرح ہوا کرتی ہے کہ خواہ مخواہ ایسی پیشین گوئیاں کریں جس سے وہ خود بھی جھوٹے ٹھہریں اور خدائے قدوس پر جھوٹ اور تخلف وعدہ کا الزام آئے ذرا خدا سے ڈر کر اور ہوش سنبھال کر بات کہو۔

تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔" اس کلام میں مرزا قادیانی نہایت صاف طور سے اپنے جھوٹے اور سچے ہونے کا معیار بتاتے ہیں۔ جھوٹے ہونے کا معیار یہ کہتے ہیں کہ داماد احمد بیگ کی پیشین گوئی میری زندگی میں پوری نہ ہو اور اُس سے پہلے میں مر جاؤں اور سچے ہونے کا معیار اسے بتاتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی اسی طرح پوری ہوگی جس طرح احمد بیگ اور آتھم کی پوری ہوئی یعنی جس طرح یہ دونوں مرزا قادیانی کے روبرو مر گئے۔ یہ بھی اسی طرح مر جائے گا۔ یہ دونوں معیاریں مرزا قادیانی نے اپنے قلم سے لکھی تھیں۔ ان دونوں معیاروں کے بموجب وہ کاذب ٹھہرے کیونکہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا قادیانی ہی اُس کے سامنے مر گئے۔ اس لئے جو سچے ہونے کی معیار بیان کی تھی۔ وہ اُن میں نہیں پائی گئی اور جو معیار جھوٹے ہونے کی بیان کی تھی وہ پائی گئی، اس وجہ سے مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیاروں کے بموجب کاذب ٹھہرے۔ وعید کی پیشین گوئی کا ٹل جانا یا نہ ٹلنا اور بات ہے۔ یہاں اُن کا صریح اقرار اُنہیں کاذب ثابت کر رہا ہے اور اس اقرار کو اُن کی انسانی غلطی بتا کر اُن کی صداقت کو قائم رکھنا غیر ممکن ہے کیونکہ اوّل تو یہ دونوں جملے پہلے جملے کی شرح ہیں۔ یعنی داماد احمد بیگ کی پیشین گوئی کو مرزا قادیانی تقدیر مبرم لکھ چکے ہیں۔ اب اُس کی شرح اس طرح کرتے ہیں کہ علم الٰہی میں یہ قرار پا چکا ہے کہ جس طرح احمد بیگ اور آتھم میرے روبرو مر گیا۔ یہ بھی اسی طرح مرے گا، یہاں توبی توبی کی شرط بھی بیکار ہے، کیونکہ جب اس کا مرنا علم الٰہی میں ٹھہر چکا ہے تو کسی شرط وغیرہ سے بدل نہیں سکتا۔ البتہ اگر اُن کے تقدیر مبرم کہنے کو غلط کہا جائے اور انہیں مفتری مان لیا جائے تو وہی نتیجہ ہوگا جو دوسری وجہ کا ہوا۔ اس کے علاوہ نہایت صاف بات ہے کہ جسے خدا تعالیٰ اپنا رسول بنا کر کے بھیجے۔ جس کو خصوصیت کے ساتھ صدیق کا خطاب دے وہ تمام خلق کے روبرو ایسی غلطی کرے جس کی وجہ سے وہ اپنے اقرار کے بموجب کاذب ٹھہرے اُسے خدا فوراً مطلع نہ کرے۔ یہ غیر ممکن ہے جب مدعی نبوت نے ایسی بھاری غلطی کی اور اس پر آگاہ نہ کیا گیا تو بالیقین معلوم ہوا کہ خدا کا رسول یہ ہرگز نہ تھا۔ خلق کی

ہدایت کیلئے خدا نے اسے نہیں بھیجا تھا ورنہ وہ اس غلطی پر ضرور آگاہ کرتا بلکہ اُس کی زبان سے یہ الفاظ ہی نہ نکلتے۔ رسول اللہ ﷺ نے یا کسی نبی نے کسی پیشین گوئی کی نسبت ایسا نہیں کہا کہ اس کا ظہور نہ ہوتو میں جھوٹا ہوں یہ طرز روش انبیاء کی نہیں ہے۔

<u>**چوتھا طریقہ:**</u> ضمیمہ انجام آتھم (ص۵۴ خزائن ج۱۱ص ۳۳۸) میں اس پیشین گوئی کی نسبت نہایت زور کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ ''یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔''

عنقریب یہاں بیان ہو گیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو کے لحاظ سے وعید ہے اور دوسرے پہلو سے وعدہ ہے۔ اب مرزا قادیانی اُسے خدا کا وعدہ قرار دے کر اُس کے ظہور کا یقین اس طرح دلاتے ہیں کہ یہ وعدہ اُس ذات مقدس و متین کا ہے جس کی کوئی بات نہیں ٹلتی۔ خواہ وعدہ ہو یا وعید ہو مرزا قادیانی کی اس عبارت کا تو مطلب یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا مگر چونکہ اُن کے کلام میں تعارض اور اختلاف بہت ہے۔ اس لئے یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ وعید کی پیشین گوئی کا ٹل جانا سنت اللہ ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس اختلاف سے قطع نظر ضمیمہ کی یہ عبارت اگر مرزا قادیانی نے ہوش و حواس کی حالت میں لکھی ہے۔ یہ جملہ نہایت صفائی سے کہہ رہا ہے کہ یہ پیشین گوئی ان میں نہیں ہے جو کسی وجہ سے ٹل جاتی ہیں بلکہ یہ سچا وعدۂ خداوندی ہے اور خدا کی اُن باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں۔ اب یہاں خلف فی الوعید کو دخل دینا اور خدا کی نسبت یہ بتانا کہ عذاب کی پیشین گوئی ٹل جاتی ہے کس قدر دھوکا دینا ہے۔

بھائیو! یہاں تو صاف مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی خدا کی ان باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے، یہ ضرور پورا ہوگا۔ جب اس کے کہنے کے بعد بھی وہ وعدہ پورا نہ ہوا تو یقیناً مرزا قادیانی اپنے اقرار سے کاذب ثابت ہوئے اور ہر بد سے بد ٹھہرے۔ عذاب کی پیشین گوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو مگر مرزا قادیانی اپنے اقرار سے ہر طرح کاذب ہوئے اس کا جواب کوئی صاحب قیامت تک نہیں دے سکتے۔

<u>**پانچواں طریقہ:**</u> اس انجام آتھم (ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں پہلی پیشین گوئی

پوری نہ ہونے کی وجہ میں کئی ورق سیاہ کر کے اور خوب زور تحریر دکھا کر کامل وثوق سے عربی اور فارسی دونوں تحریروں میں احمد بیگ کے داماد کے مرنے کو تقدیر مبرم لکھا ہے اور مکرر اس کا وقت عنقریب بتایا ہے اور پھر اس پر پختہ قسم کھائی ہے اور لکھا ہے۔

من این را برائے صدق و کذب خود معیار میگر دانم
ومن نگفتم الابعد ازاں کہ ازرب خود خبرد ادہ شدم

اس قول میں صاف طور سے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اُس کی موت کا تقدیر مبرم ہونا اور اُس کے ظہور کا وقت عنقریب ہونا اور اُس کی موت کو اپنے صدق یا کذب کا معیار بتانا بالہام الٰہی ہے۔ پھر جب یہ امر آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا تو اپنے معیار کے بموجب وہ کاذب ٹھہرے یا نہیں؟ اور اُن کی پختہ قسم جھوٹی ہوئی یا نہ ہوئی۔ ضرور جھوٹی ہوئی۔ بھائیو! ذرا تو غور کرو اپنی بات کی پچ میں اپنی عاقبت کیوں برباد کرتے ہو جب وہ قسم کھا کر اس کے نہ مرنے کو اپنے کاذب ہونے کا معیار بتاتے ہیں اور پھر اُسے الہام ربانی کہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اُن کے الہامی قول کے بموجب اُنہیں کاذب نہ کہا جائے۔ اس میں شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے پختہ اقرار اور اپنے معین کردہ معیار کے بموجب کاذب ہوئے یہاں یہ عذر کرنا کہ عذاب کی پیشین گوئی ٹل جاتی ہے۔ سخت نافہمی ہے۔ عذاب کی پیشین گوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو یہاں تو وہ اپنے الہامی اقرار سے کاذب ہیں۔ الحاصل اس پیشین گوئی کے غلط ہوجانے سے بالیقین مرزا قادیانی کاذب ثابت ہوتے ہیں اور کذب بھی ایک طرح سے نہیں بلکہ پانچ طریقوں سے ہے جنہیں بیان کیا گیا۔ ان میں سے چار طریقوں کا جواب تو اس وقت تک کوئی نہیں دے سکا۔ البتہ پہلے طریقے کے جواب میں چند غلط اور بے اصل باتیں کہی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا مگر پورا نہیں کیا۔ یہ ضرور نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے تمام وعدے اور وعیدیں پوری کرے۔ اس کے ثبوت میں بعض آیتیں پیش کی تھیں۔ مگر تنزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں کافی طور سے دکھا دیا گیا کہ اُن آیتوں کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جو مرزائی سمجھے ہیں وہ مطلب قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے مخالف ہے اور اس

رسالہ میں بھی ان کا جواب دیا گیا ہے، بعض کا بیان ہوگیا ہے بعض کا عنقریب آئے گا۔

(۲) سنت اللہ یہ ہے کہ عذاب کی پیشین گوئی توبہ و استغفار سے ٹل جاتی ہے۔ تمام انبیاء کا اس پر اتفاق ہے۔ اس کا جواب اس قدر کافی ہے کہ یہ مرزا قادیانی کا محض غلط دعویٰ ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت ہرگز نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی جو آیتیں اوپر نقل ہوچکی ہیں ان سے کامل طور سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے اور وعیدیں ضرور پوری ہوتی ہیں اور سنت اللہ یہی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری پیشین گوئی کے بعد سلطان محمد کا توبہ و استغفار ہرگز ثابت نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے اقوال سے اس کی سرکشی[1] ثابت ہے۔ (انجام آتھم ص۲۲۴ خزائن ایضاً ملاحظہ ہو)

ظاہر ہے کہ جب اُس کے متعلق پہلی پیشین گوئی مرزا قادیانی کی غلط ہوگئی اور وہ ڈھائی برس کے اندر نہ مرا تو اُسے جرأت زیادہ ہوگئی ہوگی اور مرزا قادیانی کے کذب کا اُسے یقین ہوگیا ہوگا اور یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ میرے خسر یعنی احمد بیگ کی موت اتفاقیہ ہوئی۔

(۳) یہ پیشین گوئی شرطی تھی جب شرط پوری کر دی گئی تو وعید منسوخ ہوگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس دوسری پیشین گوئی کے لئے کسی وقت کوئی شرط بیان نہیں کی گئی۔ جس کے لئے شرط کہا جاتا ہے وہ پہلی پیشین گوئی ہے۔ یہ دوسری پیشین گوئی تو وہ ہے جس کے وقوع میں آنے کو تقدیر مبرم کہا ہے اور اُس کے ظہور کو اپنی صداقت کا معیار بتایا ہے اور

---

[1] میاں محمود نے جو ان دنوں سلطان محمد کا خط چھپایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں پہلے ہی مرزا قادیانی کو بزرگ سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہوں یہ خط مرزا قادیانی کے اقوال کو بالکل غلط بتا رہا ہے۔ ذرا انصاف کیا جائے کہ مرزا قادیانی ہمیشہ اسے کوستے رہے اور اُس کے مرنے کو اپنی صداقت کا معیار بتاتے رہے اور اُس کی بیوی کی نسبت کہتے رہے کہ ہمارے پاس آئے گی اور ہماری بیوی ہوگی۔ اب انسانی طبیعت پر نظر کر کے کہا جائے کہ جس شخص کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ حال رہا ہو اور برسوں اسی حالت پر گذرے ہوں۔ اس کا خیال مرزا قادیانی سے کیونکر اچھا رہ سکتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت کے بالکل خلاف ہے۔ اگر یہ خط محض مصنوعی نہیں ہے تو اسے کچھ دے کر یا نہایت درجہ کی خوشامد کر کے لکھوایا گیا ہے۔ اس لئے وہ کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم تو مرزا قادیانی کے صریح اقوال سے انہیں کاذب ثابت کر رہے ہیں یہ اقراری ڈگری مصنوعی خط سے منسوخ نہیں ہوسکتی۔

اُس پر قسم کھائی ہے یہ کہنا بدیہی دلیل ہے کہ اس کے لئے نہ کوئی شرط تھی اور نہ اُس کے لئے کوئی شرط ہوسکتی ہے۔ اس کا ظہور ہونا ہر طرح ضرور تھا اور جس پیشین گوئی کیلئے جملہ ''تُوْبِی تُوْبِی'' شرط کہا گیا ہے۔ اس کی حقیقت بھی عنقریب ظاہر ہوجائے گی اور بخوبی اُس کی غلطی اظہر من الشمس کردی جائے گی۔ اس کے علاوہ اس جماعت میں جو بعض لکھے پڑھے ہیں۔ وہ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ منسوخ کیا چیز ہوگئی۔ وعدہ اور وعید تو آئندہ کی ایک خبر ہے اور خبر کے منسوخ ہونے کا تو دنیا میں کوئی صاحب عقل قائل نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی وعدہ کرنے والے نے کوئی وعدہ کیا اور پورا نہ کیا تو وہ وعدہ کرنے والا وعدہ خلاف کہلائے گا۔ وعدے کے منسوخ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جو لوگ قرآن مجید میں نسخ کے قائل ہیں وہ صرف بعض احکام کو منسوخ کہتے ہیں جو وقتی ضرورت کے لئے کسی وقت دیئے گئے اور جب وہ ضرورت نہ رہی تو وہ حکم بھی اٹھا دیا گیا۔ قرآن مجید کی خبروں میں کوئی مسلمان نسخ کا قائل نہیں ہے۔ حاصل یہ کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ خلاف ہونا جھوٹ بولنا سب کے نزدیک محال ہے۔ خواہ وہ امکان کذب کے قائل ہوں یا امتناع کذب کے۔ مسلمان اہل دل یہ سن کر کانپ جائے گا کہ خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (نعوذ باللہ) غرضکہ پیشین گوئی کے ٹل جانے یا منسوخ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے بجز اس کے کہ جو خدائے تعالیٰ نے خبر دی تھی وہ غلط تھی۔ ایسی جرأت اور بیباکی قادیانیوں کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتی۔

(۴) معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان چکے ہیں کہ اس کے جواب میں ہم کوئی دلیل شرعی پیش نہیں کرسکتے جو اہل علم کے نزدیک حجت ہوسکے۔ اس لئے عوام پر اثر ڈالنے کے لئے بعض اولیاء کرام کے زیر دامن پناہ لینا چاہا ہے، مگر جب اللہ و رسول نے پناہ نہیں دی اور قرآن مجید کے نصوص صریحہ سے اُن کے اقوال غلط ثابت ہوگئے اولیاء کرام کے یہاں انہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ اس کی تفصیل تو اس دلیل کے آخر میں آئے گی۔ (انشاء اللہ) مگر یہاں اس قدر کہتا ہوں کہ کامل اولیاء کرام کا کلام قرآن مجید کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مگر چونکہ تصوف کی کتابوں میں اکثر جگہ عارف کی حالت کا بیان ہوتا ہے۔ اس لئے جو صاحب حال نہیں ہیں وہ اُسے سمجھ نہیں سکتے اور بغیر اُن کے کلام کو کسی دعویٰ کے ثبوت میں

پیش کرنا جہل مرکب ہے۔ اگر دعویٰ ہے تو کوئی آیت قرآنی پیش کرو۔ اس کے علاوہ خلیفہ صاحب یہ تو فرمائیں کہ جملہ یُوْعِدُوَلَایُوْفِیْ اگرچہ غلط ہے مگر بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو اس پیشین گوئی کے جواب میں اسے پیش کرنا عوام کو محض دھوکا دینا ہے۔ اگر کچھ عقل ہے تو خیال کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے صرف وعدۂ الٰہی نہیں بیان کیا کہ آپ کہہ سکیں کہ اُس نے وعدہ کیا تھا، مگر پورا نہ کیا اور یوعدو لا یوفی ہو گیا۔

بھائیو! مرزا قادیانی تو بڑے اصرار اور نہایت پختگی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس وعدۂ الٰہی کا پورا ہونا تقدیر مبرم ہے۔ یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا اگر وعدہ پورا نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ دوسرے مقام پر خدا کی قسم کھا کر اس وعدہ کا پورا ہونا بیان کرتے ہیں اور اسے اپنی صداقت کا معیار کہتے ہیں اور اُس کے پورا نہ ہونے کو اپنے کذب کا معیار بتاتے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار کے بموجب کاذب ہیں۔ یہاں جملہ ''یوعدو لا یوفی'' سے اُن کی صداقت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے۔

الحاصل، دوسری پیشین گوئی بھی ایسی غلط ثابت ہوئی جس طرح پہلی پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی تھی۔ بلکہ دوسری پیشین گوئی کے غلط ہونے سے مرزا قادیانی کا کذب نہایت ہی روشن ہو گیا۔ کیونکہ وہ اپنے متعدد اقراروں سے کاذب ثابت ہوئے۔ یہاں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ قادیانی جماعت یہ تو بتائے کہ وہ نکاح بھی منسوخ ہو گیا جس کے ظہور کا برسوں اس قدر زور و شور سے دعویٰ ہوتا رہا اور اس مفروضہ بیوی کے شوہر کی موت کی وعید بھی ٹل گئی مگر یہ تو فرمایئے کہ مسلمان، عیسائی، آریہ، سب کے مقابل میں جو مرزا قادیانی نے نہایت ہی عظیم الشان نشان اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرنا چاہا تھا اور مدتوں انتظار میں رکھا وہ کیا ہوا۔ کیا اس میں بھی آپ کو کوئی عذر ہوسکتا ہے کہ جسے نہایت ہی عظیم الشان کہہ کر مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا تھا۔ وہ محض اُن کی خیالی آرزو تھی جو پوری نہ ہوئی؟ اگر اتفاقیہ طور سے پوری ہو جاتی تو پھر عظیم الشان نشان تھا۔ اللہ اکبر غضب تو یہ ہے کہ آپ سے اعلانیہ طور سے اُس پیشین گوئی کا ظہور نہ ہوا مگر پھر کہا جاتا ہے کہ پیشین گوئی کی صداقت ثابت ہوگئی۔ اس اعلانیہ کذب یا نہایت درجہ کی بیوقوفی کا کیا ٹھکانا

ہے۔ ایسے حضرات کے سمجھانے کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے جن کی عقل وفہم بالکل اُلٹ گئی ہو اور باطل پرستی نے اُن کے دل کو بالکل تاریک کر دیا ہو۔

بھائیو! مرزا قادیانی کے کذب کے ثبوت میں میں نے یہ پیشین گوئی اسی غرض سے پیش کی ہے کہ متعدد وجوہ سے اُن کا کاذب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ شاید حق بات کسی طور سے آپ کے ذہن میں آجائے۔ یہ خیر خواہ برادران اسلام کو ہلاکت ابدی سے بچانے کے لئے ایک فریب خوردہ کی تمام جھوٹی باتوں کو چھوڑ کر صرف ایک بات کو پیش کرتا ہے اور مثل آفتاب روشن کر کے دکھاتا ہے کہ اس سے اس فریب خوردہ کا کذب عیاں ہورہا ہے اور مختلف طریقوں سے اس کے کذب کی تاریکی نظر آرہی ہے۔ اسے دیکھو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو پرہیز کرو۔

اب چھٹی پیشین گوئی کے متعلق یہ دکھانا منظور ہے کہ وہ بھی ہر طرح سے غلط ثابت ہوئی اور جو جوابات اس کے دیئے گئے ہیں وہ خود مرزا قادیانی کے اقوال سے غلط ثابت ہوتے ہیں۔ بعض اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

منکوحۂ آسمانی کے متعلق مرزا قادیانی کے بعض الہامات واقوال

(الف) ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو جس کی درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔''

(مرزا قادیانی کا اشتہار مرقومہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

معزز ناظرین! ذرا اس قول پر دوبارہ نظر کر کے فرمائیں کہ اس قول میں جس بات کو مرزا قادیانی تقدیر خداوندی بتاتے ہیں اس کے ہونے یا نہ ہونے کے لئے کوئی شرط ہوسکتی ہے۔ جب یہ کہہ دیا کہ ہر مانع دور ہونے کے بعد انجام کار وہ لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی تو کوئی وجہ ایسی ہوسکتی ہے کہ یہ تقدیر ٹل جائے اور اس کا ظہور نہ ہو۔ آپ سوچ کر ذہن نشین رکھئے۔

(ب) خدائے تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک[1] رہے ہیں

مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ (ایضاً)

اس قول پر بھی مکرر نظر کر کے کہئے کہ جب خدائے تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ انجام کار میں وہ لڑکی مرزا قادیانی کے پاس آئے گی اور خدائے تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ ٹل نہیں سکتا۔ تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ اُس کے ظہور کے لئے ایسی شرط ہو کہ خدا کا یہ وعدہ پورا نہ ہو اور یہ ارشاد خداوندی کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کی طرف واپس آئے گی۔

جھوٹا ثابت ہوا اور وہ لڑکی مرزا قادیانی کے پاس نہ آئی کوئی ایماندار اس کا اقرار نہیں کرسکتا۔

(ج) خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر[1] اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اُس کو میری طرف لائے۔

(اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۱ مجموعہ اشتہارات ص ۲۱۹ ج ۱)

ناظرین! اس قول میں بھی تامل فرمادیں کہ جب اس قول کے بموجب خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ قرار پاچکا ہے کہ وہ لڑکی ہر طرح سے مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی تو اس کے لئے ایسی شرط کیونکر ہوسکتی ہے کہ اُس کے پورا ہوجانے سے نکاح کا ظہور نہ ہوا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ وعدہ صحیح نہیں ہے تو محمدی کا نکاح میں آنا ضرور

---

[1] اس پر نظر کیجئے کہ یہ عبارت خلیفہ قادیان کے جواب کو بھی غلط بتا رہی ہے کیونکہ جو لوگ روک رہے تھے وہ خاص محمدی کے نکاح سے روک رہے تھے اور پھر اسی کتاب کی نسبت یہ کہا گیا کہ انجام کار تمہاری طرف واپس لائے گا۔ محمدی کی اولاد کا تو اس وقت وجود بھی نہ تھا بلکہ اس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ پھر روکنے کے کیا معنی اور واپس لانے کے کیا معنی۔ واپس لانے کے معنی جو مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں وہ اس وقت صحیح ہوسکتے ہیں کہ محمدی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے، الغرض ایسی صراحت کے بعد کوئی صاحب یہ نہیں کہہ سکتا کہ نکاح میں آنے سے یہ مراد ہے کہ محمدی کی اولاد میں سے قیامت تک کوئی نہ کوئی لڑکی مرزا قادیانی کے خاندان میں بیاہی جائے گی اور یہ ایسے غلط معنی ہیں کہ کوئی ذی عقل حالت ہوش و حواس میں اس کی غلطی سے انکار نہیں کرسکتا۔

ہے اور اگر بالفرض ایسا نہ ہو تو یہ خدا کا متغیر ہونا اور کاذب اور وعدہ خلاف ہونا ثابت نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ کوئی ذی فہم اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

(د) خدا تعالیٰ نے پیشین گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ۔

(۱) احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور بہت لوگ عداوت کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔

(۲) لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔

(۳) ہر طرح سے اُس کو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔

(۴) اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا۔

(۵) اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔

(۶) کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ (ازالۃ الاوہام ص۳۹۶ خزائن ج۳ ص۳۰۵)

مرزا قادیانی کا یہ الہامی قول ہے۔ جس میں چھ جملے ہیں۔ ان میں خدائے تعالیٰ کا نہایت پختہ وعدہ اس طرح ہے کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی اور پھر اُس کی کامل تاکید اور پختگی کے لئے کہا گیا کہ آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ یہاں لفظ انجام کار اور آخر کار خوب ملحوظ رہے اور آخر کے دو جملے کہ اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اُسے روک سکے، کیسی یقینی شہادت دے رہے ہیں کہ اس لڑکی کے نکاح میں آنے کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہوسکتی۔ جس کی وجہ سے نکاح کا ظہور رک جائے۔ اب اگر کسی وجہ سے اس کے نکاح کا ظہور نہ ہو تو قطعی طور سے کہا جائے گا کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام اور سابق کے الہامات و اقوال سب غلط ہیں اور بغیر اس کے غلط مانے ہوئے یہ کہنا کہ ظہور نکاح کے لئے شرط تھی اور اس شرط کے پائے جانے سے نکاح فسخ ہوگیا۔ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا اگر مذکورہ الہامات صحیح ہیں تو ظہور نکاح کے لئے کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔ بھائیو یہ تو ایسی کھلی باتیں ہیں جن کا انکار کوئی صاحب عقل نہیں کرسکتا۔

---

[۱] اس جملہ پر کامل نظر کی جائے اور اس قول کو دیکھا جائے جو کہا جاتا ہے کہ پیشین گوئی شرطی تھی۔ شرط کے پورا نہ ہونے سے نکاح کا ظہور نہ ہوا۔ یہ دونوں قول بالکل متعارض ہیں جو بات خدا کی طرف سے قرار پاچکی ہو اُس کا ظہور نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات مذکورہ تو اس شرط کو غلط بتاتے ہیں اور چونکہ اُس شرط کو بھی الہامی کہا جاتا ہے اس لئے یہ شرط مرزا قادیانی کے خیال کے بموجب ان تمام اقوال و الہامات کو غلط بتاتی ہے۔ اس لئے بموجب قائدہ مشہور اذاتعارضاتسا قطا کے دونوں الہامات غلط ثابت ہوئے اور جب ایسے پختہ اور بار بار کے الہامات یقیناً غلط ثابت ہو چکے تو کوئی وجہ نہیں کہ اُن کے اور الہامات پر اعتبار کیا جائے۔ افسوس ہے کہ ایسی روشن باتوں پر بھی حضرات مرزائی نظر نہیں کرتے۔ اب ایک اور عربی الہام اس باب میں ملاحظہ کیجئے اور اس میں تاکیدی الفاظ دیکھئے کہ خدا تعالیٰ اُس عورت کو واپس لائے گا۔ مکرر کہتا ہے اور اُس وعدے کے سچے ہونے میں شک کرنے کو منع فرماتا ہے اور اس کے نکاح میں آنے کی نسبت کس کس طرح سے تاکیدی وعدہ فرماتا ہے۔ وہ الہام یہ ہے۔

(۵) **(۱)کذّبوا بایاتی وکانو بها یستهزؤن فسیکفیکهم اللّٰه (۲)ویردها الیک امرمن لدنا اناکنا فاعلین (۳)زوّجنا کها الحق (۴)من ربّک ولا تکونن من الممترین (۵)لاتبدیل لکلمات اللّٰه (۶)ان ربک فعال لما یرید (۷)انار دوها الیک......توجهت لفصل الخطاب انّا رادّوها الیک...... وقالوا امتی هذا الوعد قل ان وعد اللّٰه حق(۸)o**

(انجام آتھم ص۶۰،۶۱ خزائن ج۱۱ص ایضاً)

’’انہوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔(۱)اور اُس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا اس کے بعد قول خداوندی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ (۲)یہ امر (یعنی اُس عورت کا واپس لانا) ہماری طرف سے ہے اور بلا شبہ ہم ہی اُس کے کرنے والے ہیں۔ (۳)واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔ (یہ نکاح کر دینا) (۴)تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو کس زور کی تاکید سے اُس نکاح کا ظاہر ہونا اور اُس وعدۂ خداوندی کا

سچا ہونا بیان ہوا ہے اور پھر نص قرآنی سے اس کی تائید کی گئی ہے کہ (۵)خدا کے کلمے (باتیں) بدلا نہیں کرتیں تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے۔ بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ (۶)بیشک ہم اُس کو واپس لانے والے ہیں۔ (لفظ انّ سے تاکید کر کے واپس لانے کو دوبارہ بیان کیا) آج میں فیصلہ کرنے کے لئے متوجہ ہوا۔ (۷)بلا شبہ ہم اُس کو تیری طرف واپس[1] لائیں گے۔ یہاں تیسری مرتبہ اس عورت کے واپس لانے کو تاکید بیان کیا۔ (۸)لوگوں نے کہا کہ یہ وعدہ کب ہوگا۔ کہہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔" یعنی اس وعدہ خداوندی کا وقت نہیں بیان کیا جاتا مگر یہ سمجھ لو کہ اُس عورت کا ہمارے پاس آنا خدا کا وعدہ سچا ہوا کرتا ہے۔ اس میں تخلف نہیں ہوسکتا۔"

طالبین حق! اس پر غور کریں کہ یہاں پانچ مقام سے مرزا قادیانی کے پانچ الہام نقل کئے گئے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا یقینی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے مکرر اور بار بار کے الہام سے اس کا ثبوت ہے اور وہ اپنے الہام کا قطعی اور یقینی ہونا نہایت زور سے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱ خزائن ج ج ۲۲ ص ۲۲۰)میں لکھتے ہیں۔ "میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" یہ وہ الہام ہے کہ جس کی نسبت مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ اس پر ہم اسی طرح ایمان لاتے ہیں، جس طرح لا الٰہ

---

[1] اس پیشین گوئی میں تین جگہ تاکید کے ساتھ کہا گیا کہ ہم تیرے پاس اُسے واپس لائیں گے۔ اس کے صریح جھوٹا ہوجانے پر نظر نہیں ہے مگر اس سے مرزا قادیانی کا یہ نشان بیان کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے نکاح ہوجانے کی خبر مرزا قادیانی دے رہے ہیں۔ کس قدر تعصب نے پردہ ڈالا ہے کہ جو جملہ نہایت صفائی سے جھوٹا ثابت ہو رہا ہے۔ اس پر نظر نہیں ہے مگر نشان ثابت کرنے کے لئے وہی غلط جملہ پیش ہو رہا ہے۔ دیکھو تشحیذ الاذہان بابت مئی ۱۹۱۳ء اور نشان ثابت کرنے میں کیسا فریب دیا جاتا ہے کیونکہ یہ الہام اس کے نکاح کے بعد کا ہے پہلا الہام وہ ہے جو ہم تیسرے اور چوتھے نمبر میں نقل کر چکے ہیں۔ جس میں صاف طور سے مذکور ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ باکرہ ہونے کی حالت (بقیہ آگے)

الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر جب اس کے یقین اور صراحت کی یہ حالت ہے تو اس میں کسی طرح کی غلطی کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا اور یہ کہنے کی گنجائش بھی نہیں ہے کہ اس سے غرض، محمدی کا نکاح میں آنا یا اس کے شوہر کا مرنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف ہدایت تھی وہ ہوگئی کیونکہ مکرر بار بار نہایت صراحت وتاکید سے الہام میں اس کا بیان ہے کہ محمدی نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔ اب اگر ایسی صراحت اور تاکید کے بعد اگر اسلام سے مقصود کچھ اور کہا جائے تو لاالٰہ الا اللّٰہ کا مقصود بھی توحید کے سوا کوئی دوسرا بیان کر سکے گا اور تمام دین کو درہم برہم کر دے گا اور قادیانی جماعت لاجواب ہوجائے گی۔ اب ذرا اُس پانچویں الہام میں غور کیجئے۔ اس الہام کے آٹھ جملوں پر میں نے ہندسہ دیا ہے۔ اس میں غور کیا جائے کہ کس قدر تاکیدات اور صراحت سے اس دختر کے نکاح میں آنے کا وعدہ بلا قید وشروط کیا گیا ہے۔ ایسے صاف وعدے کے بعد کون انسان حالت ہوش وحواس میں یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی تب بھی پیشین گوئی سچی ہوگئی اور یہ وعدہ خداوندی جو ابھی ذکر کیا گیا ہے پورا ہوگیا۔

بھائیو! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر یہ الہامات سچے ہوتے تو اس دختر کا ہر طرح مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضرور تھا۔ کوئی شرط اُسے روک نہیں سکتی تھی اور جب نکاح میں نہ آئی تو یقیناً ظاہر ہوگیا کہ وہ سب الہامات غلط تھے۔ وہ الہام خداوندی نہ تھے۔ اسی طرح وہ بھی خیالی الہام تھا، جسے مجبوری کی حالت میں شرط قرار دیا ہے۔ اب یہ غلطی اس وجہ سے ہوئی کہ مرزا قادیانی شیطانی الہامات کو رحمانی سمجھے یا الہام کے معنی سمجھنے میں غلطی کی مگر ہر طرح مرزا قادیانی کا قول لائق اعتبار نہ رہا کیونکہ جب ایسے بار بار کے یقینی الہامات غلط ہوگئے یا مدت دراز تک اس کے معنی نہ سمجھے تو اُس کے مسیح موعود ہونے کے الہام پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اسے غلط نہ مانا جائے یا اس کے غلط معنی سمجھنے میں قوی احتمال نہ ہو؟ اگر مرزا قادیانی کو اس غلطی سے معصوم بتا کر خدا پر خلاف وعدگی کا

(بقیہ حاشیہ) میں یا خدا اس کو بیوہ کر کے میری طرف لائے غرضکہ پہلے عام طور سے اس کے نکاح میں آنے کو بیان کیا ہے اور جب اس کا نکاح ہوگیا تو اُس کے واپس آنے پر زور دیا گیا ہے، مگر اب ناواقفوں کے سامنے سچی بات پر پردہ ڈال کر اُسے نشان بتایا جاتا ہے، افسوس

الزام دیں تو اُنہیں ضرور ماننا ہوگا کہ خدائے تعالیٰ کے تمام وعدے اور وعیدیں غیر معتبر ہیں۔ (نعوذ باللہ) کیونکہ ایسے پختہ وعدے جس کی نسبت کہا گیا۔

(۱) کہ آخر کار ایسا ہی ہوگا۔

(۲) ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

(۳) اور اُس کام کو ضرور پورا کرے گا۔

(۴) کوئی نہیں جو اُسے روک سکے۔

جب ایسی شدید پختگی کے بعد بھی وعدہ الٰہی پورا نہ ہو تو پھر جن وعدوں میں ایسی پختگی نہ ہو اُن پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ غرضکہ تمام وعدہ الٰہی غیر معتبر ٹھہرے اور ساری شریعت درہم برہم ہوگئی۔ لطف یہ ہے کہ مرزا قادیانی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں'' کہ ایک وعدہ کے خلاف ہوجانے سے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا۔''

(توضیح مرام ص۸ خزائن ج۳ ص۵۴)

یہ اقوال اس وقت کے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اس کے نکاح میں آنے کی امید تھی اور جب یاس کا مرتبہ پہنچا اور لوگوں کا اعتراض شروع ہوا ہے تو کئی طور سے بات بنائی ہے اور اس کذب پر پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

اوّل اپنی آخری کتاب (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۲ خزائن ج۲۲ ص۵۷۰) میں لکھتے ہیں۔ ''یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھایا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ **ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک** پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہوگیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔'' اب اگر دنیا میں عقل و انصاف ہے تو اہل انصاف مرزا قادیانی کے مذکورہ اقوال پر مکرر نظر کر کے اس جواب کو ملاحظہ کریں اور فرمائیں کہ یہ جواب کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ کوئی صاحب عقل منصف مزاج اس جواب کو صحیح نہیں کہہ سکتا۔ اس کی غلطی آفتاب کی طرح روشن ہے جو حضرات حقانیت کے طالب

ہوں اُن کو اس جواب کے غلط ہونے کے وجوہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی، دوسری اور تیسری وجہ

(۱) اُس وعدہ کے ظہور کے لئے کوئی شرط تھی اور اُس شرط کو وہ لوگ پورا کرنے والے تھے اور اُن کے ایمان میں اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اُسے ضرور علم ہوگا کہ یہ لوگ شرط کو پورا کریں گے۔ اس علم کے ساتھ خدا کی طرف سے یہ تقدیر کیونکر ہوسکتی ہے کہ احمد بیگ کی دختر کلاں ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی مگر مرزا قادیانی پہلے اور تیسرے قول میں نہایت صفائی سے اس کا اقرار کر رہے ہیں کہ تقدیر الٰہی اسی طرح ہو چکی ہے۔ غرضکہ اس دعویٰ کو تقدیر الٰہی کہہ کر اُس کے ظہور کے لئے کسی شرط کو پیش کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ بجز اس کے کہ وہ قدوس جامع صفات کمالیہ مرزائیوں کے نزدیک عالم الغیب نہ ہو یا یوں ہی جھوٹ کہہ دیا ہو۔ (استغفراللہ) مگر ان حضرات سے عجب نہیں کہ جس طرح اس قدوس کو وعدہ خلاف مان چکے ہیں اسے بھی مان لیں اور خدا کی خدائی اور رسولوں کی رسالت کو غیر معتبر ٹھہرائیں۔

(۲) اُن کے الہام کے ان جملوں کو ملاحظہ کیا جائے۔ (۱)احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ (۲)اور آخر کار ایسا ہی ہوگا۔'' (۳)خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔'' (۴)اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔'' اب جو خدا تعالیٰ کی نسبت قادر مطلق کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ فرمائیں کہ جس کام کی نسبت اللہ تعالیٰ اس زور کے ساتھ فرما دے کہ انجام کار ایسا ہی ہوگا اور ضرور ہوگا پھر اُس کی طرف سے ایسی شرط ہوسکتی ہے کہ اُس کے ظہور کو روک دے اور کسی وجہ سے وہ کام نہ ہو؟ اور اگر ایسا ہو تو وہ قادر توانا اور عالم الغیب والشہادہ، عاج، یا نادان، نہ ٹھہرے گا؟ ضرور ٹھہرے گا۔ پھر جس جواب سے خدائے قدوس پر ایسا سخت الزام آئے وہ جواب کسی مسلمان کے نزدیک صحیح ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۳) اسی طرح پانچویں الہامی قول کو پیش نظر کر کے اس شرط کے پیش کرنے کو ملاحظہ کیجئے۔ اس قول میں تین جگہ وعدہ خدائی بتاکید بیان ہوا ہے کہ اُس لڑکی کو لوٹا کر ہم تیرے

پاس لائیں گے۔ پھر اس وعدہ کی نسبت یہ بھی کہتا ہے کہ سچا وعدہ ہے اُسی قول میں یہ جملہ بھی ہے کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔ پھر اس واپسی کے بعد نکاح کر دینے کی صداقت نہایت زور سے اس طرح کی ہے کہ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو اس میں شک کرنے والوں سے نہ ہو۔ ان الہامات کے بعد یہ کہہ دینا کہ اُس نکاح کیلئے شرط تھی اُس کے پورا ہوجانے سے نکاح فسخ ہوگیا کیسی صریح بناوٹ اور خدائے قدوس پر الزام لگانا ہے۔ جس بات کے لئے خدائے تعالیٰ ایسا پختہ وعدہ کرے جس کام کیلئے وہ خود ارشاد فرمائے کہ ہم نے کر دیا اور مخاطب کو اس میں شک کرنے کی ممانعت کرے غضب ہے کہ اُس کا ظہور نہ ہو۔ اُس کے ظہور کیلئے اگر کوئی شرط خدا کی طرف سے ہوتی تو اُس عورت کے لوٹانے کا ایسا حتمی وعدہ اس کی طرف سے ہوسکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ باوجود اس علم کے کہ اُس کے لئے شرط ہے اور وہ شرط پوری ہونے والی ہے۔ وہ قدوس، سبحان یہ کہہ سکتا تھا کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا تو اس میں شک نہ کر؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بھائیو یہ خدا تعالیٰ پر کیسا سخت الزام ہے کہ جس کام کی نسبت وہ قادر مطلق یہ کہہ دے کہ ہم نے کر دیا اور وہ کام نہ ہو یہ تو ایسی روشن باتیں ہیں کہ آفتاب کی طرح مرزا قادیانی کے کذب کو ظاہر کر رہی ہیں۔ اس میں خدائے قدوس پر صرف یہی الزام نہیں آتا کہ اُس کے پختہ وعدے بھی پورے نہیں ہوتے بلکہ اس کا صریح کذب ثابت ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ) پھر اب کہئے کہ رسول کی رسالت اور شریعت الٰہی کے وعدہ و وعید پر کیونکر یقین ہوسکتا ہے۔ کیا قرآن پاک کی وہ نصوص قطعیہ جن میں نہایت تاکید سے ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے خلاف نہیں ہوتے۔ سب کے سب غلط نہ ہوجائیں گے؟ کیا منکرین اسلام مسلمانوں کو یہ الزام نہ دیں گے؟ کہ مسلمانوں کے اعتقاد میں خداوعدہ خلافی کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس صریح وعدہ خلافی کو سنت اللہ کہہ کر اس سے انکار کرنا دن کو رات کہنا ہے۔ ایسی غلط بیانیوں سے الزام دفع نہیں ہوسکتا۔ جب وعدہ خداوندی پورا نہ ہوا تو یہ الزام ضرور آئے گا اور اُسے سنت اللہ کہنے سے الزام بہت زیادہ ہوجائے گا کیونکہ اس کے کہنے کے یہ معنی ہوں گے کہ وعدہ خلافی کرنا اللہ تعالیٰ کی عادت مستمرہ اور مستحکمہ ہے ان

بدیہی الزامات کے بعد بھی نہایت شوخ چشمی سے بعض پڑھے لکھے مرزائی بھی مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اس شرط کو پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس شرط کے ماننے سے خدائے قدوس پر کیسے کیسے الزام آتے ہیں اس کا سبب کچھ نہیں ہوسکتا۔ بجز اس کے کہ عار کی وجہ سے نفس لوامہ نے نار کو عار پر اختیار کرنا پسندیدہ کر دیا ہے یا اس باب میں عقل سلب کر دی گئی ہے۔ من یُضلِلِ للّٰہ فلاَ ھَادِیَ لَہٗ سچا ارشاد ہے۔

چوتھی وجہ: اس میں تو شبہ نہیں رہا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا خدائے تعالیٰ کا نہایت پختہ وعدہ تھا اور ایسا وعدہ جو بار بار کیا گیا اور اس کی سچائی اور پورا ہونے کا ایسا پختہ اور کامل وثوق دلایا گیا جس سے زیادہ پختگی خیال میں نہیں آسکتی۔ اسی وجہ سے اس میں شک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے قول کے بموجب بھی اس نکاح کا ظہور ضرور ہے۔ اس کے لئے کوئی شرط اور قید نہیں ہوسکتی۔ (ازالۃ الاوہام ص۹۴۳ خزائن ج۳ ص۶۲۲) میں لکھتے ہیں۔ ”وہ ہر بات پر قادر ہے مگر اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد و وعدے کے برخلاف کوئی بات نہیں کرتا اور سب کچھ کرتا ہے۔“ اور (توضیح مرام ص۸ خزائن ج۳ ص۵۵) میں اس سے زیادہ لکھتے ہیں۔ ”اس میں خدائے تعالیٰ کے اُس وعدے کا تخلف نہیں جو اس کی تمام پاک کتابوں میں بتواتر وتصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل ہونے والے پھر اُس سے نکالے نہیں جائیں گے۔ کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ لاتا...... ان لغو باتوں سے خدائے تعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی نہیں ہوگی۔“ مرزا قادیانی کا یہ قول خوب یاد رکھنے کے لائق ہے۔ ان دونوں قولوں نے نہایت صفائی سے ثابت کر دیا کہ حسب وعدۂ خداوندی احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضرور تھا اور اس وعدے کے پورا نہ ہونے سے خدا تعالیٰ کے تمام وعدے غیر معتبر ہوجائیں گے اور اُس کی کسرِ شان اور کمال درجہ کی بے ادبی ہوگی۔ اس لئے مرزا قادیانی کے یہ اقوال اُن کے جواب کو محض غلط بتاتے ہیں۔ اس نکاح کا ظہور نہ ہونا خدائے تعالیٰ کے اُن وعدوں کے بالکل خلاف ہے۔ جو اوپر نقل کئے گئے۔ اُن وعدوں کا مضمون آفتاب کی طرح دکھا رہا

ہے کہ اُن کا پورا ہونا کسی شرط پر موقوف نہیں ہوسکتا۔ ان وعدوں کے بعد مرزا قادیانی کا یہ جواب دینا مرزا قادیانی کے کذب اور بناوٹ کی کافی دلیل ہے۔

پانچویں وجہ: جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے وہ جملہ کسی طرح شرط نہیں ہوسکتا کیونکہ مرزا قادیانی کے کہنے کے بموجب اس جملہ میں احمد بیگ کی ساس یعنی اس لڑکی کی نانی کی طرف یہ خطاب ہے۔ کیونکہ وہ سخت مخالف تھی اور یہ مطلب ہے کہ توبہ کرو ورنہ تیری لڑکی پر اور نواسی پر بلا آئے گی مگر اس نے توبہ نہیں کی اور مرزا قادیانی کے خلاف اُس نے اپنی نواسی کا نکاح سلطان محمد سے کرا دیا۔ اب آپ کے قول کے موجب اُس کی لڑکی پر یہ بلا آئی کہ احمد بیگ اس کا شوہر مر گیا اب یہ بتانا چاہئے کہ نواسی کی بلا کیا ہے؟ جو تُوبِیْ تُوبِیْ کا الہام اس کے نکاح سے پہلے کا ہے تو نہایت قرین قیاس ہے کہ محمدی کا مرزا

---

۱ مرزا قادیانی کے ان دونوں قولوں پر نظر کیجئے کہ پہلے قول میں عام طور پر کہہ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ دوسرے میں نہایت صفائی سے بتاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ایک وعدے میں خلاف ہونے سے اُس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جاتا ہے باینہمہ حضرات مرزائی، مرزا قادیانی کے ان اقوال کے خلاف خدا تعالیٰ کی وعدہ خلافی کے ثبوت میں آیت یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ پیش کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو وعدہ خلاف ٹھہرا کر مرزا قادیانی کو سچا ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس وہ مضمون ملاحظہ ہو جس میں اُن کے نہایت خاص مرید نے خدا کی وعدہ خلافی ثابت کی ہے مگر شائستہ پیرایہ سے ''حضرت مسیح موعود کے وصال پر چند مختصر نوٹ۔'' ایک دوسرا امر اصل پیشین گوئی کے متعلق یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ انذاری پیشین گوئیاں بعض وقت ٹل بھی جاتی ہیں۔ ایک نہایت کھلی کھلی مثال یونس نبی کی پیشین گوئی ہے۔ (یہ مثال محض غلط ہے کیونکہ حضرت یونس کی پیشین گوئی کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ کسی صحیح حدیث سے پھر کھلی کھلی مثال کس بات کی پیش ہو رہی ہے؟ البتہ ضعیف روایت سے عذاب آنے کی پیشین گوئی معلوم ہوتا ہے مگر اُسی روایت سے اس کا پورا ہونا بھی ثابت ہے۔) اس کے بعد مضمون نگار لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بھی فرماتا ہے اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ جس سے معلوم ہوتی ہے کہ بعض پیشین گوئیاں گو بظاہر پوری بھی نہیں ہوتیں۔ (پیشین گوئیوں کے پورا نہ ہونے میں بظاہر کی قید لگانا ایک جاہل فریب کی بات ہے ورنہ بظاہر پورا نہ ہونے کے کیا معنی مرزا قادیانی کی جو پیشین گوئیاں پوری نہیں ہوتیں۔ وہ ظاہر اور باطن ہر طرح پوری نہیں ہوئی مگر آیت سے یہ ثابت کرنا کہ انبیاء کی بعض پیشین گوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ خدا پر سخت الزام لگانا ہے اگر لفظ بعض سے آپ (بقیہ آگے)

قادیانی کے نکاح میں نہ آنا اور سلطان محمد سے بیاہا جانا اور اُن تمام نعمتوں اور برکتوں سے محروم رہنا جو مرزا قادیانی سے نکاح پر موقوف تھیں۔ نہایت سخت بلا تھی۔ خاص اُس لڑکی کے لئے بھی اور اس کی ماں اور نانی کے لئے بھی وہ ظہور میں آ گئی اور الہام پورا ہو گیا۔ اس کے بعد اگر وہ عورت توبہ کرے یا کوئی دوسرا اُس کا عزیز یا رشتہ دار تو ضرور ہے کہ توبہ کے عمدہ نتائج جو اللہ و رسول نے بیان فرمائے ہیں۔ انہیں ظاہر ہونا چاہئے۔ ان نتائج میں نہایت عمدہ نتیجہ یہ تھا کہ سلطان محمد مرزا قادیانی پر ایمان لاتا اور محمدی کو طلاق دے کر مرزا قادیانی کے پاس آ کر بعاجزی عرض کرتا کہ آپ نکاح کر لیں اور مرزا قادیانی نکاح

(بقیہ حاشیہ۔صفحہ گذشتہ) کو دھوکہ لگا تو اس کی شرح لسان العرب اور تفسیر بحر محیط میں دیکھئے۔ تنزیہہ ربانی میں مختصر کچھ لکھا گیا ہے۔ اگر حق طلبی ہے تو اسے ملاحظہ کیجئے۔ اگر ان کتابوں کا دیکھنا پسند خاطر نہ ہو تو اپنے مرشد و امام کے مذکور قولوں پر نظر کیجئے۔ کس زور سے کہہ رہے ہیں کہ ایک وعدہ کے خلاف ہو جانے سے تمام وعدوں میں زلزلہ آ جائے گا۔ اگر اس میں بھی کچھ چون و چرا ہے تو ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ محض غلط ہے۔ کیونکہ نصوص قطعیہ قرآنیہ کے مخالف ہے۔ اس سے پہلے اس کی کامل تحقیق لکھی گئی ہے۔ مضمون نگار کی یہ تحریر شہادت دیتی ہے کہ اس کی نظر نہ قرآن مجید پر ہے نہ علوم عقلیہ پر اور نہ عقل سے اُنہیں واسطہ ہے۔ اُس کی وجہ ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں بہت آیتیں ہیں۔ جن سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نہ وعدہ خلاف ہوتا ہے نہ اُس کی وعید ٹلتی ہے اور عقلی طور سے بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ بعض آیتیں نقل ہو چکی ہیں۔ اُن آیتوں کو پیش نظر رکھ کر اس آیت کا مطلب سمجھنا چاہئے مگر مضمون نگار نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسا مطلب بیان کیا جس سے قرآن مجید کے مضامین میں اختلاف ہو جائے اور اپنی نافہمی سے یہ دکھانا چاہا کہ قرآن پاک اللہ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ (**لو کان من عند غیر اللّٰہ لو جدوا فیہ اختلافًا کثیرا**) سچا ارشاد ہے اس کا ثبوت کہ محرر مضمون کا دماغ علوم عقلیہ سے بھی خالی ہے نہایت ظاہر ہے کیونکہ آیت میں (**یصبکم بعض الذی یعدکم**) موجبہ جزیہ ہے اور موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ سے عام ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ بعض وعیدیں تجھے پہنچیں گی۔ اس وقت بھی صحیح ہے جس وقت کل وعیدیں اُسے پہنچ جائیں۔ یہاں بعض کا لفظ یہ ثابت نہیں کرتا کہ کل وعیدیں نہ پہنچیں گی۔ یہ گفتگو صرف اس وقت ہے کہ یعدکم میں صرف وعید کا بیان کہا جائے اور اگر یہ لفظ وعدہ اور وعید دونوں کو شامل ہے اور بظاہر ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ حضرت موسیٰ نے یہی فرمایا ہوگا کہ اگر تو ایمان لے آیا تو تیرے لئے یہ نعمتیں ہیں۔ اور اگر ایمان نہ لایا تو یہ عذاب ہے۔ اس صورت میں تو بعض کہنا ضرور تھا۔

کرتے اور حسب وعدہ محمدی وغیرہ پر برکتیں نازل ہوتیں اور عامہ خلائق اس عظیم الشان نشان سے فیض یاب ہوتے اور ہزاروں ایمان لاتے اور مخالفین اسلام پادری اور آریہ وغیرہ کو پوری ذلت ہوتی۔ مگر یہ کچھ نہیں ہوا بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہوا کہ آسمان پر نکاح ہو کر منسوخ ہو گیا اور اس عظیم الشان نشان کے ظاہر نہ ہونے سے مرزا قادیانی کو سخت ذلت ہوئی بلکہ مخالفین اسلام کے مقابل میں مرزا قادیانی نے اسلام کو ایک قسم کی ذلت پہنچائی۔

(بقیہ حاشیہ۔صفحہ گذشتہ) کیونکہ وعدہ ہو یا وعید ہو دونوں شرطیہ ہے۔ اس لئے دو باتوں میں سے ایک بات کا ظہور ہوگا۔ یعنی اگر ایمان لے آیا تو وعدہ کا ظہور ہوگا اور اگر نہ لایا تو وعید کی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ غرضکہ ہر صورت میں بعض کا ظہور ہوگا۔ خیر یہ تو علمی بات تھی مگر یہ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کوئی شریف ذی اخلاق اس بات کو ہرگز گوارہ نہیں کر سکتا کہ اُسے جھوٹا اور وعدہ خلاف کہا جائے، مگر افسوس اُن کی عقل پر جو اُس قدوس قادر توانا پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ وعدہ خلافی کرتا ہے اور پھر اُس کے مدعی ہیں کہ وہ ذات پاک جو ہر عیب سے منزہ ہے اپنے آپ کو اس عیب سے متصف بتاتا ہے کیونکہ انبیاء کی پیشین گوئیاں تو وحی الٰہی ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ جو ان پر ظاہر کرتا ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ اب اس وحی کے مطابق ظہور نہ ہونا خدا تعالیٰ کے کذب اور وعدہ خلافی کو ثابت کرتا ہے۔ اب اس کا ثبوت قرآن مجید کی آیت سے دینا اس کا یہی مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنی زبان سے فرماتا ہے کہ کسی وقت میں وعدہ خلافی کرتا ہوں۔ (نعوذ باللہ) حضرات مرزائیوں نے اس غیور بے ہمتا کی غیرت کو انسان ضعیف البیان کی غیرت سے بھی کم مرتبہ کر دیا۔) پھر مضمون نگار لکھتے ہیں۔ ''اس لئے قرآن کا یہ اصول قائم کرتا ہے کہ مدعی نبوت کے متعلق یہ دیکھنا چاہئے کہ اُس کی اکثر پیشین گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔'' (مرزا قادیانی کا تعلیمی یہ اثر دیکھا جاتا ہے کہ ان کے متبعین اپنے علم اور قابلیت سے بہت زیادہ اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں۔ اسی کا نام جہل مرکب ہے۔ قرآن مجید کے اصول کو سمجھنا مضمون نگار کا کام نہیں کیونکہ پہلے اُن کی قابلیت کی حالت تو پہلے تین جملوں سے معلوم ہو چکی۔ اب اس جملہ سے اور کچھ معلوم کر لیجئے قرآن مجید کا یہ اصول بتانا کہ وہ اکثر پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کو معیار صداقت بتاتا ہے۔ محض غلط ہے پیشین گوئی کے پورا ہو جانے کو نہ قرآن و حدیث نے معیار صداقت بتایا ہے۔ نہ کسی نبی نے ایسا دعویٰ کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے بہت کچھ پیشین گوئیاں کیں اور ہر ایک پیشین گوئی معینہ وقت پر پوری ہوتی گئی۔ مگر کسی وقت آپؐ نے پیشین گوئیوں کو اپنی صداقت میں پیش نہیں کیا۔ کفار کا معجزہ طلب کرنا قرآن میں مذکور ہے۔

الحاصل یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جن کو توبہ کا حکم ہوا تھا انہوں نے توبہ کی ہو اور اسی کی وجہ سے وہ توبہ کرنے والے اس نعمت عظمٰی سے محروم رہیں۔ جو اس کے ظہور پر موقوف تھی اور مخلوق کثیر کی ہدایت کا باعث نہ ہوں اور پادریوں اور آریوں کا پلہ بھاری ہو۔ الغرض یہ جملہ اپنے معنی کے لحاظ سے نکاح کے منسوخ اور ملتوی ہونے کے لئے شرط ہر گز نہیں ہوسکتا مرزا قادیانی کا یہ جواب کامل طور سے ثابت کر رہا ہے کہ پیشین گوئی کے پوری ہونے سے مایوس ہوے ہیں۔ تو بدحواس ہو کر بناوٹ کرنے لگے ہیں۔

<u>چھٹی وجہ:</u> اور اگر اُس جملہ کو شرط مان لیا جائے تو اس شرط کا پورا ہو جانا محض غلط ہے۔ ہر گز پوری نہیں ہوئی۔ جنہیں توبہ کا حکم ہوا تھا انہوں نے توبہ کسی وقت نہیں کی اور مرزا

(بقیہ حاشیہ۔صفحہ گزشتہ) مگر اس کے جواب میں یہ نہیں ہے کہ ہمارے رسول نے اس قدر پیشین گوئیاں کی ہیں اور اُتنی پوری ہوچکی ہیں۔ نہ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ اس کو ہم پورے طور سے ثابت کر چکے ہیں کہ پیشین گوئی کرنا انبیاء سے مخصوص نہیں ہے۔ کاہن، رمال نجومی بھی پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بعض کی اکثر پیشین گوئیاں صحیح بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک کاہنہ کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے علماء نے اُس کا تجربہ برسوں کیا اور اُس کی پیشین گوئیوں کو سچا پایا۔ اب یہ کہنا کہ قرآن مجید یہ اصول مقرر کرتا ہے کہ جس مدعی نبوت کی اکثر پیشین گوئیاں صحیح ہوں وہ سچا ہے۔ قرآن پر سخت الزام لگاتا ہے کہ وہ نبوت کی صحت کا ایسا معیار غلط بتاتا ہے جس کو تجربہ اور مشاہدہ غلط ثابت کر چکا ہے اور اب بھی یہی حال ہے۔ البتہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے یہ ثابت ہے کہ جس مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی غلط ثابت ہو جائے وہ کاذب ہے۔ اُس کا ثبوت کامل طور سے اوپر کیا گیا۔ اس کے علاوہ مضمون نگار سے میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر آیت کا وہی حاصل مان لیا جائے جو آپ کے خیال میں ہے، مگر یہ بتایئے کہ اکثر کی قید آپ نے کس جملہ یا کس لفظ سے نکالی جس آیت سے آپ استدلال کرتے ہیں۔ اس میں تو بعض پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر ہے اور اُسی لفظ بعض سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بعض پیشین گوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ سب نہیں ہوتیں تو آپ کے خیال کے بموجب آیت کا حاصل یہ ہونا چاہئے کہ جس مدعی نبوت کی بعض پیشین گوئیاں بھی پوری ہو جائیں تو وہ سچا ہے۔ اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہوگا کہ خدائے تعالٰی کے اکثر وعدے غلط ہوتے ہیں۔ بعض پورے ہوتے ہیں جس خدا کا یہ حال ہے تو اُس کے رسول کی رسالت اور اُس کی شریعت کے تمام وعدے اور وعیدیں کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہوسکتیں۔ مرزا قادیانی کا مقولہ یاد کیجئے

قادیانی پر ایمان نہیں لائے۔ اس کی تفصیل تنزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں ملاحظہ ہو۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے اُس کا مخاطب اس لڑکی کی نانی ہے اور توبہ نہ کرنے کی تقدیر پر اُس کی بیٹی اور نواسی پر بلا آنے کی وعید ہے۔ (حقیقۃ الوحی انجام آتھم ملاحظہ ہو) اس لئے اگر اُس جملہ کو شرط کہا جائے گا تو یہ شرط اسی وقت پوری ہوسکتی ہے کہ اُس لڑکی کی نانی اور اُس کی ماں اور وہ خود ایمان لائے اور ضمناً اُس کے شوہر کو بھی اس میں داخل کر سکتے ہیں مگر ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا یعنی کسی نے انہیں سچا مسیح موعود نہیں مانا اور اُن کا مرید نہیں ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا محض غلط اور صریح کذب ہے۔ اگر کوئی اڑوسی پڑوسی یا کوئی دور کا قرابت مند مرزا قادیانی پر بالفرض ایمان لے آیا ہو تو اس سے یہ شرط کسی طرح پوری نہیں ہوسکتی۔ یہ شرط اسی وقت پوری ہوسکتی ہے کہ اس جملہ میں جس سے خطاب کیا گیا ہے وہ توبہ کرے یہ ایسا صریح اور بدیہی عقل کا حکم ہے کہ کوئی ذی عقل تعصب سے علیحدہ ہو کر اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

ساتویں وجہ۔ اگر مرزائیوں کے سمجھانے کے لئے مان لیا جائے کہ شرط پوری ہوگئی تو مرزا قادیانی کے کہنے کے بموجب نکاح کا ظہور ہونا چاہئے کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ اب جسے تھوڑا بھی علم ہے وہ جان سکتا ہے کہ شرط کے پائے جانے سے مشروط کا پایا جانا ضرور ہے۔ یعنی نکاح کا ظہور مشروط تھا اور ان لوگوں کی توبہ شرط تھی۔ اس لئے ضرور ہے کہ جب وہ توبہ کریں تو

(بقیہ حاشیہ۔ صفحہ گذشتہ) اور وہ فرما چکے ہیں کہ ایک وعدے کے خلاف ہوجانے سے اس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا۔ پھر جب یہ ثابت کیا جائے کہ اُس کے اکثر وعدے خلاف ہوتے ہیں تو پھر زلزلہ کی کیا انتہا ہوگی اور خدا کے ساتھ کس قدر بے ادبی ہوگی؟ اس کے علاوہ جب بعض باتوں کے سچا ہوجانے سے اُسے صادق اور سچا کہنا ضرور ہے تو دنیا میں جھوٹا کوئی نہ رہے گا کیونکہ نہایت جھوٹے سے جھوٹا بھی کبھی نہ کبھی سچا ہو ہی جاتا ہے اور یہ کہنا کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت و مہدویت سچی پیشین گوئی نہیں کر سکتا۔ محض غلط ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ حدیث سے نہ کوئی عقلی دلیل اس پر قائم ہوسکتی ہے اور تاریخی حالات و واقعات اور کاذبوں کے حالات اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابن تومرت تو مہدی ہونے کا مدعی تھا اور اُس کی پیشین گوئیاں صحیح ہوئیں۔ دوسرے حصہ میں اس کا ذکر ہوگیا ہے۔

نکاح کا ظہور ہو مگر مرزا قادیانی عجب اُلٹی بات کہہ رہے ہیں کہ جب شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا بلکہ منسوخ ہو گیا۔ ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ کیسی بدحواسی ہے کہ شرط کے پائے جانے کا اقبال ہے اور پھر کہتے ہیں کہ مشروط نہیں پایا گیا یعنی جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا اور وہ شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا۔ دنیا میں تمام عقلاء کے نزدیک مسلم قاعدہ ہے کہ اذا وجد اشرط وجد المشروط جب شرط پائی جائے گی تو مشروط بھی پایا جائے گا مگر یہاں اُلٹا بیان ہو رہا ہے کہ جب شرط پائی گئی تو مشروط فوت ہو گیا یہ تو مرزا قادیانی کی بدحواسی تھی۔ اب اُن کے بعض معتقدین یوں لکھتے ہیں اذا فات الشرط فات المشروط یعنی جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا۔ یہ حملہ انہوں نے مشتہر کیا اور کرایا جو ذی علم کہلاتے ہیں اور فیصلہ آسمانی کے جواب دینے کی ہمت رکھتے ہیں۔ جنہیں اتنا ہوش نہیں کہ مرزا قادیانی تو صاف کہہ رہے ہیں کہ جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا۔ جس کا حاصل عربی میں یہ ہوا کہ اذا وجد الشرط مگر مجیب صاحب اس کے برعکس اذافات الشرط کہتے ہیں۔ اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس صریح اور بدیہی غلطی کا سبب اُن کے حواس کی پریشانی ہے کہ مرزا قادیانی کے صادق ثابت کرنے میں نہایت پریشان ہیں یا کم علموں کے پھنسے رکھنے کے لئے یہ عربی جملہ کہہ دیا افسوس۔

<u>آٹھویں وجہ</u>: اگر اس مجنونانہ کلام سے بھی قطع نظر کی جائے تو ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ محمدی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا اُس کے لئے اور اُس کے کنبے کے لئے باعث خیر و برکت اور ہر طرح کی بھلائی کا ہے۔ یا موجب مصیبت و آفت کا؟ مرزا قادیانی نے تو اُس کے نکاح میں آنے کی بہت کچھ برکتیں بیان کی ہیں اور یہ بھی نہایت ظاہر ہے کہ توبہ کرنا ایسی عمدہ چیز ہے کہ انسان کو دائمی عذاب سے نجات دیتی ہے۔ اور ہمیشہ کی راحت اُس کی وجہ سے ملتی ہے۔ اس لئے جب اُن لوگوں نے توبہ کی تو اُن پر برکتیں نازل ہونی چاہئیں۔ یعنی اس نکاح کا ظہور ہونا چاہئے جس کی وجہ سے بے انتہا برکتیں اُس منکوحہ پر اور اُس کے کنبے والوں پر نازل ہوں توبہ کا یہ اُلٹا اثر کیسا کہ اُس کی وجہ سے نکاح کا ظہور نہ ہوا اور ان برکتوں سے وہ منکوحہ اور اُس کے کنبے والے محروم رہیں۔ اگر یہ خیال ہو کہ

اُس کے نکاح میں آنے سے احمد بیگ کے داماد پر بلا آئے گی یعنی وہ مرے گا اس لئے اُن کی توبہ نے اُس کی بلا کو ٹال دیا مگر یہ نہایت ہی جاہلانہ خیال ہے اس کے دو جواب نہایت ہی ظاہر ہیں کہ ایک یہ کہ ایسی صورت ہوتی کہ احمد بیگ کا داماد طلاق دے کر اُس سے علیحدہ ہو جاتا۔ اس کے بعد وہ منکوحہ مرزا قادیانی کے نکاح میں آتی۔ اس صورت سے توبہ کا ثمرہ دونوں پر مرتب ہوتا۔ دوسرا یہ کہ اس پیشین گوئی کا پورا ہونا یعنی منکوحۂ آسمانی کا ظاہری نکاح میں آجانا ہزاروں کی ہدایت کا باعث ہوتا اور بے انتہا لوگ مرزا قادیانی کو مان لیتے۔ پھر ایسے فائدے عظیم الشان کے آگے ایک شخص کی جان جانا کسی دانش مند کے نزدیک بلا نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے جہاد کو خیال کرو کہ ایسی رُشد وہدایت کیلئے ہزاروں جانیں تلف کی گئیں۔ مگر اس کی کچھ پروا نہیں کی گئی اور جس طریقہ سے مناسب ہوا ہدایت کی گئی۔ ایسا ہی یہاں بھی ہونا چاہئے تھا۔

نویں وجہ: مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) کے حاشیہ میں اسی منکوحۂ آسمانی کی نسبت حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشین گوئی نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں، ''اس پیشین گوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشین گوئی فرمائی ہے۔ تیزوج ویولدلہٗ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تیزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ ان میں کچھ خوبی نہیں بلکہ ''تیزوج'' سے مراد خاص تیزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشین گوئی موجود ہے۔'' اس کلام میں غور کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ روایت تیزوج ویولدلہ صحیح ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ کیونکہ ایک ملہم خدا کا رسول اُس کی تصدیق کرتا ہے اور اپنے کلام کی صداقت میں سب کے سامنے اُس پیش کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس تیزوج سے مراد یقینی طور سے منکوحۂ آسمانی کا نکاح میں آنا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس منکوحۂ آسمانی سے ایک خاص اولاد ہوگی جس کی پیشین گوئی مرزا قادیانی کر چکے ہیں۔ چوتھے یہ کہ اس نکاح کے لئے کوئی

ایسی شرط نہیں ہوسکتی جو کسی حالت میں ظہور نکاح سے مانع ہو۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے بموجب منکوحۂ آسمانی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی اور اس سے اولاد ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح مرزا قادیانی کے الہامات الٰہیہ مرزا قادیانی کے مذکورہ جوابوں کو غلط بتاتے ہیں۔ اسی طرح اُن کے کہنے کے بموجب جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی مرزا قادیانی کے جوابات کو غلط بتا رہے کیونکہ حدیث میں صاف طور سے ارشاد ہے کہ نکاح کا ظہور ہوگا اور اُس سے اولاد ہوگی۔ اب اگر کسی وجہ سے نکاح کا ظہور نہ ہو تو مرزا قادیانی کے قول کے بموجب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد غلط ہو جائے گا۔ اس لئے ضرور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے مرزا قادیانی کے جوابات کو غلط مانا جائے۔ یہ وہ نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے قطعی اور صریح اقوال سے اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔ اب اگر مرزا قادیانی کا اس حدیث کو صحیح ماننا اور پھر اُسے اپنی منکوحہ آسمانی کیلئے پیشین گوئی سمجھنا غلط ہے۔ تو ذرا ہوش میں آکر بتایا جائے کہ جب مرزا قادیانی نے ایسی عظیم الشان غلطی کی ہے جس سے جناب رسول اللہ ﷺ پر نہایت صریح جھوٹی پیشین گوئی کا الزام آیا جس کی وجہ سے مخالفین اسلام کو سخت حملہ کا موقع ہوا تو پھر کیا وجہ ہے کہ جملہ ”توبی توبی“ کو شرط کہنا صحیح مان لیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ جس طرح حدیث مذکور کے ماننے اور اُسے اپنے مدعا کی پیشین گوئی سمجھنے میں بھاری غلطی کی اسی طرح مرزا قادیانی نے اس جملہ کو شرط کہنے میں بھی غلطی کی اور ضرور کی اور اس غلطی کے متعدد وجوہ بھی بیان ہوئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس پیشین گوئی کے غلط ہونے پر قطعی حکم نہ دیا جائے۔ اگر کچھ عقل و انصاف ہے تو ضرور ایسا ہی کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ جب ایسی بھاری غلطی مرزا قادیانی کی جماعت تسلیم کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے اصل دعوٰی مہدویت و مسیحیت میں غلطی کو تسلیم نہ کرے۔ اگر صداقت کا دعوٰی ہے تو اس کا معقول جواب دیں۔

الحاصل، توبی توبی کی شرط کہنا اور اُس کی بنیاد پر نکاح کا فسخ بتانا محض مغالطہ ہے۔ اس لئے پیشین گوئی کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اُس کے ساتھ اُس کی

اولاد کی پیشین گوئی بھی غلط ہوگئی۔

الغرض یہ تو روشن دلیلیں ہیں جو اپنی روشنی سے دکھا رہی ہیں کہ مرزا قادیانی کا جواب ہر طرح غلط ہے۔ صرف اپنی جھوٹی پیشین گوئی کے بناوٹ کے لئے یہ بات بنائی ہے مگر وہ بناوٹ بھی ایسی ہے کہ اُن کے علم وفہم کو پوشیدہ کر کے اُن کے الہام جاھلؔ و مجنونؔ کا مصداق انہیں بتاتی ہے۔ یہ الہام براہین احمدیہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کے حالات زندگی ص۸۱ بمشولہ براہین احمدیہ چہار حصص ایڈیشن اوّل کے شروع میں اُن کے خاص مرید معراج الدین نے لکھا ہے۔ اب قادیانی جماعت میں کوئی ہے جو ان دلائل کا جواب دے کہ مرزا قادیانی کے بناوٹ کو پوشیدہ کر کے اِس پیشین گوئی کی صداقت ثابت کر سکے۔

اے راستبازو! حق کے پسند کرنے والو! یقین کرلو کہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ کوئی قادیانی اس کا جواب دے سکے۔ اس بیان سے مرزا قادیانی کے تینوں جوابوں کا خاتمہ ہو گیا مگر بغرض تفصیل کچھ اور لکھنا منظور ہے۔ لہٰذا دوسرا جواب بھی ملاحظہ کیجئے۔ دوم، تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۳ خزائن ج۲۲ ص۵۷۰ میں لکھتے ہیں کہ ''کیا آپ کو خبر نہیں۔ یمحو اللہ مایشاء ویثبت یعنی اللہ تعالیٰ جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ترمیم رکھتا ہے۔''

اس نے پہلے نکاح کا وعدہ کیا تھا پھر اُسے پورا نہیں کیا۔ محو کر دیا سخت افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے اس آیت کے ایسے معنی کئے ہیں جو بہت آیات قرآنیہ اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہیں اور پھر قرآن دانی کا دعویٰ ہے۔ اے جناب جس کلام پاک میں آیت مذکور کے اُسی میں یہ آیتیں بھی ہیں۔

(۱) لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ (یونس ۶۴) خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں جو بات کہہ دی وہ ضرور پوری ہوگی۔

(۲) مَایُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ (ق ۲۹) یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے یہاں کوئی بات بدلا نہیں کرتی جو ایک مرتبہ کہہ دیا وہ ضرور ہوگا اور وعدے اور

وعید کے پورا ہونے کے لئے تو صراحت کے ساتھ بہت آیتیں ہیں۔ مثلاً

(۳) اِنَّ اللّٰہَ لاَیُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (آل عمران ۹)

(۴) لَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ (حج ۴۷)

(۵) اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ قصص ۱۳یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدے میں تخلف ہرگز نہیں ہوتا۔ اُس کا وعدہ ضرور سچا ہوتا ہے۔

ان آیتوں نے نہایت صفائی سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اور اُس کے وعدوں میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔ جو وعدہ وہ کرے گا وہ ضرور پورا ہوگا۔

اب ضرور ہے کہ ان نصوص کو پیش نظر رکھ کر یَمۡحُوا اللّٰہُ مَایَشَاءُ وَیُثۡبِتُ (رعد ۳۹) کے معنی کرنا چاہئے اگر اُس کی ہر بات میں محو اور اثبات ہوا کرے تو نبی کی نبوت بھی لائق وثوق نہ رہے گی۔ کیونکہ ہر وقت محو کا احتمال رہے گا۔ اس لئے ضرور ہے کہ آیت کے ایسے معنی کئے جائیں کہ مذکورہ آیات کے مخالف نہ ہوں اور یہ اعتراض بھی وارد نہ ہو سکے وہ معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ مشیت الٰہی کو عام بیان کیا ہے۔ مگر اس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہے۔ مثلاً ارشاد ہے۔ یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَاءُ (آل عمران ۱۲۹) یعنی جسے چاہے بخشے اور جس پر چاہے عذاب کرے۔ مگر دوسری اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ مغفرت اللہ کی مشیّت پر ہے۔ اس میں کافر و مسلمان سب برابر ہیں۔ مگر دوسری آیت اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ (نساء ۴۸) اس بات کو بتا رہی ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی۔ اس لئے ضرور ہوا کہ پہلی آیت میں جو مشیّت کو عام لکھا ہے۔ اُس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہے مگر دوسری آیت نے یہ ثابت کر دیا کہ مشرک کے لئے یہ مشیّت ہو چکی ہے کہ بخشا نہ جائے گا۔ اسی طرح آیت اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ نے یہ ثابت کر دیا کہ وعدہ الٰہی میں محو نہ ہوگا۔ ایک معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ شریعت الٰہیہ میں بعض احکام ضرورت وقت اور مناسب حال کے ہوتے ہیں۔ وہ علم خداوندی کے بموجب بدلتے رہتے ہیں۔ انہیں کی نسبت اِس آیت میں ارشاد ہے کہ ایسے احکام کا محو د

---

[1] ان آیتوں کی تفسیر سے گذر بیان کی گئی ہے۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔

اثبات اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جسے چاہتا ہے محو کرتا ہے۔

یعنی شریعت سے اس حکم کو مٹا کر اُس کی جگہ دوسرا حکم دیتا ہے اور اُس کے اصلی اور واقعی بھید کو وہی جانتا ہے یا جسے وہ آگاہ کرے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں وعدہ کے محو و اثبات کا ذکر نہیں ہے۔ صرف بعض احکام کی نسبت ارشاد ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی باوجود نہایت عظیم الشان دعویٰ کے اس آیت کے ایسے غلط معنی سمجھے جو نصوص قطعیہ کے خلاف ہیں اور اُن صحیح معنی کا اُنہیں علم نہ ہو۔اور اب اُن کے خلیفہ بھی اس غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے۔

دوم، تیسرے جواب میں مرزا قادیانی نے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ پیش کیا ہے۔ اس قصہ کا آموختہ مرزا قادیانی نے غالباً" سولہ، سترہ، برس تک رٹا ہے اور اپنی غلط پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے مختلف عنوان سے اسے دکھایا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی ذی علم بھی اصل واقعہ کی تحقیق نہیں کرتا اور محققانہ طور سے تفسیر، حدیث، سیر، تاریخ کی کتابوں کو دیکھ کر واقعی حالت دریافت نہیں کرتا۔ اس لئے اس قصہ کی واقعی حالت جس قدر قرآن مجید اور احادیث سے ظاہر ہوتی ہے۔علیحدہ رسالہ میں لکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ طالبان حق عنقریب اُس کے مطالعہ سے مسرور ہوں گے۔ یہاں اس قدر لکھنا کافی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی کرنا کہ یہ قوم عذاب الٰہی سے ہلاک ہوگی نہ قرآن مجید سے ثابت ہے نہ کسی حدیث[1] میں اس کا پتہ ہے لیکن غیر معتبر روایت میں آیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے صرف عذاب آنے کی پیشین گوئی کی تھی اور اُسی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ پیشین گوئی پوری ہوئی یعنی عذاب آیا اور اس قوم کے سچے ایمان لانے اور نہایت گریہ و زاری سے وہ عذاب ٹل گیا۔

اب اس قول کو بھی ملاحظہ کیجئے۔ جو (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰) میں انہوں نے لکھا ہے۔" کیا یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی۔ جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر

عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے ایسا ناحق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اُس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ٹال دے۔'' اجمالی طور پر تو اس جواب کی غلطی ظاہر کر دی گئی۔ اب ان دونوں پیشین گوئیوں کا فرق بھی کچھ معلوم کرنا چاہئے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں اور اس پیشین گوئی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس کے متعدد وجوہ انصاف و غور سے ملاحظہ کیجئے۔

(۱) حضرت یونس علیہ السلام کی الہامی پیشین گوئی کا ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ آسمان پر قطعی فیصلہ ہوگیا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ محض غلط ہے اور آسمان پر قطعی فیصلہ مان کر یہ کہنا کہ عذاب نازل نہ ہوا۔ قرآن مجید کی صریح مخالفت کرنا ہے کیونکہ نصوص موجود ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَاد. وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

ان دونوں آیتوں کے معنی اور اُن کی تفسیر اوپر بیان ہوئی ہے جس سے قطعی طور سے ثابت ہوگیا ہے کہ خدا کے وعدے اور وعید میں تخلف ہرگز نہیں ہوسکتا۔

الغرض، مرزا قادیانی کی پیشین گوئی نہایت ہی مؤکد اور مستحکم برسوں ہوتی رہی ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی آسمانی پیشین گوئی کا ثبوت ہرگز نہیں ہے۔

(۲) منکوحۂ آسمانی کے نکاح میں آنے کی خبر اور اُس کا نکاح ہوجانے کے بعد اُس کے لوٹ آنے کی خبر نہایت تاکید کے ساتھ بار بار دی گئی۔

اور اُس کی نسبت مرزا قادیانی نے کلام خداوندی اس طرح نقل کیا۔ انا کنافاعلین یعنی ہم اس کے کرنے والے ہیں۔

اب قادیانی جماعت بتائے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے اس طرح کا کلام الٰہی قرآن و حدیث سے کہیں ثابت ہے؟ ہرگز ثابت نہیں ہے۔

(۳) اس منکوحہ کی نسبت یوں الہام ہوا کہ اُس عورت کا لوٹ کر آنا حق ہے۔ اس

---

[۱] شفاء قاضی عیاض اور تاریخ طبری فارسی ملاحظہ ہو۔

میں شک نہ کرنا یعنی مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ایسا یقین ہے کہ اس میں شک کرنے کی ممانعت کی گئی۔ اب کوئی بتائے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے اس طرح کسی وقت کہا گیا۔ ہرگز نہیں۔

(۴) اس وعدہ کی نسبت ان کا الہام ہے کہ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

یعنی اس وعدہ میں تغیر و تبدل ہرگز نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے یہ بھی صراحت کی گئی تھی۔ ہرگز نہیں۔

(۵) مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ بار بار کی توجہ سے یہ معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ اُس لڑکی کو ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے نزول عذاب کے لئے ایسا یقین کسی وقت نہیں بیان کیا۔

(۶) ان دونوں واقعوں میں نہایت فرق ظاہر ہوا اور بہت بڑا فرق یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی وعید ہے اور مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی وعدہ ہے۔

الغرض، یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی کو منکوحۂ آسمانی والی پیشین گوئی سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے کے جواب میں اسے پیش کرنا سخت مغالطہ دینا ہے۔

(۱) سب سے اوّل تو یہ بات ہے کہ قطعی طور سے اس کا ثبوت نہیں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے الہامی پیشین گوئی کی تھی۔

(۲) اگر کسی قسم کا ثبوت ہے تو صرف اس قدر ہے کہ عذاب آنے کی پیشین گوئی تھی وہ پوری ہوئی۔ یعنی عذاب آیا۔ جس ضعیف روایت میں الہام سے پیشین گوئی کرنا آیا ہے۔ اُس میں عذاب کا آنا بھی مذکور ہے۔ تفسیر درمنثور ملاحظہ کیجئے اور یہ کہا جائے کہ عذاب نہیں آیا۔ تو پھر الہامی پیشین گوئی کا ثبوت ضعیف روایت سے بھی نہ ہوگا۔

اگر کسی ذی علم کو دعویٰ ہو تو ثابت کرے مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں کرسکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا جواب تو خود انہیں کے متعدد اقوال سے غلط ثابت ہوا اور دوسرا اور تیسرا جواب نصوص قطعیہ قرآنیہ کے خلاف ہے اور تیسرا

جواب واقعات کی رو سے بھی غلط ہے اور خلیفہ قادیانی نے جو جواب تراشا ہے اور قرآنی جواب بتایا ہے۔ اس کا نہایت کافی جواب فیصلہ آسمانی کے پہلے حصہ میں دیا گیا ہے اور یہاں جو اقوال مرزا قادیانی کے نقل کئے گئے ہیں وہ بھی اُن کے جواب کو غلط بتا رہے ہیں اور اس پر بھی اگر کسی صاحب کو سیری نہ ہو تو تمہ حصہ اوّل فیصلہ آسمانی ملاحظہ کر لیں۔ بالآخر اُس میں کسی طرح کا شبہ نہیں رہا کہ منکوحہ آسمانی کے اور اُس کے شوہر کے متعلق جو پیشین گوئی مرزا قادیانی نے کی تھی وہ ہر طرح غلط ہوئی۔ کسی منصف فہمیدہ کو ان دونوں بلکہ تینوں پیشین گوئیوں کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔ ان کا غلط ہونا آفتاب تاباں کی طرح روشن ہو رہا ہے۔ اب اگر کسی شپرہ چشم کو آفتاب نہ سوجھے یا کوئی گرد و غبار کو اڑا کر آفتاب کو چھپانا چاہے تو آفتاب چھپ نہیں سکتا۔ دنیا اس کی روشنی سے انکار نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اس پیشین گوئی کے غلط ہونے سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اس کا لازمی نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ بموجب ارشادِ خداوندی اور نصوص قطعیہ قرآنی اور توریت مقدس مرزا قادیانی کاذب ٹھہرے۔ اب قادیانی جماعت اس پر غور کرے اور اپنی عاقبت برباد نہ کرے۔ میں نہایت خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ جن بینہ دلائل سے ان دونوں پیشین گوئیوں کا غلط ہونا بیان کیا گیا ہے ان کا جواب نہ خلیفہ قادیان دے سکتے ہیں اور نہ کوئی دوسرا ذی علم اس میں قلم اٹھا سکتا ہے۔ یوں عوام کے دام میں رکھنے اور بے سروپا کچھ لکھنے یا کہنے کو کون روک سکتا ہے؟ مگر میں نہایت قوت اور سچائی سے کہتا ہوں کہ اب جو دلیل اور جو توجیہہ ان پیشین گوئیوں کی صداقت میں پیش کی جائے اس کا غلط ہونا میں اسی بیاں سے دکھا سکتا ہوں۔ جو اوپر کیا گیا ہے۔ جس طالب حق کو شبہ ہو وہ دریافت کرے۔

تمام مذکورہ بیان کے علاوہ نہایت قوی شہادت یہ پیش کرتا ہوں کہ خاص اس پیشین گوئی کے بیان میں اور اس کے پہلے مرزا قادیانی کے متعدد غلط دعوے دکھائے گئے جن کے جھوٹ کہنے میں کسی طرح کا تأمل نہیں ہوسکتا اور کئی پیشین گوئیاں بھی ایسی غلط ہوئیں کہ ان میں کسی متعصب کو بھی کلام کرنے کی مجال نہیں ہے۔ وہ غلط پیشین گوئیاں یہ ہیں۔

(۱) احمد بیگ کی بڑی لڑکی بیوہ ہوگی۔

(۲) اور وہ نکاح ثانی تک زندہ رہے گی۔ یعنی اس کا نکاح ثانی ہوگا مگر دنیا پر

ظاہر ہو گیا کہ وہ لڑکی بیوہ نہ ہوئی اور نکاح ثانی کی اسے نوبت نہیں آئی بلکہ پہلے ہی زوج کے نکاح میں رہی۔

(۳) مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ عاجز بھی ان واقعات کے پورے ہونے تک زندہ رہے گا۔ یعنی احمد بیگ کی لڑکی کے بیوہ ہونے اور اس کے نکاح ثانی تک، یہ بھی غلط ہوا کیونکہ وہ اپنے پہلے زوج کے نکاح میں تھی کہ مرزا قادیانی دائمی مفارقت کا داغ لے کر دنیا سے چل بسے۔ اس کے بعد وہ لڑکی اپنے پہلے خاوند کے نکاح میں مر گئی اور دنیا کے روبرو یہ تینوں پیشین گوئیاں غلط ہوئیں۔

(۴) نکاح کے بعد اس لڑکی سے ایک خاص طور کا لڑکا ہوگا مگر الحمد للہ نہ خاص طور کا بیٹا ہوا اور نہ عام طور کا اور مرزا قادیانی کے دل کی تمنا دل ہی میں رہی۔ جب اس لڑکی سے نکاح ہی نہ ہوا تو اس کی اولاد کا ذکر ہی فضول ہے۔

(۵) مرزا قادیانی نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پیشین گوئیوں کے پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہ آئیں گے۔

مولوی صاحب پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان گئے اور نہایت شائستگی سے مرزا قایانی کو بلایا مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ آئے۔

غرضیکہ مذکورہ آٹھ پیشین گوئیوں میں یہ پانچ پیشین گوئیاں تو ایسے اعلانیہ طور سے غلط ہوئیں کہ آج تک کوئی ان کا مرید اس میں دم نہیں مار سکا۔

ان پانچ پیشین گوئیوں میں پہلی پیشین گوئی کے سوا چار پیشین گوئیاں وعید نہیں ہیں بلکہ وعدۂ الٰہی ہیں جس کا پورا ہونا ہر ذی عقل کے نزدیک ضرور ہے مگر وہ بھی پوری نہ ہوئیں۔

الغرض جب آٹھ پیشین گوئیوں میں پانچ غلط ہوئیں تو اب تین کے غلط ماننے میں کسی حق طلب کو تامل نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً اس وقت کہ قرآن مجید کی نص صریح اور توریت کی نص قطعی سے ثابت ہوا کہ اگر کسی مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ثابت ہوجائے تو وہ جھوٹا ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَا قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۝

تَمَّتْ بِالْخَيْر